خلیفۂ چہارم سیدنا

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حصہ اول

حیات و خدمات

حصہ دوم

اعتراضات و جوابات

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مکتبہ دار الایمان

نام کتاب ـــــــــــــــــ خلیفہ چہارم سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

تالیف ـــــــــــــــــ متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت ـــــــــــــــــ مئی 2026ء

بار اشاعت ـــــــــــــــــ اوّل

تعداد اشاعت ـــــــــــــــــ 1100

ناشر ـــــــــــــــــ مکتبہ دارالایمان

مکتبہ دارالایمان

دارالایمان (رجسٹرڈ)

0300-6623540 / 0321-6353540

@darulimansgd

www.Darulimansgd.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا اور مکتبہ دارالایمان کی طرف سے اس کتاب کو دینی اور دعوتی مقاصد کے لیے شائع اور تقسیم کرنے کی عام اجازت ہے بشرطیکہ کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے اور اشاعت سے قبل ادارہ سے اجازت لینا ضروری ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

پیشِ لفظ 23

حصہ اول: حیات وخدمات

خاندانی تعارف 26

ولادت: 26

نام ونسب: 26

کنیت: 27

ابوتراب کہنے کی وجہ: 27

باعثِ مسرت کنیت: 28

لقب؛حیدرِ کرار: 29

حلیہ مبارک: 29

رشتہ داری: 30
قبیلہ وخاندان: 31
قبل از اسلام قبیلہ قریش کے اوصاف: 31
قبل از اسلام خاندان بنو ہاشم کے اوصاف: 32
ہاشم بن عبدِ مناف: 33
عبد المطلب بن ہاشم: 35
ابو طالب بن عبد المطلب: 36
ابو طالب کے ایمان اور عدمِ ایمان کی محققانہ بحث: 36
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ: 41
مہاجرہ صحابیہ: 42
سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات: 43
بہن بھائی: 44
ازواج واولاد: 46

قبولِ اسلام 50

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں: 50
قبولِ اسلام کا واقعہ: 51
دس سال کی عمر میں قبولِ اسلام: 52
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قبولِ ایمان کا ابو طالب کو علم: 52

مکی زندگی 54

تبلیغِ دین میں معاونت: 54
متلاشیانِ حق کی معاونت: 56
کعبۃ اللہ کی چھت سے بت گرانے کا واقعہ: 59
مواخاتِ مکہ: 60
ہجرتِ مدینہ 62
شبِ ہجرت: 62
سفرِ ہجرت: 64
پُر مشقت سفر، پاؤں پر ورم اور لعابِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: 65
مدنی زندگی 67
مسجد کی تعمیر اور باہمی خوش طبعی: 67
مؤاخاتِ مدینہ: 68
ازدواجی زندگی 69
سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح: 69
شادی کی تیاری: 69
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محبت بھرا تعاون: 71
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہا کا تعاون: 72
مجلسِ نکاح اور نکاح کے گواہ: 74
مکان کی تیاری اور رخصتی: 76

دعوتِ ولیمہ اور سامانِ جہیز: 77
معاشی مشکلات: 78
سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت: 79
سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت: 79
سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کی ولادت باسعادت: 79
پرورشِ اولاد: 80
غزوات میں شرکت 82
غزوۂ بدر میں شرکت: 82
بدر میں عَلم بردار: 85
غزوۂ بدر کی غنیمت میں حصہ: 85
1: اونٹنی 85
2: ذوالفقار نامی تلوار 86
3: حُطمی زِرَّہ 86
غزوۂ اُحد میں عَلم بردار: 87
مشرکین سے قتال: 87
غزوۂ اُحد میں: 89
خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: 89
اُحد میں جاں نثاری: 90
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال: 91

حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل: 91
غزوۂ بنو نضیر میں عَلم بردار: 92
غزوۂ اَحزاب میں عَلم بردار: 95
غزوۂ بنی قریظہ میں عَلم بردار: 97
للکارِ حیدر اور شوقِ شہادت: 98
واقعہ اِفک پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف: 98
ایک غلط فہمی کا ازالہ: 100
صلحِ حدیبیہ میں: 100
غزوۂ خیبر میں: 102
مرحب کا قتل اور فتحِ خیبر: 104
غزوۂ حنین میں: 107
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت: 109
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کردار اور فتح: 110
بت شکنی: 111
غزوۂ تبوک میں: 112
غزوۂ تبوک اور نیابتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: 112
وفدِ نجران، واقعۂ مباہلہ: 114
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بحیثیت داعی تقرری: 116
حدیثِ ثقلین اور خطبہ غدیرِ خُم 118

[1]: حدیثِ ثقلین کے بارے اہل السنۃ والجماعۃ کا موقف: 119
قرآن وسنت: ہدایت کا اصل اور مستقل سر چشمہ: 119
حدیثِ ثقلین کے متون اور صحیح محلِ استدلال: 120
"ثقلین" کی تعبیر اور مراتب کی وضاحت: 120
اہلِ بیت کے مفہوم کی جامع تعبیر: 121
وصیتِ محبت اور منصبِ امامت میں فرق: 121
حدیثِ ثقلین اور فہمِ صحابہ رضی اللہ عنہم: 123
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا عملی اُسوہ: 123
خلاصۂ موقف: 124
[2]: غدیرِ خُم کے خطبے کی وجہ 124
غدیرِ خُم کی جامع روایت: 124
خلافت بلا فصل پر استدلال درست نہیں: 125
لفظ "مولیٰ" کے متعدد معانی: 126
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں شکایات کا ازالہ: 126
محبت ونصرت پر دلالت: 127
خلافت کے لیے صریح لفظ کا نہ آنا: 128
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فہم (اجماع بر خلافتِ ابی بکر رضی اللہ عنہ) 128
اہلِ بیتِ اطہار کا عمومی ذکر: 128
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی 129

یمن میں بحیثیت قاضی: 131
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مالِ خمس میں تصرف: 131
حجۃ الوَداع 133
یمن سے قربانی کے جانور لانا: 133
حجۃ الوداع میں شرکت: 133
وفاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم 134
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں خدمت: 134
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت: 136
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا شرف: 137
عہدِ صدیقی میں 138
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت: 138
خلیفہ اوّل سے کمال درجہ محبت: 139
منکرینِ زکوٰۃ سے قتال پر معاونت: 140
سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل اور مقدم رکھنا: 141
سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنا: 142
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقام: 142
عہدِ فاروقی میں 144
سنگسار نہ کرنے کا مشورہ: 144

علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ نقصان میں ہوتے: 146
خلیفہ کا خرچ: 147
سن ہجری کا مشورہ: 148
قیادتِ عمر رضی اللہ عنہ؛ نیابتِ علی رضی اللہ عنہ: 149
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح: 149
سفر شام اور نیابتِ علی رضی اللہ عنہ: 150
خواب کے بارے میں گفتگو: 151
باہمی رشتہ داری: 152
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے شوریٰ میں نامزد کرنا: 153
سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو برقرار رکھنا: 155
عمر رضی اللہ عنہ کی ناپسند علی رضی اللہ عنہ کی ناپسند: 157
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جائیداد عطا کرنا: 157
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اظہارِ رشک: 158
شہادتِ عمر رضی اللہ عنہ پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خراجِ تحسین: 158
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں کلماتِ خیر: 159

عہدِ عثمانی میں 161

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا: 161
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مشیر: 163
قرآن کریم کو ایک قراءت پر جمع کرنے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے: 165

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت: 167
حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا پہرہ دینا: 167
دورانِ محاصرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا پانی بھیجنا: 168
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اعلانِ براءت: 169
سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مدح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبانی: 169
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے نام خلفاء ثلاثہ کے نام پر: 170

خلافتِ علی رضی اللہ عنہ 172

بیعتِ علی رضی اللہ عنہ: 173
سیدنا طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کا بیعت کرنا: 175
سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی خلافت پر اجماع: 175
خطبۂ خلافت: 176

فقہی ذوق 178

کتابُ اللہ: 178
سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: 179
اِجماع: 179
عدل وانصاف: 180
نجوم پرستی کو مسترد کر دیا: 181

فضائل واَوصاف 183

کثرتِ فضائل کی بنیادی وجہ: 183
مؤمن؛ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے: 183
سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت ہے: 184
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی برائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی: 184
سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم: 185
معمولات کی پابندی: 185
کثیر الفتاویٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم: 186
علم کی پختگی: 187
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علم کی گواہی: 187
علمِ حدیث میں مقام ومرتبہ: 187
زُہدو تقویٰ: 189
عاجزی وانکساری: 191
سخاوت وفیاضی: 192
مکارمِ اخلاق: 193
مشتبہ لقمہ سے اجتناب: 194
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت: 194
جاہلیت کے آثار ختم کیے: 195
علی مجھ سے ہے، میں علی سے ہوں: 196
حدیثِ کساء، مفہومِ اہلِ بیت: 196
حدیث کے معاملے میں حد درجہ احتیاط: 197

معرکۂِ جمل 200

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا مؤقف: 200

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا موقف: 201

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا موقف: 201

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مؤقف: 202

بصرہ روانگی: 202

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خط مبارک: 203

معاہدہ اور اس کی شرائط: 205

معرکہ آرائی: 206

تیاری: 207

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص کی کوشش: 208

معرکہ جمل پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اظہار افسوس: 210

معرکہ جمل پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اظہار افسوس: 210

معرکۂِ صفین 212

مرکزیتِ خلافت: 212

مطالبۂ قصاص: 212

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مؤقف: 213

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مؤقف: 214

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ جنگ: 215

روانگی صفین: 215
صفین کا محل وقوع: 216
صفین میں مدت قیام: 216
مصالحتی کوششیں: 217
فریقین کی افرادی قوت: 219
معرکہ صفین (حق وخطا) کا آغاز: 220
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عسکری ہدایات: 220
عسکری ہدایات پر عمل: 221
لشکرِ علی رضی اللہ عنہ کی ترتیب: 222
لشکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی ترتیب: 222
جنگ کا منظر: 223
پانی کی بندش کا ختم کرنا: 224
جنگ سے کنارہ کش حضرات: 225
جنگ کے نقصانات وشہداء: 227
صفین کے قیدیوں سے حسن سلوک: 229
لشکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے: 229
لشکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دعائے مغفرت: 230
فریق مخالف پر سب وشتم سے روکنا: 230
سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا اہلِ شام کے بارے نظریہ: 230
سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت: 231

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے والہانہ پیار: 231
سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ: 232
دعوتِ صلح؛ اہلِ شام کا قرآن بلند کرنا: 232
قبل از تحکیم جنگ کا اختتام: 233
لشکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقتولین کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دعائے مغفرت: 233
فریقین کے مقتولین؛ جنت مکین: 234
فریقین کی واپسی: 236
فتنۂ خوارج کا ظہور: 236
واقعہ تحکیم: 237
معاہدے کے نکات: 242

جنگِ نہروان 243

خوارج کے فتنہ اور خروج کا پس منظر: 243
جنگ کا سبب: 243
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فتنہ سے باز رکھنے کی کوشش: 244
جنگ کا آغاز: 246

شہادتِ علی رضی اللہ عنہ 248

شہادت کی پیش گوئی: 248
شہادت سے قبل: 248
صاحبزادوں کو وصیت: 249

قاتلانہ حملہ: 250
شہادت: 255
غسل و تکفین: 255
جنازہ: 255
تدفین: 256
مدتِ خلافت: 256
کل عمر مبارک: 256
سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کا خلاصہ 257

حصہ دوم: اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر 1: سیدنا علی رضی اللہ عنہ مولودِ کعبہ ہونے کی وجہ سے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل تھے . 260
جواب نمبر 1: ولادت شعب بنی ہاشم میں ہوئی 260
جواب نمبر 2: امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا تساہل 261
جواب نمبر 3: "مولودِ کعبہ" کی روایت درست نہیں 261
جواب نمبر 4: حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ "مولودِ کعبہ" ہیں 262
جواب نمبر 5: فضائلِ علی رضی اللہ عنہ میں "مولودِ کعبہ" کا ذکر نہ ہونا 264
خلاصۂ کلام: 264
اعتراض نمبر 2: سیدنا علی رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام میں متردّد ہوئے اور اسلام کو چھپایا 266
جواب نمبر 1: تردّد یا تعجب فطری ہے 267

جواب نمبر2: تحقیق اور صائب الرائے ہونا 269

جواب نمبر3: اسلام چھپانے کی حکمت 271

خلاصہ کلام: 273

اعتراض نمبر3: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بچپن میں اسلام قبول کیا جو معتبر نہیں 274

جواب نمبر1: اسلام کے لیے بلوغت شرط نہیں 274

جواب نمبر2: صحابیت کے لیے بلوغت شرط نہیں 278

خلاصہ کلام: 280

اعتراض نمبر4: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حالتِ نماز میں صدقہ دیا جو خشوع وخضوع کے منافی ہے 281

جواب نمبر1: روایت کا ضعیف ہونا: 281

جواب نمبر2: رکوع سے مراد خشوع ہے: 282

جواب نمبر3: ضرورت مند کی ضرورت کو فوراً پورا کرنا: 283

خلاصہ کلام: 284

اعتراض نمبر5: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث ومباحثہ کیا 285

جواب نمبر1: مباحثہ یا عذر 286

جواب نمبر2: "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّآتُ الْمُقَرَّبِیْنَ": 287

خلاصہ کلام: 289

اعتراض نمبر6: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شراب پی کر نماز پڑھائی 290

جواب نمبر1: روایت کا اضطراب 290

جواب نمبر2: نزولِ حکم سے پہلے حرمت نہیں ہوتی 292
خلاصہ کلام: 293
اعتراض نمبر7: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا 294
جواب: ممانعت سے پہلے کام کا جواز 294
خلاصہ کلام: 297
اعتراض نمبر8: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کی اطلاع نہیں دی 298
جواب: 298
☼ رات کو دفن کرنے کی وجہ 299
☼ اطلاع نہ دینے کی وجہ 299
☼ جنازہ میں شرکت کا ثبوت 301
خلاصہ کلام: 303
اعتراض نمبر9: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے؛ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جھوٹا اور خائن سمجھا 304
جواب: یہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا ادراج ہے 307
خلاصہ کلام: 315
اعتراض نمبر10: سیدنا علی رضی اللہ عنہ؛ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت پر آمادہ نہ تھے 317
جواب نمبر1: راوی کا ادراج ہے 319
جواب نمبر2: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیعت کر لینا 322
جواب نمبر3: صحیح و متصل روایات کو ترجیح دینا 327

جواب نمبر4:بطورِ تاکید کے بیعت کرنا: 332
جواب نمبر5: کتبِ روافض میں بیعت کی تصریح 332
جواب نمبر6: خلافتِ صدیق پر اجماع 333
خلاصہ کلام: 334
اعتراض نمبر11: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت؛ خلافتِ راشدہ نہیں 335
جواب نمبر1: سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں 335
جواب نمبر2: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں "خلافتِ راشدہ" کی جھلک 342
خلاصہ کلام: 343
اعتراض نمبر12: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اجماعی و اتفاقی نہ تھی 344
جواب نمبر1: خلافت علی رضی اللہ عنہ اجماعی ہے 344
جواب نمبر2: اصل اختلاف "نفسِ خلافت" میں نہیں، "بیعتِ خلافت" میں تھا 345
خلاصہ کلام: 347
اعتراض نمبر13: سیدنا علی رضی اللہ عنہ فتنوں کے امام تھے 348
جواب نمبر1: دورانِ محاصرہ ائمہ میں اختلاف: 349
جواب نمبر2: فتنوں کے زمانہ کے امام مراد ہیں 352
خلاصہ کلام: 353
اعتراض نمبر14: سیدنا عثمان؛ سیدنا علی کے بجائے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے 354
جواب نمبر1: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا: 355

جواب نمبر2: سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت ہے نہ کہ خلافت: 356
جواب نمبر3: مقصد سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار تھا، نہ کہ خلافت کا تعین 356
خلاصہ کلام: 358
اعتراض نمبر15: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو گالی دی 359
جواب نمبر1: "سبّ" کا معنی صرف گالی نہیں 360
جواب نمبر2: سبّ کا معنیٰ "وہ کلام جو عار دلائے": 364
جواب نمبر3: اختلاف رائے مراد ہے: 365
جواب نمبر4: یہاں "سبّ" سے مراد ہجرت سے پیچھے رہ جانے کو یاد دلانا ہے: 365
خلاصہ کلام: 366
اعتراض نمبر16: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چند افراد کو جلایا 367
جواب نمبر1: ممانعت والی حدیث کا علم نہ ہونا 367
جواب نمبر2: ممانعتِ تنزیہی نہ کہ تحریمی 368
جواب نمبر3 مجتہد ہونے کی حیثیت سے عمل 368
جواب نمبر4: حقیقی جلانا ثابت نہیں ہے 369
خلاصہ کلام: 370
اعتراض نمبر17: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ کو چھوڑنا اُن کے بُرا ہونے کی دلیل ہے 371
جواب نمبر1: بے رغبتی نہیں؛ حکمتِ عملی: 372
جواب نمبر2: تحفظِ مدینہ کی حکمت: 373

جواب نمبر3: مدینہ میں طویل عرصہ قیام کرنا 374
جواب نمبر4: دینی مقاصد کے لیے مدینہ چھوڑنا 374
جواب نمبر5: کوفہ میں کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم کا رہائش پذیر ہونا 374
خلاصہ کلام: 375
اعتراض نمبر18: علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے بجائے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم مقرر کیا ... 376
جواب نمبر1: قرآن کریم سے امورِ دنیا میں ثالثی کا جواز: 376
جواب نمبر2: حدیث سے امور دنیا میں فیصل بننے کا جواز: 377
خلاصہ کلام: 379
اعتراض نمبر19: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے بجائے نوجوانوں کو عہدے دیے .. 380
جواب نمبر1: انتظامی معاملات کی وجہ سے معزول کرنا: 381
جواب نمبر2: حاکم کے فیصلوں کی حکمت: 381
جواب نمبر3: نوجوان قیادت کا انتظام: 382
جواب نمبر4: انتظامی توازن کی حکمت: 382
خلاصہ کلام: 382
اعتراض نمبر20: سیدنا علی رضی اللہ عنہ عینِ نبی ہونے کی وجہ سے خلیفہ بلا فصل تھے 383
جواب نمبر1: اتحادِ منہج و اطاعت: 383
جواب نمبر2: خاندان کا ایک ہونا: 384
جواب نمبر3: علی میرے متبعین میں سے: 384

جواب نمبر4: دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق انہی الفاظ کی تصریح: 385
خلاصہ کلام: 388
اعتراض نمبر21: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں فتوحات نہیں ہوئیں 389
جواب نمبر1: دورِ خلافت میں فتوحات کا ہونا: 389
جواب نمبر2: فتنوں میں استقامتِ خلافت: 390
جواب نمبر3: ظاہری نتائج ہی معیار نہیں ہوتے: 391
خلاصہ کلام: 391

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشِ لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ أَمَّا بَعْدُ!

اللہ تعالیٰ کا انتہائی فضل و احسان ہے کہ اُس نے ہمیں ایمان، اسلام، انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم جیسی عظیم دولت سے نوازا۔ اھل السنۃ والجماعۃ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ؛رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی، چوتھے خلیفۂ راشد، عشرۂ مبشرہ میں شامل، دامادِ رسول، شیر خدا اور اہلِ بیتِ نبوت کے ممتاز فرد ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی علم و عمل، شجاعت و زُہد، عدالت و حکمت، عبادت و تقویٰ اور محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ترین نمونہ تھی۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی مبارک زندگی اسلام کی ابتدائی تاریخ کا ایک روشن اور عظیم باب ہے۔ بچپن ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوشِ تربیت میں پرورش پانا، سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں شامل ہونا، مکی دور کی صعوبتوں میں دین کی نصرت کرنا، شبِ ہجرت میں اپنی جان کو خطرے میں ڈالنا، غزوات میں بے مثال شجاعت دکھانا، علم و قضاء میں امتیازی مقام حاصل کرنا اور پھر خلفاء ثلاثہ کے بعد نازک ترین دور میں امت کی قیادت فرمانا؛ یہ اوصاف آپ رضی اللہ عنہ کو تاریخِ اسلام کا ایک منفرد و عظیم کردار کا حامل بنا دیتے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب درحقیقت اُس عظیم علمی و تحقیقی سلسلے کی ایک اہم اور سنہری کڑی ہے جس کا آغاز ہم نے سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر فاروق اور سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہم کی مبارک حیات و خدمات پر مستقل کتب کی ترتیب سے کیا۔ ان کتب میں پہلے حصوں میں ان حضراتِ مقدسہ رضی اللہ عنہم کی حیات، فضائل، دینی و ملی خدمات اور خلافت کے روشن نقوش کو بیان کیا گیا، جبکہ دوسرے حصے میں ان پر کیے جانے والے اعتراضات و شبہات کے علمی و تحقیقی جوابات پیش کیے گئے۔

اسی مبارک تسلسل کی یہ چوتھی کڑی سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ مبارکہ سے متعلق ہے، کتاب کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:

1: پہلے حصے میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حیات و خدمات، فضائل، علمی و دینی خدمات، خلافت، فقہی بصیرت، غزوات میں شرکت، صحابہ کرام سے والہانہ محبت اور مختلف ادوارِ خلافت میں آپ رضی اللہ عنہ کے کردار کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے تاکہ قارئین آپ رضی اللہ عنہ کی حقیقی شخصیت، مقام و مرتبہ اور اسلامی خدمات سے صحیح طور پر واقف ہو سکیں۔

2: کتاب کے دوسرے حصے میں ان اعتراضات کے جوابات پیش کیے گئے ہیں جو معاندین و منکرین کی جانب سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں کیے جاتے ہیں۔ ان تمام اعتراضات کے جوابات کو علمی، تحقیقی اور مدلل انداز میں واضح کیا گیا ہے تاکہ حق کے متلاشی افراد کے سامنے اہلِ حق کا مؤقف پوری دیانت کے ساتھ آ سکے۔

خصوصی طور پر معرکۂ جمل، معرکۂ صفین، فتنہ خوارج کا ظہور جنگ نہروان اور باہمی مشاجرات بصورت اجتہادی اختلافات جیسے حساس موضوعات میں اہل السنۃ والجماعۃ کے معتدل اور منصفانہ مؤقف کو واضح کیا گیا ہے، تاکہ افراط و تفریط سے بچتے ہوئے صحابۂ کرام اور اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنہم دونوں کے حقوق ادا کیے جا سکیں۔

اللہ تعالیٰ اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائے، اسے امتِ مسلمہ کے لیے نافع بنائے اور ہمیں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے علم، تقویٰ، عدل، شجاعت و بصیرت اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حصہ عطا فرمائے، اللہ کریم ہمیں تمام صحابۂ کرام واہلِ بیتِ عظام رضی اللہ عنہم کی سچی محبت اور ادب نصیب فرمائے۔

آمِيْنَ بِجَاهِ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَأَزْوَاجِهٖ أَجْمَعِيْنَ.

محتاجِ دعا

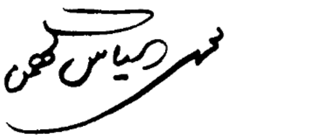

سرپرست مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

بدھ؛3-ذوالحجہ 1447ھ-20، مئی 2026ء

﴿حصہ اول﴾

حیات وخدمات

خاندانی تعارف

ولادت:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وُلِدَ قَبْلَ الْبِعْثَةِ بِعَشْرِ سِنِيْنَ عَلَى الصَّحِيْحِ. [1]

ترجمہ: صحیح قول کے مطابق بعثت (اعلان) نبوت سے دس قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

نام ونسب:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

هُوَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَاسْمُهُ عَبْدُ مَنَافِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاسْمُهُ شَيْبَةُ بْنُ هَاشِمٍ وَاسْمُهُ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ مَنَافٍ وَاسْمُهُ الْمُغِيْرَةُ بْنُ قُصَيٍّ وَاسْمُهُ زَيْدُ بْنُ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ بْنِ فِهْرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ النَّضْرِ بْنِ كِنَانَةَ بْنِ خُزَيْمَةَ بْنِ مُدْرِكَةَ بْنِ إِلْيَاسَ بْنِ مُضَرَ بْنِ نِزَارِ بْنِ مَعَدِّ بْنِ عَدْنَانَ. [2]

ترجمہ: آپ امیر المؤمنین علی بن ابی طالب ہیں۔ (ابو طالب کا اصل نام) عبد مناف بن عبد المطلب تھا، (عبد المطلب کا اصل نام) شیبہ بن ہاشم تھا۔ (ہاشم کا اصل نام) عمرو بن عبد مناف تھا۔ (عبد مناف کا اصل نام) المغیرہ بن قُصَی تھا۔ (قُصَی کا اصل نام) زید (تھا، آگے نسب یوں ہے) بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

فائدہ: حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہ کا شجرہ نسب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب کے ساتھ عبد المطلب (شیبۃ

---

[1] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4 ص269 رقم الترجمۃ 5682

[2] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص238 خِلَافَةُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

الحمد) کی نسل میں جا کر ملتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد ابو طالب، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ کے بھائی تھے اور دونوں کے والد عبد المطلب تھے۔ اس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔

کنیت:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

أَبُو الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَيُكْنٰى بِـ "أَبِي تُرَابٍ". [3]

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہ کے بیٹے حسن و حسین رضی اللہ عنہما کی طرف نسبت کی وجہ سے آپ کو "ابوالحسن" اور "ابوالحسین" کہا جاتا ہے۔ آپ کی کنیت "ابوتراب" ہے۔

فائدہ: "ابوتراب" آپ کی وصفی کنیت ہے، یعنی یہ کنیت اولاد کے نام کی وجہ سے نہیں بلکہ ایک خاص واقعے کی بنا پر آپ کو دی گئی۔

ابوتراب کہنے کی وجہ:

امام ابوالحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ... فَقَالَ لَهُ: أَخْبِرْنَا عَنْ قِصَّتِهِ لِمَ سُمِّيَ أَبَا تُرَابٍ؟ قَالَ: جَاءَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ فَاطِمَةَ فَلَمْ يَجِدْ عَلِيًّا فِي الْبَيْتِ، فَقَالَ: أَيْنَ ابْنُ عَمِّكِ؟ فَقَالَتْ: كَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ شَيْءٌ، فَغَاضَبَنِي فَخَرَجَ فَلَمْ يَقِلْ عِنْدِي، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِإِنْسَانٍ: انْظُرْ أَيْنَ هُوَ؟ فَجَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللهِ! هُوَ فِي الْمَسْجِدِ رَاقِدٌ، فَجَاءَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ قَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ شِقِّهِ فَأَصَابَهُ تُرَابٌ فَجَعَلَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ

[3] البدایۃ النہایۃ لابن کثیر: ج4 ص238 خِلَافَةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُهُ عَنْهُ وَيَقُوْلُ: "قُمْ أَبَا التُّرَابِ! قُمْ أَبَا التُّرَابِ!". [4]

ترجمہ: ابو حازم حضرت سہل بن سعد سے روایت کرتے ہیں (اس حدیث میں ہے کہ) راوی ابو حازم نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو "ابو تراب" کیوں کہا جاتا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو گھر میں نہ پایا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "آپ کے چچازاد کہاں ہیں؟" حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: "میرے اور ان کے درمیان کچھ رنجش والی بات ہو گئی ہے جس پر وہ مجھ سے ناراض ہو کر گھر سے باہر چلے گئے ہیں اور میرے پاس قیلولہ (دوپہر کا آرام) بھی نہیں کیا۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی شخص کو فرمایا: "جاؤ، انہیں تلاش کرو کہ وہ کہاں ہیں؟" چند لمحوں بعد ایک شخص آیا اور کہا: "یارسول اللہ! وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آرام سے سوتے ہوئے پایا، ان کی چادر جسم سے ہٹ چکی تھے جس سے جسم پر مٹی لگ چکی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مٹی صاف کی اور فرمایا: "اٹھو، اے ابو تراب! اٹھو، اے ابو تراب!"

فائدہ: تراب؛ مٹی کو کہتے ہیں۔ "ابو تراب" کا معنی ہو گا: مٹی والے۔

باعثِ مسرت کنیت:

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ سَهْلٌ: مَا كَانَ لِعَلِيٍّ اسْمٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ أَبِي التُّرَابِ وَإِنْ كَانَ لَيَفْرَحُ إِذَا دُعِيَ بِهَا. [5]

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ابو تراب سے زیادہ محبوب کوئی اور کنیت نہیں تھی، اور جب انہیں اس کنیت سے پکارا جاتا تو وہ خوش ہوتے تھے۔

---

[4] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2409

[5] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2409

لقب؛ حیدرِ کرار:

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) لکھتے ہیں:

كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ سُمِّيَ "أَسَدًا" فِي أَوَّلِ وِلَادَتِهِ وَكَانَ مَرْحَبٌ قَدْ رَأَى فِي الْمَنَامِ أَنَّ أَسَدًا يَقْتُلُهُ فَذَكَّرَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِذٰلِكَ لِيُخِيفَهُ وَيُضْعِفَ نَفْسَهُ قَالُوا: وَكَانَتْ أُمُّ عَلِيٍّ سَمَّتْهُ أَوَّلَ وِلَادَتِهِ أَسَدًا بِاسْمِ جَدِّهِ لِأُمِّهِ أَسَدِ بْنِ هِشَامِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ وَكَانَ أَبُو طَالِبٍ غَائِبًا فَلَمَّا قَدِمَ سَمَّاهُ عَلِيًّا وَسُمِّيَ الْأَسَدُ حَيْدَرَةَ لِغِلَظِهِ وَالْحَادِرُ: الْغَلِيظُ الْقَوِيُّ وَمُرَادُهُ: أَنَا الْأَسَدُ عَلَى جُرْأَتِهِ وَإِقْدَامِهِ وَقُوَّتِهِ. [6]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیدائش کے وقت "اَسَد" (شیر) کے نام سے پکارا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ مرحب (یہودی سردار جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غزوہ خیبر میں قتل کیا) نے خواب میں دیکھا تھا کہ ایک شیر اسے قتل کر رہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ کے دوران اسے اس خواب کی یاد دہانی کرائی تاکہ اسے خوفزدہ کریں اور اس کا حوصلہ پست کریں۔ (واقفانِ حال) کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ، فاطمہ بنت اسد، نے پیدائش کے وقت ان کا نام "اَسَد" اپنے نانا، اسد بن ہاشم بن عبد مناف، کے نام پر رکھا تھا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد، ابو طالب، اس وقت گھر پر موجود نہیں تھے۔ جب وہ واپس آئے تو انہوں نے ان کا نام "علی" رکھا۔ آپ کا لقب "حیدر" بھی شیر کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور حادر کا معنی مضبوط اور طاقتور ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جنگ میں اپنی بہادری، جرأت اور شجاعت کو ظاہر کرنے کے لیے خود کو "شیر" سے تشبیہ دی۔

حلیہ مبارک:

امام تقی الدین محمد بن احمد الحسنی الفاسی المکی رحمہ اللہ (ت832ھ) نقل کرتے ہیں:

وَأَحْسَنُ مَا رَأَيْتُ فِي صِفَتِهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ كَانَ رَبْعَةً مِنَ الرِّجَالِ إِلَى الْقِصَرِ مَا هُوَ أَدْعَجَ

---

[6] شرح صحیح مسلم للنووی: ج2 ص115 بَابُ غَزْوَةِ ذِي قَرَدٍ

الْعَيْنَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ كَأَنَّهُ الْقَمَرُ لَيْلَةَ الْبَدْرِ حُسْنًا ضَخْمَ الْبَطْنِ عَرِيْضَ الْمَنْكِبَيْنِ شَثْنَ الْكَفَّيْنِ أَغْيَدَ كَأَنَّ عُنُقَهُ إِبْرِيْقُ فِضَّةٍ أَصْلَعَ لَيْسَ فِي رَأْسِهِ شَعَرٌ إِلَّا مِنْ خَلْفِهِ كَبِيْرَ اللِّحْيَةِ . . . إِذَا مَشٰى تَكَفَّأَ وَإِنْ أَمْسَكَ بِذِرَاعِ رَجُلٍ أَمْسَكَ بِنَفْسِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَتَنَفَّسَ وَهُوَ إِلَى السِّمْنِ مَا هُوَ شَدِيْدُ السَّاعِدِ وَالْيَدِ إِذَا مَشٰى إِلَى الْحَرْبِ هَرْوَلَ ثَابِتُ الْجَنَانِ قَوِيٌّ شُجَاعٌ مَنْصُوْرٌ عَلٰى مَنْ لَاقَاهُ. [7]

ترجمہ: راوی کہتے ہیں کہ سب سے بہترین جو میں نے ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی صفات میں دیکھا، وہ یہ ہے کہ وہ مردوں میں درمیانے قد کے تھے، نہ بہت لمبے نہ بہت چھوٹے۔ آپ کی آنکھوں کی سیاہی بہت گہری تھی، چہرہ بہت خوبصورت تھا، گویا آپ چاند کے مثل تھے جو چودھویں کی رات میں ہوتا ہے، اور آپ کا پیٹ (قدرے) بڑا تھا۔ کندھے چوڑے تھے، ہتھیلیاں مضبوط، ہاتھ نرم و نازک تھے۔ آپ کی گردن چاندی کے برتن (صراحی) کی طرح صاف اور خوبصورت تھی۔ آپ کا سر چمکدار تھا، اور آپ کے سر کے بال صرف پیچھے کی طرف تھے۔ آپ کی داڑھی بڑی تھی ......جب آپ چلتے تو جسم ہلکا پھلکا اور متوازن ہوتا، اور جب آپ کسی کا ہاتھ پکڑتے تو وہ اس قدر مضبوط ہوتا کہ دوسرا شخص (آسانی سے) سانس نہیں لے پاتا تھا۔ آپ کا جسم مکمل طور پر صحت مند تھا، آپ کے بازو اور ہاتھ بہت طاقتور تھے۔ جب آپ جنگ میں چلتے تو دوڑتے ہوئے آتے، آپ کا دل مضبوط اور حوصلہ بلند ہوتا، آپ بہت بہادر اور شجاع تھے، اور جو بھی آپ کے سامنے آتا، آپ اس پر غالب آتے۔

رشتہ داری:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَخَتَنُهُ عَلَى ابْنَتِهِ فَاطِمَةَ الزَّهْرَاءِ. [8]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے

---

[7] العقد الثمین فی تاریخ البلد الأمین: ج5 ص277 رقم الترجمة 2082

[8] البدایۃ النہایۃ لابن کثیر: ج4 ص238 خِلَافَةُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ

شوہر ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "داماد" بھی ہیں۔

قبیلہ وخاندان:

آپ قبیلہ قریش سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور خاندان بنو ہاشم کے چشم وچراغ ہیں۔ قریش اور بنو ہاشم کی مختصر تاریخ یہ ہے۔

قبل از اسلام قبیلہ قریش کے اوصاف:

امام شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموی رحمہ اللہ (ت 626ھ) لکھتے ہیں:

وَمِمَّا زَادَ فِيْ فَضْلِهَا وَفَضْلِ أَهْلِهَا وَمُبَايَنَتِهِمُ الْعَرَبَ أَنَّهُمْ كَانُوا حُلَفَاءَ مُتَأَلِّفِيْنَ وَمُتَمَسِّكِيْنَ بِكَثِيْرٍ مِنْ شَرِيْعَةِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلَمْ يَكُوْنُوْا كَالْأَعْرَابِ الْأَجْلَافِ وَلَا كَمَنْ لَا يُوَقِّرُهُ دِيْنٌ وَلَا يُزَيِّنُهُ أَدَبٌ وَكَانُوْا يَخْتِنُوْنَ أَوْلَادَهُمْ وَيَحُجُّوْنَ الْبَيْتَ وَيُقِيْمُوْنَ الْمَنَاسِكَ وَيُكَفِّنُوْنَ مَوْتَاهُمْ وَ يَغْتَسِلُوْنَ مِنَ الْجَنَابَةِ وَتَبَرَّءُوْا مِنَ الْهَرْبَذَةِ وَتَبَاعَدُوْا فِي الْمَنَاكِحِ مِنَ الْبِنْتِ وَبِنْتِ الْبِنْتِ وَالْأُخْتِ وَبِنْتِ الْأُخْتِ غَيْرَةً وَبُعْدًا مِنَ الْمَجُوسِيَّةِ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ بِتَوْكِيْدِ صَنِيْعِهِمْ وَحُسْنِ اخْتِيَارِهِمْ وَكَانُوْا يَتَزَوَّجُوْنَ بِالصَّدَاقِ وَالشُّهُوْدِ وَيُطَلِّقُوْنَ ثَلَاثًا.

وَلِذٰلِكَ قَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا وَقَدْ سَأَلَهُ رَجُلٌ عَنْ طَلَاقِ الْعَرَبِ، فَقَالَ: كَانَ الرَّجُلُ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ تَطْلِيْقَةً ثُمَّ هُوَ أَحَقُّ بِهَا فَإِنْ طَلَّقَهَا ثِنْتَيْنِ فَهُوَ أَحَقُّ بِهَا أَيْضًا فَإِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَلَا سَبِيْلَ لَهُ إِلَيْهَا .... وَمِمَّا زَادَ فِي شَرَفِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوْا يَتَزَوَّجُوْنَ فِيْ أَيِّ الْقَبَائِلِ شَاؤُوْا وَلَا شَرْطَ عَلَيْهِمْ فِيْ ذٰلِكَ، وَلَا يُزَوِّجُوْنَ أَحَدًا حَتّٰى يَشْرِطُوْا عَلَيْهِ بِأَنْ يَكُوْنَ مُتَحَمِّسًا عَلٰى دِيْنِهِمْ يَرَوْنَ أَنَّ ذٰلِكَ لَا يَحِلُّ لَهُمْ وَلَا يَجُوْزُ لِشَرَفِهِمْ حَتّٰى يَدِيْنَ لَهُمْ وَيَنْتَقِلَ إِلَيْهِمْ. [9]

ترجمہ: (مکہ) کی فضیلت اور ان کے رہنے والوں کی برتری اور دیگر عربوں سے امتیاز میں اضافہ کرنے والی باتوں

[9] معجم البلدان للحموی: ج5 ص184 تَحْتَ ذِكْرِ مَكَّةَ

میں سے یہ ہے کہ وہ آپس میں متحد، باہم محبت رکھنے والے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت کے بہت سے احکام کو مضبوطی سے تھامے ہوئے تھے۔ وہ نہ تو سخت مزاج دیہاتیوں کی طرح تھے اور نہ ایسے کہ جنہیں نہ دین کی عظمت ہو اور نہ ادب کی زینت حاصل ہو۔

وہ اپنے بچوں کا ختنہ کرتے تھے، بیت اللہ کا حج کرتے تھے، مناسک ادا کرتے تھے، اپنے مردوں کو کفن دیتے تھے اور غسل جنابت بھی کرتے تھے۔ وہ بے حیائی سے بیزار تھے اور نکاح کے معاملے میں احتیاط کرتے ہوئے بیٹی، نواسی، بہن اور بھانجی کے ساتھ نکاح کرنے سے دور رہتے تھے، غیرت اور مجوسیت سے بچنے کی خاطر۔

قرآنِ مجید نے بھی ان کے اس عمل کی تائید کی اور ان کے اس اچھے انتخاب کو سراہا۔ وہ حق مہر اور گواہوں کے ساتھ نکاح کرتے تھے اور (اگر طلاق کی نوبت آتی تو) تین طلاق دیتے تھے۔

اسی لیے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہمانے، جب ان سے ایک شخص نے عربوں کی طلاق کے بارے میں پوچھا، تو فرمایا: آدمی اپنی بیوی کو ایک طلاق دیتا، پھر وہ اس کا زیادہ حق دار ہوتا؛ اگر دوسری طلاق دیتا تو بھی وہ زیادہ حق دار ہوتا؛ اور اگر تین طلاق دیتا تو پھر اس کے لیے اس عورت تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہ رہتا۔

اور ان کے شرف میں مزید اضافہ کرنے والی بات یہ تھی کہ وہ جس قبیلے میں چاہتے نکاح کر لیتے تھے اور اس میں ان پر کوئی شرط نہ ہوتی تھی؛ لیکن وہ کسی کو (اپنی بیٹی) نکاح میں نہ دیتے تھے جب تک اس سے یہ شرط نہ لے لیتے کہ وہ ان کے دین پر مضبوطی سے قائم ہو گا۔ وہ سمجھتے تھے کہ ان کے شرف کے پیشِ نظر یہ بات ان کے لیے جائز نہیں جب تک وہ شخص ان کا دین قبول نہ کرے اور ان کی طرف منتقل نہ ہو جائے۔

قبل از اسلام خاندان بنوہاشم کے اوصاف:

مولانا ابو الحسن علی بن عبد الحی بن فخر الدین ندوی رحمہ اللہ (ت 1420ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ بَنُوْ هَاشِمٍ وَاسِطَةَ الْعِقْدِ فِيْ قُرَيْشٍ وَإِذَا قَرَأْنَا مَا حَفِظَهُ التَّارِيْخُ وَكُتُبُ السِّيْرَةِ مِنْ أَخْبَارِهِمْ وَأَقْوَالِهِمْ وَهُوَ قَلِيْلٌ مِنْ كَثِيْرٍ جِدًّا اسْتَدْلَلْنَا بِهٖ عَلٰى مَا كَانَ يَمْتَازُ بِهٖ هٰؤُلَاءِ مِنْ مَشَاعِرِ الْإِنْسَانِيَّةِ الْكَرِيْمَةِ وَالِاعْتِدَالِ فِيْ كُلِّ شَيْءٍ وَرَجَاحَةِ الْعَقْلِ وَقُوَّةِ الْإِيْمَانِ بِمَا لِلْبَيْتِ مِنْ مَكَانَةٍ عِنْدَ اللهِ وَالْبُعْدِ عَنِ الظُّلْمِ وَمُكَابَرَةِ الْحَقِّ وَعُلُوِّ الْهِمَّةِ وَالْعَطْفِ عَلَى الضَّعِيْفِ وَالْمَظْلُوْمِ وَالسَّخَاءِ وَ

الشُّجَاعَةِ وَ مَا تَشْتَمِلُ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْفُرُوْسِيَّةِ عِنْدَ الْعَرَبِ مِنْ مَعَانٍ كَرِيْمَةٍ وَخِلَالٍ حَمِيْدَةٍ السِّيْرَةَ الَّتِيْ تَلِيْقُ بِأَجْدَادِ الرَّسُوْلِ الْكَرِيْمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَتَّفِقُ مَعَ مَا كَانَ يُفَضِّلُهُ وَيَدْعُوْ إِلَيْهِ مِنْ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ غَيْرَ أَنَّهُمْ عَاشُوْا فِيْ زَمَنِ الْفَتْرَةِ وَسَايَرُوْا أَبْنَاءَ قَوْمِهِمْ فِيْ عَقَائِدِ الْجَاهِلِيَّةِ وَ عِبَادَاتِهَا. [10]

ترجمہ: بنو ہاشم قریش میں ہار کے درمیان کے موتی (جیسا مقام رکھنے والے) تھے۔ جب ہم تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں محفوظ ان کے حالات اور اقوال کو پڑھتے ہیں — حالانکہ وہ بہت زیادہ میں سے بہت تھوڑا حصہ ہے — تو ہم اس سے اندازہ کرتے ہیں کہ یہ لوگ کن اعلیٰ اوصاف کے حامل تھے:

وہ عمدہ انسانی جذبات رکھتے تھے، ہر معاملے میں اعتدال پسند تھے، عقل میں پختگی رکھتے تھے، بیت اللہ کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظمت پر مضبوط ایمان رکھتے تھے، ظلم سے دور رہتے تھے، حق کا انکار اور ضد نہیں کرتے تھے، بلند ہمت تھے، کمزور اور مظلوم پر رحم کرتے تھے، سخی اور بہادر تھے۔

عربوں کے ہاں "فروسیّت" (بہادری و شرافت) کا جو مفہوم ہے، جس میں اعلیٰ معانی اور عمدہ اوصاف شامل ہیں، وہ ان کی ایسی سیرت کو ظاہر کرتا ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آباء و اجداد کے شایانِ شان ہے اور ان اخلاقِ عالیہ کے مطابق ہے جنہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پسند فرماتے اور ان کی دعوت دیتے تھے۔

البتہ وہ زمانۂ فترت میں رہے اور اپنے قوم کے دوسرے لوگوں کے ساتھ جاہلیت کے عقائد اور عبادات میں شریک بھی رہے۔

ہاشم بن عبدِ مناف:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمیَری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ هَاشِمٌ فِيْمَا يَزْعُمُوْنَ أَوَّلَ مَنْ سَنَّ الرِّحْلَتَيْنِ لِقُرَيْشٍ: رِحْلَتَيِ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ، وَأَوَّلَ

[10] السیرۃ النبویۃ لابی الحسن الندوی: ص75 تَحْتَ بَنِيْ هَاشِمٍ

مَنْ أَطْعَمَ الثَّرِيدَ بِمَكَّةَ، وَإِنَّمَا كَانَ اسْمُهُ: عَمْرًوا، فَمَا سُمِّيَ هَاشِمًا إِلَّا بِهَشْمِهِ الْخُبْزَ بِمَكَّةَ لِقَوْمِهِ.

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ هَلَكَ هَاشِمُ بْنُ عَبْدِ مَنَافٍ بِغَزَّةَ مِنْ أَرْضِ الشَّامِ تَاجِرًا، فَوَلِيَ السِّقَايَةَ وَالرِّفَادَةَ مِنْ بَعْدِهِ الْمُطَّلِبُ بْنُ عَبْدِ مَنَافٍ ... وَكَانَ هَاشِمُ بْنُ عَبْدِ مَنَافٍ قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَتَزَوَّجَ سَلْمَى بِنْتَ عَمْرٍو أَحَدِ بَنِي عَدِيِّ ابْنِ النَّجَّارِ ... فَوَلَدَتْ لِهَاشِمٍ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ، فَسَمَّتْهُ شَيْبَةَ. فَتَرَكَهُ هَاشِمٌ عِنْدَهَا. [11]

ترجمہ: اور وہ ہاشم- جیسا کہ عرب لوگ کہتے ہیں- قریش کے لیے موسم سرما اور موسم گرما کے دو سفر مقرر کرنے والے پہلے شخص تھے، اور مکہ میں حاجیوں کو ثرید (گوشت اور روٹی کا کھانا) کھلانے والے بھی پہلے شخص تھے۔ دراصل ان کا نام "عمرو" تھا، لیکن انہیں "ہاشم" اس لیے کہا گیا کیونکہ مکہ میں اپنی قوم کے لیے روٹی توڑنے کا عمل (ثرید بنانے کے لیے) انہوں نے شروع کیا تھا۔

امام ابن اسحاق رحمہ اللہ نے کہا: پھر ہاشم بن عبد مناف شام کے علاقے غزہ میں ایک تجارتی سفر کے دوران انتقال کر گئے اور ان کے بعد سقایت (حاجیوں کو زمزم کا پانی پلانا) اور رفادۃ (فقراء، مساکین، حجاج اور مسافروں کی مالی معاونت) کی خدمت مُطلب بن عبد مناف نے سنبھالی.... ہاشم بن عبد مناف جب مدینہ آئے تو بنو عدی بن نجار کی ایک خاتون سلمیٰ بنت عمرو سے شادی کی... سلمیٰ بنت عمرو سے ہاشم کا ایک بیٹا عبد المطلب پیدا ہوا جس کا نام سلمیٰ بنت عمرو نے "شیبۃ" رکھا۔ ہاشم نے اس بچے کو ماں کے پاس (مدینہ میں) چھوڑا۔

نوٹ:

بعد میں ہاشم کے بھائی مطلب مکہ مکرمہ سے مدینہ اپنے بھتیجے "شیبۃ الحمد" بن ہاشم (عبد المطلب) کو ان کی والدہ سے مکہ لے آئے اس بچے کو لوگوں نے کہا کہ "المطلب" کا غلام ہے یعنی عبد المطلب۔ چنانچہ ان کا نام ہی "شیبۃ الحمد" سے عبد المطلب پڑ گیا۔

---

[11] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: الجزء الاول ص 142 شَيْءٌ مِنْ أَعْمَالِ هَاشِمٍ

عبد المطلب بن ہاشم:

ابو فید مؤرج بن عمرو الحارث السدوسی رحمہ اللہ (ت 195ھ) لکھتے ہیں:

فَوَلَدَ هَاشِمُ بْنُ عَبْدِ مَنَافٍ: عَبْدَ الْمُطَّلِبِ، وَاسْمُهُ: شَيْبَةُ الْحَمْدِ.أُمُّهُ: سَلْمَى ابْنَةُ زَيْدِ بْنِ خِدَاشِ بْنِ لَبِيْدِ بْنِ حَرَامِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ النَّجَّارِ، مِنَ الْأَنْصَارِ ... فَكَانَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ سَيِّدَ قُرَيْشٍ فِي عَصْرِهٖ لَا يُنَازَعُ السُّؤْدُدَ هُوَ صَاحِبُ الْحَبَشِ الَّذِي وَلِيَ كَلَامَهُمْ عَنْ قُرَيْشٍ، وَقَدْ كَانُوْا جَاءُوْا بِالْفِيْلِ وَأَرَادُوْا هَدْمَ الْبَيْتِ وَهُوَ الَّذِيْ حَفَرَ زَمْزَمَ. [12]

ترجمہ: ہاشم بن عبد مناف کی اولاد میں سے عبد المطلب (جن کا اصل نام شیبہ الحمد تھا) شامل ہیں۔ ان کی والدہ سلمٰی بنت زید تھیں، جو خداش بن لبید بن حرام بن عدی بن نجار کے خاندان سے تعلق رکھتی تھیں اور انصار میں سے تھیں...... عبد المطلب اپنے زمانے میں قریش کے سردار تھے اور ان کی قیادت کو کوئی چیلنج نہیں کرتا تھا۔ وہی عبد المطلب تھے جنہوں نے حبشیوں (ابرہہ اور اس کے لشکر) سے قریش کی طرف سے بات چیت کی تھی جب وہ ہاتھیوں کے ساتھ خانہ کعبہ کو گرانے کے ارادے سے آئے تھے۔ عبد المطلب ہی وہ شخصیت تھے جنہوں نے زمزم کے کنویں کو دوبارہ کھودا تھا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا حَضَرَتْ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ الْوَفَاةُ أَوْصٰى أَبَا طَالِبٍ بِحِفْظِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحِيَاطَتِهٖ ثُمَّ مَاتَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ وَدُفِنَ بِالْحَجُوْنِ.وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا بَلَغَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلّم ثَمَانَ سِنِيْنَ هَلَكَ جَدُّهٗ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ بْنُ هَاشِمٍ. [13]

ترجمہ: جب عبد المطلب کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے ابو طالب کو وصیت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ

[12] کتاب حذف من نسب قریش: ص4 تَحْتَ وُلْدِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ

[13] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج1 ص686 رَضَاعُهٗ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ مِنْ حَلِيْمَةَ

علیہ وسلم کی حفاظت اور دیکھ بھال کریں۔ اس کے بعد عبد المطلب کا انتقال ہو گیا اور انہیں حجون میں دفن کیا گیا۔ امام ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر آٹھ سال ہوئی تو آپ کے دادا عبد المطلب بن ہاشم کا انتقال ہو گیا۔

ابو طالب بن عبد المطلب:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ یَحْیَی بْنِ مَعِیْنٍ یَقُوْلُ: اِسْمُ أَبِي طَالِبٍ عَبْدُ مَنَافٍ. [14]

ترجمہ: امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ابو طالب کا نام عبد مناف تھا۔

ابو طالب کے ایمان اور عدمِ ایمان کی محققانہ بحث:

خواجہ عبد المطلب نے وفات سے پہلے اپنے بیٹے ابو طالب کو وصیت کی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی محبت و شفقت کے ساتھ کفالت و تربیت کرنا۔ اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دادے کی وفات کے بعد اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں آگئے۔ ابو طالب نے آپ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھا اور آخر دم تک آپ کی کفالت کا خوب حق ادا کیا لیکن صد افسوس کہ وہ کلمہ پڑھ کر ایمان نہیں لائے تھے، لہٰذا وہ جنت کے بجائے جہنم جائیں گے۔ صرف پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری نجات کے لئے کافی نہیں کیونکہ جنت اور جہنم کا معیار حسب و نسب اور رشتہ داری پر نہیں بلکہ ایمان اور عدم ایمان پر ہے۔ ایمان لانے والا جنت میں جائے گا اور ایمان نہ لانے والا جہنم میں جائے گا۔ اس کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

1: والد مؤمن جیسے حضرت نوح علیہ السلام بیٹا کافر جیسے کنعان

2: بیٹا مؤمن جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام والد کافر جیسے آزر

3: شوہر مؤمن جیسے حضرت نوح ولوط علیہما السلام بیویاں کافرہ

---

[14] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص69 رقم الحدیث 4629

4: بیوی مؤمنہ جیسے سیدہ آسیہ علیہا السلام　　شوہر کافر جیسے فرعون

5: بھتیجا مؤمن جیسے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم　　چچا کافر ابو لہب، ابو طالب وغیرہ

البتہ اتنی بات ضرور ہے کہ ہم ابو لہب اور ابو طالب کو ایک ہی صف میں کھڑا نہیں کرتے۔ ابو لہب کے کفر پر مرنے کی وجہ سے ہم بالکل پریشان نہیں کیونکہ اس نے اسلام دشمنی کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جبکہ ابو طالب یقیناً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر خواہ تھے، اسلام دوست تھے، اہل اسلام کی حمایت و نصرت کی وجہ سے انہوں نے کافی مشکلات کا سامنا کیا، تکالیف برداشت کیں اور مصائب جھیلے۔ ان کے ایمان لائے بغیر فوت ہونے پر ہمیں بھی صدمہ ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تھا لیکن اس سلسلے میں ہم حق وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ یہی جمہور اھل السنۃ والجماعۃ کا نظریہ ہے اور اس پر مندرجہ ذیل دلائل پیش خدمت ہیں:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَ لَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (۱۱۳)﴾ [15]

ترجمہ: جب نبی اور اہل ایمان کو کسی کے بارے معلوم ہو جائے کہ وہ جہنمی ہیں تو پھر ایسے مشرکین کے لئے استغفار (بخشش کی دعا) کرنا جائز نہیں اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

مذکورہ آیت کریمہ کی تفسیر صحیح البخاری میں موجود ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ لَمَّا حَضَرَتْ أَبَا طَالِبٍ الْوَفَاةُ جَاءَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَ عِنْدَهُ أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ وَعَبْدَ اللهِ بْنَ أَبِيْ أُمَيَّةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ. قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِأَبِيْ طَالِبٍ: يَا عَمِّ! قُلْ لَا إِلٰهَ إِلَّا

---

[15] سورۃ التوبۃ:113

اللهُ كَلِمَةً أَشْهَدُ لَكَ بِهَا عِنْدَ اللهِ. فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي أُمَيَّةَ: يَا أَبَا طَالِبٍ! أَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ؟ فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْرِضُهَا عَلَيْهِ وَيَعُوْدَانِ بِتِلْكَ الْمَقَالَةِ حَتّٰى قَالَ أَبُو طَالِبٍ اٰخِرَ مَا كَلَّمَهُمْ هُوَ عَلٰى مِلَّةِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَأَبٰى أَنْ يَقُوْلَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا وَاللهِ لَأَسْتَغْفِرَنَّ لَكَ مَا لَمْ أُنْهَ عَنْكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى فِيْهِ ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ﴾ [16]

ترجمہ: حضرت مسیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابو طالب کا انتقال ہونے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے۔ ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بھی پہلے سے وہاں بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطالب سے فرمایا: اے چچا! آپ (میری رسالت پر ایمان لاتے ہوئے کلمہ توحید) لا الہ الا اللہ کہہ دیجئے۔ میں اللہ کی بارگاہ میں آپ کے ایمان کی گواہی دوں گا۔ اس پر ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ کہنے لگے: اے ابو طالب! تو عبد المطلب کے دین سے بیزار ہونا چاہتا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم برابر ان کو ایمان کی دعوت دیتے رہے اور وہ دونوں (ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ) بھی مسلسل اپنی بات دہراتے رہے یہاں تک کہ ابو طالب نے کہہ دیا کہ وہ عبد المطلب کے دین پر ہی رہے گا اور دعوت ایمان کا انکاری بنا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا! آپ کے لئے مغفرت طلب کرتا رہوں گا جب تک کہ مجھے روک نہ دیا جائے اس پر آیت نازل ہوئی۔

فائدہ نمبر 1:

عبد المطلب کی وفات اس وقت ہوئی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت نہیں فرمایا تھا لہٰذا ان کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہوئے کلمہ پڑھنا ضروری بھی نہیں بنتا۔ جبکہ ابو طالب کی وفات ایسے وقت میں ہے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت فرما دیا تھا اس لیے ابو طالب کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے ہوئے کلمہ پڑھنا ضروری تھا۔ ان کا اپنے لیے ملت عبد المطلب کو باعث نجات سمجھنا سراسر غلط تھا۔

---

[16] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1360

فائدہ نمبر 2:

زندہ کافر کے لیے ہدایت کی دعا مانگی جاسکتی ہے لیکن جس کا کفر پر مرنا یقینی ہو اس کے لیے مغفرت کی دعا نہیں مانگی جاسکتی۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کے اٹل فیصلے ﴿اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغۡفِرُ اَنۡ یُّشۡرَکَ بِہٖ وَ یَغۡفِرُ مَا دُوۡنَ ذٰلِکَ لِمَنۡ یَّشَآءُ ۚ وَ مَنۡ یُّشۡرِکۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ افۡتَرٰۤی اِثۡمًا عَظِیۡمًا (۴۸)﴾[17] کے مقابلے میں ہے۔

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْعَبَّاسِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا أَغْنَيْتَ عَنْ عَمِّكَ فَوَاللهِ كَانَ يَحُوْطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ. قَالَ: هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ. [18]

ترجمہ: حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا آپ نے اپنے چچا (ابوطالب) کو کوئی فائدہ پہنچایا کیونکہ وہ آپ کا ساتھ دیتے تھے، آپ کا دفاع کرتے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! وہ جہنم کے اوپر والے طبقے میں ہیں (جہاں عذاب نسبتاً کم ہے)۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے حصے میں ہوتے (جہاں عذاب زیادہ ہوتا ہے)۔

اسی حدیث کے تحت حافظ ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

فَهٰذَا شَأْنُ مَنْ مَاتَ عَلَى الْكُفْرِ فَلَوْ كَانَ مَاتَ عَلَى التَّوْحِيْدِ لَنَجَا مِنَ النَّارِ أَصْلًا وَالْأَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ وَالْأَخْبَارُ الْمُتَكَاثِرَةُ طَافِحَةٌ بِذٰلِكَ. [19]

ترجمہ: یہ صورتحال تو اس شخص کی ہوتی ہے جو کفر پر فوت ہوا ہو اگر ابوطالب کی وفات ایمان کی حالت میں ہوتی تو آگ سے مکمل طور پر نجات پاجاتے اور احادیث صحیحہ اور بہت سی روایات اس (عدم ایمان) سے لبریز ہیں۔

---

[17] سورۃ النساء:48

[18] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3883

[19] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج7 ص115 رقم الترجمۃ 677

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ عَمُّهُ فَقَالَ: لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ. [20]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں آپ کے چچا (ابو طالب) کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ان کو میری سفارش یہ فائدہ دے گی کہ ان کو جہنم کے بالائی طبقے میں رکھا جائے جہاں عذاب صرف ٹخنوں تک ہو گا جس کی وجہ سے (صرف) ان کا دماغ کھولے گا۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: أَهْوَنُ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا أَبُوْ طَالِبٍ وَهُوَ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ. [21]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہنمیوں میں سب سے ہلکے عذاب والے شخص ابو طالب ہوں گے۔ انہوں نے صرف آگ کے جوتے پہنے ہوئے ہوں گے جن کی وجہ سے اُن کا دماغ کھول رہا ہو گا۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَمِّهِ قُلْ: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ أَشْهَدُ لَكَ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ لَوْلَا أَنْ تُعَيِّرَنِيْ قُرَيْشٌ يَقُوْلُوْنَ إِنَّمَا حَمَلَهُ عَلٰى ذٰلِكَ الْجَزَعُ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ: ﴿إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَ لٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ اَعْلَمُ

[20] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3885

[21] صحیح مسلم: رقم الحدیث 212

بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾ [22]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا (ابو طالب) سے فرمایا کہ آپ کلمہ پڑھ لیں۔ میں قیامت کے دن اس کلمے کی وجہ سے آپ کے حق میں (مسلمان ہونے کی) گواہی دوں گا۔ انہوں نے جواب دیا: اگر مجھے قریش یہ طعنہ نہ دیتے کہ موت کی گھبراہٹ نے اسے کلمہ پڑھنے پہ آمادہ کر دیا ہے تو میں یہ کلمہ پڑھ کر آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت مبارکہ نازل فرمائی: اے نبی! آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں دے سکتے، البتہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے ہدایت عطا فرماتے ہیں وہ اللہ ہدایت یافتہ لوگوں کو اچھی طرح جانتے ہیں۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

فَقَدْ أَجْمَعَ الْمُفَسِّرُوْنَ عَلٰى أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ. [23]

ترجمہ: مفسرین کرام رحمہم اللہ اس بات پر متفق ہیں کہ (مذکورہ بالا) آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی۔

حافظ ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

لَمْ تَخْتَلِفِ النَّقَلَةُ فِي أَنَّهَا نَزَلَتْ فِي أَبِي طَالِبٍ. [24]

ترجمہ: مذکورہ آیت کا شان نزول بیان کرنے والے اس حقیقت سے اختلاف نہیں کرتے کہ یہ آیت ابو طالب کے (عدم ایمان کے) بارے نازل ہوئی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی والدہ:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

---

[22] صحیح مسلم: رقم الحدیث 25

[23] شرح صحیح مسلم للنووی: ج1 ص41 بَابُ الدَّلِيْلِ عَلٰى صِحَّةِ إِسْلَامِ مَنْ حَضَرَهُ الْمَوْتُ

[24] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج8 ص643 قَوْلُهُ بَابُ إِنَّكَ لَا تَهْدِيْ مَنْ أَحْبَبْتَ

وَأُمُّهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ. وَيُقَالُ: إِنَّهَا أَوَّلُ هَاشِمِيَّةٍ وَلَدَتْ هَاشِمِيًّا .... وَقَدْ أَسْلَمَتْ وَهَاجَرَتْ. [25]

ترجمہ: اور ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی تھیں۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ پہلی ہاشمیہ تھیں جنہوں نے ہاشمی بچے کو جنم دیا... اور آپ اسلام لائیں اور ہجرت بھی کی۔

مہاجرہ صحابیہ:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ عَبْدُ مَنَافِ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَبُو الْحَسَنِ الْقُرَشِيُّ الْهَاشِمِيُّ وَأُمُّهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ الْهَاشِمِيَّةُ وَهِيَ بِنْتُ عَمِّ أَبِي طَالِبٍ كَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ تُوُفِّيَتْ فِي حَيَاةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ.

قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ، عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قُلْتُ لِأُمِّي اكْفِي فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِقَايَةَ الْمَاءِ وَالذَّهَابَ فِي الْحَاجَةِ وَتَكْفِيْكِ هِيَ الطَّحْنَ وَالْعَجْنَ، وَهٰذَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّهَا تُوُفِّيَتْ بِالْمَدِيْنَةِ. [26]

ترجمہ: علی بن ابی طالب - عبد مناف - بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف کے بیٹے، امیر المؤمنین، ابو الحسن، قریشی، ہاشمی تھے۔ ان کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف ہاشمیہ تھیں، اور وہ ابو طالب کی بھتیجی تھیں۔ فاطمہ بنت اسد مہاجر خواتین میں سے تھیں اور ان کا انتقال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں ہوا۔ عمرو بن مرہ نے ابو البختری سے اور انہوں نے علی سے نقل کیا کہ علی نے کہا: "میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ تم فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پانی لانے اور ضرورت کے کاموں میں مدد کرنے کا خیال رکھنا، اور فاطمہ خود آٹے کو پیسنے اور

[25] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج7ص239 خِلَافَةُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

[26] تاریخ الاسلام للذہبی: ج3ص621 عَهْدُ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ، عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ

گوندھنے کا کام کر لیا کرے گی۔" یہ بات اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ فاطمہ کا انتقال مدینہ میں ہوا۔

سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا کی وفات:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ سَعِيْدٍ الْقُرَشِيِّ قَالَ: كُنَّا جُلُوْسًا عِنْدَ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ فَمَرَّ بِنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ وَلَمْ أَرَ هَاشِمِيًّا قَطُّ كَانَ أَعْبَدَ لِلّٰهِ مِنْهُ فَقَامَ إِلَيْهِ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَسَلَّمْنَا عَلَيْهِ فَرَدَّ عَلَيْنَا فَقَالَ لَهٗ سَعِيْدٌ: يَا أَبَا مُحَمَّدٍ! أَخْبِرْنَا عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ أَسَدِ بْنِ هَاشِمٍ أُمِّ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: نَعَمْ! حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ: سَمِعْتُ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ يَقُوْلُ: لَمَّا مَاتَتْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمٍ كَفَّنَهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ قَمِيْصِهٖ وَصَلّٰى عَلَيْهَا وَكَبَّرَ عَلَيْهَا سَبْعِيْنَ تَكْبِيْرَةً وَنَزَلَ فِيْ قَبْرِهَا فَجَعَلَ يُوْمِيْ فِيْ نَوَاحِي الْقَبْرِ كَأَنَّهٗ يُوَسِّعُهٗ وَيُسَوِّيْ عَلَيْهَا وَخَرَجَ مِنْ قَبْرِهَا وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ وَحَثَا فِيْ قَبْرِهَا فَلَمَّا ذَهَبَ. قَالَ لَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! رَأَيْتُكَ فَعَلْتَ عَلٰى هٰذِهِ الْمَرْأَةِ شَيْئًا لَمْ تَفْعَلْهُ عَلٰى أَحَدٍ فَقَالَ: يَا عُمَرُ! إِنَّ هٰذِهِ الْمَرْأَةَ كَانَتْ أُمِّي الَّتِيْ وَلَدَتْنِيْ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ كَانَ يَصْنَعُ الصَّنِيْعَ وَتَكُوْنُ لَهُ الْمَأْدُبَةُ وَكَانَ يَجْمَعُنَا عَلٰى طَعَامِهٖ فَكَانَتْ هٰذِهِ الْمَرْأَةُ تُفْضِلُ مِنْهُ كُلِّهٖ نَصِيْبَنَا فَأَعُوْدُ فِيْهِ وَإِنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَخْبَرَنِيْ عَنْ رَبِّيْ عَزَّ وَجَلَّ أَنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَأَخْبَرَنِيْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ اللهَ تَعَالٰى أَمَرَ سَبْعِيْنَ أَلْفًا مِنَ الْمَلَائِكَةِ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهَا. [27]

ترجمہ: حضرت زبیر بن سعید القرشی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہم حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ ہمارے پاس سے گزرے، اور میں نے کسی ہاشمی کو ان سے زیادہ اللہ کی عبادت کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ حضرت سعید بن مسیب ان کی طرف بڑھے اور ہم بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم

[27] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص70 رقم الحدیث 4631

نے حضرت علی بن حسین کو سلام کیا، اور انہوں نے ہمارا جواب دیا۔ پھر حضرت سعید بن مسیب نے حضرت علی بن حسین سے کہا: "یا ابا محمد! ہمیں حضرت علی بن ابی طالب کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم کے بارے میں بتائیں۔" حضرت علی بن حسین رحمہ اللہ نے جواب دیا: "جی ہاں، میرے والد نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت علی بن ابی طالب سے سنا کہ جب فاطمہ بنت اسد کی وفات ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے قمیص میں کفن دیا، اور ان کے لیے نماز جنازہ پڑھی اور ان پر ستر تکبیرات کہی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قبر میں اترے اور قبر کی اطراف کو وسیع اور برابر کرنے میں مشغول ہوئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبر سے باہر نکلے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گئے تو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: 'یا رسول اللہ! میں نے آپ کو اس عورت کے بارے میں ایسا کچھ کرتے ہوئے دیکھا جو آپ نے کسی اور کے بارے میں نہیں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمر! یہ خاتون (میری والدہ کے بعد جس نے مجھے جنم دیا تھا) میری والدہ تھی۔ ابو طالب وہ شخص تھے جو ہمیشہ ہمیں کھانا کھلاتے تھے اور یہ عورت ان میں سے ہر چیز میں سے کچھ نہ کچھ حصہ اٹھا کر ہمیں دیتی تھی۔ اور جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے اللہ کی طرف سے خبر دی کہ یہ عورت جنتی ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام نے مجھے بتایا کہ اللہ نے سات لاکھ فرشتوں کو ان کی دعائے مغفرت کا حکم دیا ہے۔

بہن بھائی:

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) لکھتے ہیں:

وَوَلَدَ أَبُو طَالِبٍ: عَقِيلًا وَجَعْفَرًا وَعَلِيًّا وَطَالِبًا وَأُمَّ هَانِئٍ وَاسْمُهَا: فَاخِتَةُ،وَجُمَانَةَ. وأُمُّهُمْ: فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمِ بْنِ عَبْدِ مَنَافٍ. وَأُمُّهَا: حُبَّى بِنْتُ هَرِمِ ابْنِ رَوَاحَةَ، مِنْ قُرَيْشٍ مِنْ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ. وَأَسْلَمَتْ أُمُّهُمْ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَسَدِ بْنِ هَاشِمٍ وَهِيَ أَوَّلُ هَاشِمِيَّةٍ وَلَدَتْ لِهَاشِمِيٍّ.

فَأَمَّا عَقِيلٌ فَكَانَ يُكْنَى: أَبَا يَزِيدَ وَأُسِرَ يَوْمَ بَدْرٍ فَفَدَاهُ الْعَبَّاسُ بِأَرْبَعَةِ آلَافِ دِرْهَمٍ فِيمَا

يَذْكُرُ أَبُو الْيَقْظَانِ، وَوَرِثَ عَقِيلٌ وَطَالِبٌ أَبَا طَالِبٍ وَلَمْ يَرِثْهُ عَلِيٌّ وَلَا جَعْفَرٌ لِأَنَّهُمَا كَانَا مُسْلِمَيْنِ. [28]

ترجمہ: "ابو طالب" سے پیدا ہوئے: عقیل، جعفر، علی، طالب، ام ہانی (جن کا نام فاختہ تھا) اور جمانہ۔ اور ان کی والدہ: فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔ اور ان کی والدہ: حُبّٰی بنت ھرم بن رواحہ تھیں، جو قریش کے قبیلے سے تھیں اور بنی عامر بن لوی سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور ان کی والدہ "فاطمہ بنت اسد بن ہاشم" نے اسلام قبول کیا، اور وہ پہلی ہاشمیہ تھیں جنہوں نے ہاشمی کو جنم دیا۔ عقیل کو ابو یزید کے لقب سے جانا جاتا تھا۔ وہ جنگِ بدر میں قید ہوئے، اور ان کا فدیہ عباس بن عبد المطلب نے چار ہزار درہم میں ادا کیا، جیسا کہ ابو الیقظان ذکر کرتے ہیں۔

عقیل اور طالب نے اپنے والد ابو طالب کی وراثت حاصل کی، لیکن علی اور جعفر کو وراثت نہیں ملی کیونکہ وہ (اس وقت) مسلمان تھے۔

نوٹ: اولادِ ابو طالب میں بیٹوں کی ترتیب یہ ہے:

1: طالب: ابو طالب کے سب سے بڑے بیٹے۔ غزوہ بدر کے موقع پر مشرکین کی طرف سے آئے اس کے بعد ان کا کہیں تذکرہ نہیں ملتا۔

2: عقیل: طالب کے بعد پیدا ہوئے۔ غزوہ بدر کے موقع پر مشرکین کی طرف سے آئے قیدی بنے اور حضرت عباس بن عبد المطلب نے فدیہ ادا کیا۔ قبول اسلام کے بارے میں اختلاف اقوال پایا جاتا ہے البتہ اتنی بات یقینی ہے کہ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہو چکے تھے۔

3: جعفر: عقیل کے بعد پیدا ہوئے۔ مکہ مکرمہ کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان ہوئے۔ حبشہ کی طرف ہجرت کی، غزوہ مُوتہ میں شہید ہوئے۔

4: علی: ابو طالب کے سب سے چھوٹے بیٹے۔ مکہ مکرمہ کے ابتدائی زمانہ میں مسلمان ہوئے۔

بیٹیوں کی ترتیب یہ ہے:

---

[28] المعارف لابن قتيبة: ص88 أَخْبَارُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

1: ام ہانی: (جن کا نام فاختہ تھا)، ابو طالب کی بڑی بیٹی۔ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئیں۔

2: جمانہ: ابو طالب کی دوسری بیٹی۔ ایک قول کے مطابق غزوہ خیبر کے موقع پر مسلمان ہو چکی تھیں۔

ازواج و اولاد:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یکے بعد دیگرے کل 8 شادیاں کی ہیں۔ (بیک وقت چار سے زائد نہیں تھیں)

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

فَأَوَّلُ زَوْجَةٍ تَزَوَّجَهَا عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَنٰى بِهَا بَعْدَ وَقْعَةِ بَدْرٍ فَوَلَدَتْ لَهُ الْحَسَنَ وَحُسَيْنًا وَيُقَالُ: وَمُحَسِّنًا. وَمَاتَ وَهُوَ صَغِيْرٌ وَوَلَدَتْ لَهُ زَيْنَبَ الْكُبْرٰى وَأُمَّ كُلْثُومٍ الْكُبْرٰى وَهِيَ الَّتِي تَزَوَّجَ بِهَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَمَا تَقَدَّمَ، وَلَمْ يَتَزَوَّجْ عَلِيٌّ عَلٰى فَاطِمَةَ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ، فَلَمَّا مَاتَتْ تَزَوَّجَ بَعْدَهَا بِزَوْجَاتٍ كَثِيْرَةٍ مِنْهُنَّ مَنْ تُوُفِّيَتْ فِيْ حَيَاتِهِ وَمِنْهُنَّ مَنْ طَلَّقَهَا وَتُوُفِّيَ عَنْ أَرْبَعٍ كَمَا سَيَأْتِيْ.

فَمِنْ زَوْجَاتِهِ أُمُّ الْبَنِيْنَ بِنْتُ حِزَامٍ وَهُوَ أَبُو الْمُحِلِّ بْنُ خَالِدِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْوَحِيْدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كِلَابٍ فَوَلَدَتْ لَهُ الْعَبَّاسَ وَجَعْفَرًا وَعَبْدَ اللّٰهِ وَعُثْمَانَ وَقَدْ قُتِلَ هٰؤُلَاءِ مَعَ أَخِيْهِمُ الْحُسَيْنِ بِـ "كَرْبَلَاءَ" وَلَا عَقِبَ لَهُمْ سِوَى الْعَبَّاسِ. وَمِنْهُنَّ لَيْلٰى بِنْتُ مَسْعُوْدِ بْنِ خَالِدِ بْنِ مَالِكٍ مِنْ بَنِيْ تَمِيْمٍ فَوَلَدَتْ لَهُ عُبَيْدَ اللّٰهِ وَأَبَا بَكْرٍ. قَالَ هِشَامُ بْنُ الْكَلْبِيِّ وَقَدْ قُتِلَا بِـ "كَرْبَلَاءَ" أَيْضًا. وَزَعَمَ الْوَاقِدِيُّ أَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ قَتَلَهُ الْمُخْتَارُ بْنُ أَبِيْ عُبَيْدٍ يَوْمَ الْمَذَارِ. وَمِنْهُنَّ أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةُ فَوَلَدَتْ لَهُ يَحْيٰى وَمُحَمَّدًا الْأَصْغَرَ قَالَهُ ابْنُ الْكَلْبِيِّ. وَقَالَ الْوَاقِدِيُّ: وَلَدَتْ لَهُ يَحْيٰى وَعَوْنًا. قَالَ الْوَاقِدِيُّ: فَأَمَّا مُحَمَّدٌ الْأَصْغَرُ فَمِنْ أُمِّ وَلَدٍ. وَمِنْهُنَّ أُمُّ حَبِيْبٍ بِنْتُ رَبِيْعَةَ بْنِ بُجَيْرِ بْنِ الْعَبْدِ بْنِ عَلْقَمَةَ وَهِيَ أُمُّ وَلَدٍ مِنَ السَّبْيِ الَّذِيْنَ سَبَاهُمْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ مِنْ بَنِيْ تَغْلِبَ حِيْنَ أَغَارَ عَلٰى عَيْنِ التَّمْرِ فَوَلَدَتْ لَهُ عُمَرَ وَقَدْ عُمِّرَ خَمْسًا وَثَمَانِيْنَ سَنَةً وَرُقَيَّةَ. وَمِنْهُنَّ أُمُّ سَعِيْدٍ بِنْتُ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُوْدِ بْنِ مُعَتِّبِ بْنِ مَالِكٍ الثَّقَفِيِّ، فَوَلَدَتْ لَهُ أُمَّ الْحَسَنِ وَرَمْلَةَ الْكُبْرٰى. وَمِنْهُنَّ ابْنَةُ امْرِئِ الْقَيْسِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ أَوْسِ بْنِ جَابِرِ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُلَيْمِ بْنِ كَلْبٍ الْكَلْبِيَّةُ، فَوَلَدَتْ لَهُ جَارِيَةً، فَكَانَتْ

تَخْرُجُ مَعَ عَلِيٍّ إِلَى الْمَسْجِدِ وَهِيَ صَغِيرَةٌ، فَيُقَالُ لَهَا: مَنْ أَخْوَالُكِ؟ فَتَقُوْلُ: وَهْ وَهْ تَعْنِي بَنِيْ كَلْبٍ. وَمِنْهُنَّ أُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ بْنِ الرَّبِيْعِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى بْنِ عَبْدِ شَمْسِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ قُصَيٍّ، وَأُمُّهَا زَيْنَبُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ الَّتِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْمِلُهَا وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ؛ إِذَا قَامَ حَمَلَهَا، وَإِذَا سَجَدَ وَضَعَهَا فَوَلَدَتْ لَهُ مُحَمَّدًا الْأَوْسَطَ وَأَمَّا ابْنُهُ مُحَمَّدٌ الْأَكْبَرُ فَهُوَ ابْنُ الْحَنَفِيَّةِ، وَهِيَ خَوْلَةُ بِنْتُ جَعْفَرِ بْنِ قَيْسِ بْنِ مَسْلَمَةَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ يَرْبُوعِ بْنِ ثَعْلَبَةَ بْنِ الدُّئِلِ بْنِ حَنِيْفَةَ بْنِ لُجَيْمِ بْنِ صَعْبِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ، سَبَاهَا خَالِدٌ أَيَّامَ الصِّدِّيْقِ أَيَّامَ الرِّدَّةِ، مِنْ بَنِيْ حَنِيْفَةَ، فَصَارَتْ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، فَوَلَدَتْ لَهُ مُحَمَّدًا هٰذَا. [29]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کیا۔ آپ نے ان کے ساتھ غزوۂ بدر کے بعد شادی کی۔ ان سے آپ کے ہاں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور ایک قول کے مطابق محسن بھی پیدا ہوئے، جو بچپن ہی میں وفات پا گئے۔ نیز ان سے زینب کبریٰ اور ام کلثوم کبریٰ بھی پیدا ہوئیں اور یہی ام کلثوم وہ ہیں جن سے بعد میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں کسی اور سے نکاح نہیں کیا، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے چھ ماہ بعد جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد آپ نے متعدد نکاح کیے۔ ان میں سے بعض ازواج آپ کی زندگی ہی میں وفات پا گئیں اور بعض کو آپ نے طلاق دے دی اور آپ کی وفات کے وقت چار ازواج باقی تھیں۔ آپ کی ازواج میں سے ایک ام البنین بنت حزام ابو المحل بن خالد بن ربیعہ بن الوحید بن کعب بن عامر بن کلاب کی بیٹی تھیں۔ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں عباس، جعفر، عبد اللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔ یہ سب اپنے بھائی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ کربلا میں

---

[29] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص355 ذِكْرُ زَوْجَاتِهِ وَبَنِيهِ وَبَنَاتِهِ

شہید ہوئے اور ان میں سے عباس کے سوا کسی کی اولاد باقی نہ رہی۔ اسی طرح آپ کی ایک زوجہ لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک (قبیلہ بنی تمیم سے) تھیں، جن سے عبید اللہ اور ابو بکر پیدا ہوئے۔ ہشام بن کلبی کہتے ہیں کہ یہ دونوں بھی کربلا میں شہید ہوئے۔ امام واقدی فرماتے ہیں کہ عبید اللہ کو مختار بن ابی عبید نے یوم المذار کے موقع پر شہید کیا۔

اسی طرح آپ کی ایک زوجہ اسماء بنت عمیس خثعمیہ تھیں جن سے یحییٰ اور محمد اصغر پیدا ہوئے۔

ابن الکلبی اور واقدی کہتے ہیں کہ ان سے یحییٰ اور عون پیدا ہوئے۔ واقدی ہی کہتے ہیں کہ محمد الاصغر ایک امّ ولد (باندی) سے پیدا ہوئے۔ اور ان (ازواج) میں سے ایک ام حبیب بنت ربیعہ بن بجیر بن العبد بن علقمہ تھیں جو ان قیدی عورتوں میں سے ایک تھیں جنہیں خالد بن الولید رضی اللہ عنہ نے بنی تغلب پر عین التمر کے حملے کے وقت قید کیا تھا۔ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں عمر پیدا ہوئے—جن کی عمر پچاسی سال ہوئی—اور رقیہ بھی پیدا ہوئیں۔ ان ازواج میں سے ایک ام سعید بنت عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک ثقفی تھیں جن سے ام الحسن اور رملہ کبریٰ پیدا ہوئیں۔

ان ازواج میں سے ایک امرؤ القیس بن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم بن کلب کی بیٹی تھیں، جو قبیلہ کلب سے تعلق رکھتی تھیں۔ ان سے ایک بچی پیدا ہوئی، جو بچپن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد جایا کرتی تھی۔ اس سے پوچھا جاتا: تمہارے ننھیال کون ہیں؟ تو وہ کہتی: "فلاں" یعنی بنی کلب۔ ان میں سے ایک امامہ بنت ابی العاص بن ربیع تھیں جو زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی تھیں۔ یہی وہ بچی ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے دوران اٹھائے رکھتے تھے؛ جب کھڑے ہوتے تو انہیں اٹھالیتے اور جب سجدہ کرتے تو انہیں نیچے رکھ دیتے۔ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاں محمد الاوسط پیدا ہوئے۔ ان کے بیٹے محمد الاکبر وہ محمد بن الحنفیہ ہیں۔ ان کی والدہ خولہ بنت جعفر بن قیس بن مسلمہ بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدؤل بن حنیفہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل تھیں۔ انہیں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ارتداد کے ایام میں، قبیلہ بنی حنیفہ سے قید کیا تھا۔ پھر وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئیں اور ان سے یہی محمد (یعنی محمد ابن الحنفیہ) پیدا ہوئے۔

نوٹ: آسانی کے پیش نظر درج ذیل جدول میں ذکر کرتے ہیں۔

نمبر	زوجہ کا نام	اولاد
1	فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	حسن، حسین، مُحَسِّن (بچپن میں انتقال) زینب، ام کلثوم رضی اللہ عنہم
2	خَولہ بنت جعفر	محمد ابن حنفیہ
3	لیلیٰ بنت مسعود	عبید اللہ اور ابو بکر
4	ام البنین بنت حزام	عباس، عثمان، جعفر اور عبد اللہ
5	اسماء بنت عمیس	یحییٰ، عون (یا) یحییٰ اور محمد اصغر
6	ام حبیب بنت ربیعہ (باندی)	عمر اور رقیہ
7	امامہ بنت ابی العاص	محمد اوسط کی والدہ، حضرت زینب بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی۔
8	ام سعید بنت عروہ	ام حسن اور رملہ کبریٰ
9	بنت امرء القیس	ایک بیٹی

فائدہ: "ام ولد" اس باندی کو کہتے ہیں کہ جب وہ بچہ یا بچی کو جنم دے اور مالک اس کو اپنی اولاد تسلیم کرلے تو وہ باندی مالک کی وفات کے بعد خود بخود آزاد ہو جاتی ہے۔

قبولِ اسلام

رسول اللہ ﷺ کی کفالت میں:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدِ بْنِ جَبْرٍ أَبِي الْحَجَّاجِ، قَالَ: كَانَ مِنْ نِعْمَةِ اللهِ عَلَى عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، وَمَا صَنَعَ اللهُ لَهُ وَأَرَادَهُ بِهِ مِنَ الْخَيْرِ، أَنَّ قُرَيْشًا أَصَابَتْهُمْ أَزْمَةٌ شَدِيدَةٌ، وَكَانَ أَبُو طَالِبٍ ذَا عِيَالٍ كَثِيرٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلْعَبَّاسِ عَمِّهِ: وَكَانَ مِنْ أَيْسَرِ بَنِي هَاشِمٍ: يَا عَبَّاسُ! إِنَّ أَخَاكَ أَبَا طَالِبٍ كَثِيرُ الْعِيَالِ، وَقَدْ أَصَابَ النَّاسَ مَا تَرَى مِنْ هٰذِهِ الْأَزْمَةِ، فَانْطَلِقْ بِنَا فَلْنُخَفِّفْ عَنْهُ مِنْ عِيَالِهِ، آخُذُ مِنْ بَنِيهِ رَجُلًا، وَتَأْخُذُ مِنْ بَنِيهِ رَجُلًا، فَنَكْفِهِمَا عَنْهُ. قَالَ الْعَبَّاسُ: نَعَمْ. فَانْطَلَقَا حَتّٰى أَتَيَا أَبَا طَالِبٍ، فَقَالَا: إِنَّا نُرِيدُ أَنْ نُخَفِّفَ عَنكَ مِنْ عِيَالِكَ حَتّٰى يَنْكَشِفَ عَنِ النَّاسِ مَا هُمْ فِيهِ، فَقَالَ لَهُمَا أَبُو طَالِبٍ: إِذَا تَرَكْتُمَا لِي عَقِيلًا فَاصْنَعَا مَا شِئْتُمَا. فَأَخَذَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا فَضَمَّهُ إِلَيْهِ، وَأَخَذَ الْعَبَّاسُ جَعْفَرًا فَضَمَّهُ إِلَيْهِ. فَلَمْ يَزَلْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ مَعَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَعَثَهُ اللهُ نَبِيًّا، فَاتَّبَعَهُ عَلِيٌّ فَآمَنَ بِهِ وَصَدَّقَهُ، وَلَمْ يَزَلْ جَعْفَرٌ عِنْدَ الْعَبَّاسِ حَتّٰى أَسْلَمَ وَاسْتَغْنٰى عَنْهُ. [30]

ترجمہ: ابو الحجاج مجاہد بن جبر بیان کرتے ہیں: قریش کو ایک شدید قحط نے آلیا تھا، اور ابو طالب کثیر العیال تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا عباس سے، جو بنو ہاشم میں سے سب سے مالدار تھے، کہا: "اے عباس! تمہارے بھائی ابو طالب کے بہت سے بچے ہیں اور تم تو دیکھ ہی رہے ہو کہ لوگ اس قحط کی حالت میں ہیں۔ تو آؤ! ہم ان کی مدد کریں اور ان کے بچوں کا بوجھ ہلکا کریں۔ میں ان کے بیٹوں میں سے ایک کو لے لیتا ہوں، اور تم ان کے بیٹوں میں سے ایک کو لے لو، تاکہ ان کا بوجھ کم ہو جائے۔" حضرت عباس نے کہا: "ٹھیک ہے۔" پھر دونوں ابو طالب

---

[30] تاریخ الطبری: ج2 ص313 ذِكْرُ الْخَبَرِ عَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کے پاس گئے اور کہا: "ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے بچوں کا بوجھ کچھ کم کریں، جب تک کہ یہ قحط کی حالت ختم نہ ہو جائے۔" ابو طالب نے ان سے کہا: "اگر تم عقیل کو میرے پاس رہنے دو، تو جو چاہے کرو۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو لے لیا اور انہیں اپنے ساتھ رکھ لیا، اور عباس نے جعفر کو لے لیا اور اپنے ساتھ رکھ لیا۔ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ اللہ نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا۔ پھر حضرت علی نے آپ کی پیروی کی، آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ حضرت جعفر عباس کے ساتھ رہے، یہاں تک کہ وہ اسلام لے آئے اور خود کفیل ہو گئے۔

قبولِ اسلام کا واقعہ:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ثُمَّ إِنَّ عَلِيَّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِيَوْمٍ وَهُمَا يُصَلِّيَانِ. فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا مُحَمَّدُ! مَا هٰذَا؟ قَالَ: دِيْنُ اللهِ الَّذِي اصْطَفٰى لِنَفْسِهِ وَبَعَثَ بِهٖ رُسُلَهٗ فَأَدْعُوْكَ إِلَى اللهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَإِلٰى عِبَادَتِهٖ، وَأَنْ تَكْفُرَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى. فَقَالَ عَلِيٌّ: هٰذَا أَمْرٌ لَمْ أَسْمَعْ بِهٖ قَبْلَ الْيَوْمِ فَلَسْتُ بِقَاضٍ أَمْرًا حَتّٰى أُحَدِّثَ بِهٖ أَبَا طَالِبٍ. فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُفْشِيَ عَلَيْهِ سِرَّهٗ قَبْلَ أَنْ يَسْتَعْلِنَ أَمْرُهٗ. فَقَالَ لَهٗ: يَا عَلِيُّ! إِذَا لَمْ تُسْلِمْ فَاكْتُمْ. فَمَكَثَ عَلِيٌّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ. ثُمَّ إِنَّ اللهَ أَوْقَعَ فِيْ قَلْبِ عَلِيٍّ الْإِسْلَامَ فَأَصْبَحَ غَادِيًا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَاءَهٗ فَقَالَ: مَا ذَا عَرَضْتَ عَلَيَّ يَا مُحَمَّدُ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وتَكْفُرَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَتَبْرَأَ مِنَ الْأَنْدَادِ فَفَعَلَ عَلِيٌّ وَأَسْلَمَ وَمَكَثَ يَأْتِيْهِ عَلٰى خَوْفٍ مِنْ أَبِيْ طَالِبٍ وَكَتَمَ عَلِيٌّ إِسْلَامَهٗ وَلَمْ يُظْهِرْهُ. [31]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ایک دن بعد میں آئے اور وہ دونوں

[31] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2ص29 أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ مُتَقَدِّمِي الْإِسْلَامِ

نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے محمد! یہ کیا ہے؟" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے اپنے لیے پسند کیا، اور اپنے پیغمبروں کے ذریعے بھیجا ہے، اور میں تمہیں صرف اللہ کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں، اس کا کوئی شریک نہیں ہے، اور لات اور عزّیٰ کی عبادت سے انکار کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "یہ ایک نیا حکم ہے جس کے بارے میں؛ میں نے آج تک کچھ نہیں سنا، میں اس کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا جب تک کہ میں اس بارے میں ابو طالب سے بات نہ کر لوں۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ پسند نہ آیا کہ وہ اپنے راز کو ابو طالب پر ظاہر کریں جب تک کہ اللہ کے امر کا علانیہ حکم نہ ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علی! اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو اس بات کو چھپاؤ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ رات گزاری اور پھر اللہ نے ان کے دل میں اسلام کی ہدایت ڈالی، تو علی رضی اللہ عنہ صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا: "یا محمد! آپ نے جو بات مجھ سے کہی تھی، وہ کیا تھی؟" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تم گواہی دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور لات اور عزّیٰ کی عبادت سے انکار کرو گے، اور تم تمام جھوٹے معبودوں سے بیزاری ظاہر کرو گے۔" تو علی رضی اللہ عنہ نے وہی کیا اور اسلام قبول کیا، اور ابو طالب سے خوف کے سبب اپنے اسلام کو چھپایا اور اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کیا۔

دس سال کی عمر میں قبولِ اسلام:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: أَسْلَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ. [32]

ترجمہ: امام مجاہد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دس سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے قبولِ ایمان کا ابو طالب کو علم:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

---

[32] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص30 أَوَّلُ مَنْ أَسْلَمَ مِنْ مُتَقَدِّمِي الْإِسْلَامِ

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: ذَكَرَ بَعْضُ أَهْلِ الْعِلْمِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ، خَرَجَ إِلَى شِعَابِ مَكَّةَ وَمَعَهُ عَلِيٌّ فَيُصَلِّيَانِ فَإِذَا أَمْسَيَا رَجَعَا، ثُمَّ إِنَّ أَبَا طَالِبٍ عَبَرَ عَلَيْهِمَا وَهُمَا يُصَلِّيَانِ، فَقَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا ابْنَ أَخِي! مَا هٰذَا؟ قَالَ: أَيْ عَمِّ هٰذَا دِيْنُ اللهِ وَدِيْنُ مَلَائِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَدِيْنُ إِبْرَاهِيْمَ، بَعَثَنِي اللهُ بِهٖ رَسُوْلًا إِلَى الْعِبَادِ وَأَنْتَ أَيْ عَمِّ أَحَقُّ مَنْ بَذَلْتُ لَهُ النَّصِيْحَةَ وَدَعَوْتُهٗ إِلَى الْهُدٰى وَأَحَقُّ مَنْ أَجَابَنِيْ وَأَعَانَنِيْ، فَقَالَ أَبُوْ طَالِبٍ: أَيِ ابْنَ أَخِي لَا أَسْتَطِيْعُ أَنْ أُفَارِقَ دِيْنَ آبَائِيْ، وَلٰكِنْ وَاللهِ لَا يَخْلُصُ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَكْرَهُهٗ مَا بَقِيْتُ، وَلَمْ يُكَلِّمْ عَلِيًّا بِشَيْءٍ يَكْرَهُهٗ، فَزَعَمُوْا أَنَّهٗ قَالَ: أَمَا إِنَّهٗ لَمْ يَدْعُكَ إِلَّا إِلٰى خَيْرٍ فَاتَّبِعْهُ. [33]

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ بعض علماء نے کہا کہ جب بھی نماز کا وقت آتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی گھاٹیوں کی طرف تشریف لے جاتے اور وہاں نماز پڑھتے۔ پھر جب رات ہوتی تو واپس آجاتے۔ ایک دن ابو طالب نے ان دونوں کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھ لیا، بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہنے لگے: بھتیجے! یہ کیا ہو رہا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: چچا! یہ اللہ کا فرشتوں کا، پیغمبروں کا اور حضرت ابراہیم کا دین ہے۔ اللہ نے مجھے اس دین کا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے اور اے چچا آپ سب سے زیادہ مستحق ہیں کہ میں آپ کو نصیحت کروں اور آپ کو ہدایت کی طرف دعوت دوں، اور آپ ہی وہ شخص ہیں جو میری دعوت کو قبول کرنے اور میری مدد کرنے کے سب سے زیادہ حق دار ہیں۔" ابو طالب نے کہا: " بھتیجے! میں اپنے باپ دادا کے دین کو چھوڑنے کی ہمت نہیں رکھتا، لیکن اللہ کی قسم! جب تک میں زندہ ہوں تمہیں تکلیف نہیں پہنچنے دوں گا۔" ابو طالب نے علی رضی اللہ عنہ سے کچھ بھی برا نہیں کہا، اور کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ ابو طالب نے کہا: یقیناً وہ تمہیں صرف اچھائی کی طرف دعوت دے رہا ہے، تم اس کی پیروی کرو۔

---

[33] تاریخ الاسلام للذہبی: ج1 ص546 إِسْلَامُ السَّابِقِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ

مکی زندگی

تبلیغِ دین میں معاونت:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿وَ اَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ (۲۱۴) وَ اخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ (۲۱۵)﴾ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: عَرَفْتُ أَنِّي إِنْ بَادَأْتُ بِهَا قَوْمِي رَأَيْتُ مِنْهُمْ مَا أَكْرَهُ، فَصَمَتُّ. فَجَاءَنِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ، فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنَّ لَمْ تَفْعَلْ مَا أَمَرَكَ بِهِ رَبُّكَ عَذَّبَكَ رَبُّكَ. قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَدَعَانِي فَقَالَ: يَا عَلِيُّ! إِنَّ اللهَ قَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُنْذِرَ عَشِيْرَتِي الْأَقْرَبِيْنَ، فَعَرَفْتُ أَنِّي إِنْ بَادَأْتُهُمْ بِذٰلِكَ رَأَيْتُ مِنْهُمْ مَا أَكْرَهُ، فَصَمَتُّ عَنْ ذٰلِكَ، ثُمَّ جَاءَنِي جِبْرِيْلُ فَقَالَ: يَا مُحَمَّدُ! إِنْ لَمْ تَفْعَلْ مَا أُمِرْتَ بِهِ عَذَّبَكَ رَبُّكَ، فَاصْنَعْ لَنَا يَا عَلِيُّ شَاةً عَلٰى صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَأَعِدَّ لَنَا عُسَّ لَبَنٍ ثُمَّ اجْمَعْ لِيَ بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَفَعَلْتُ فَاجْتَمَعُوْا لَهٗ وَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَرْبَعُوْنَ رَجُلًا يَزِيْدُوْنَ رَجُلًا أَوْ يَنْقُصُوْنَ رَجُلًا، فِيهِمْ أَعْمَامُهٗ: أَبُوْطَالِبٍ وَحَمْزَةُ وَالْعَبَّاسُ وَأَبُوْ لَهَبٍ الْكَافِرُ الْخَبِيْثُ، فَقَدَّمْتُ إِلَيْهِمْ تِلْكَ الْجَفْنَةَ فَأَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا حِذْيَةً فَشَقَّهَا بِأَسْنَانِهٖ ثُمَّ رَمٰى بِهَا فِيْ نَوَاحِيْهَا وَقَالَ: كُلُوْا بِسْمِ اللهِ، فَأَكَلَ الْقَوْمُ حَتّٰى نَهِلُوْا عَنْهُ مَا يُرٰى إِلَّا آثَارُ أَصَابِعِهِمْ وَاللهِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَأْكُلُ مِثْلَهَا، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْقِهِمْ يَا عَلِيُّ! فَجِئْتُ بِذٰلِكَ الْقَعْبِ فَشَرِبُوْا مِنْهُ حَتّٰى نَهِلُوْا جَمِيْعًا وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَشْرَبُ مِثْلَهٗ، فَلَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكَلِّمَهُمْ بَدَرَهٗ أَبُوْ لَهَبٍ إِلَى الْكَلَامِ فَقَالَ: لَهَدَّ مَا سَحَرَكُمْ صَاحِبُكُمْ، فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ مِنَ الْغَدِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ! عُدْ لَنَا بِمِثْلِ الَّذِيْ كُنْتَ صَنَعْتَ بِالْأَمْسِ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَإِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ بَدَرَنِيْ إِلٰى مَا سَمِعْتَ قَبْلَ أَنْ أُكَلِّمَ الْقَوْمَ، فَفَعَلْتُ، ثُمَّ جَمَعْتُهُمْ لَهٗ، فَصَنَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ، فَأَكَلُوْا حَتّٰى نَهِلُوْا عَنْهُ وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَأْكُلُ

مِثْلَهَا، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْقِهِمْ يَا عَلِيُّ! فَجِئْتُ بِذٰلِكَ الْقَعْبِ فَشَرِبُوْا مِنْهُ حَتّٰى نَهِلُوْا جَمِيْعًا، وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَشْرَبُ مِثْلَهٗ. فَلَمَّا أَرَادَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّكَلِّمَهُمْ بَدَرَهٗ أَبُوْ لَهَبٍ بِالْكَلَامِ فَقَالَ: لَهَدَّ مَا سَحَرَكُمْ صَاحِبُكُمْ. فَتَفَرَّقُوْا وَلَمْ يُكَلِّمْهُمْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ! عُدْ لَنَا بِمِثْلِ الَّذِيْ كُنْتَ صَنَعْتَ لَنَا بِالْأَمْسِ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ فَإِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ بَدَرَنِيْ إِلٰى مَا سَمِعْتَ قَبْلَ أَنْ أُكَلِّمَ الْقَوْمَ. فَفَعَلْتُ، ثُمَّ جَمَعْتُهُمْ لَهٗ فَصَنَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا صَنَعَ بِالْأَمْسِ. فَأَكَلُوْا حَتّٰى نَهِلُوْا عَنْهُ، ثُمَّ سَقَيْتُهُمْ مِنْ ذٰلِكَ الْقَعْبِ حَتّٰى نَهِلُوْا عَنْهُ. وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَأْكُلُ مِثْلَهَا وَيَشْرَبُ مِثْلَهَا، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ! إِنِّيْ وَاللهِ مَا أَعْلَمُ شَابًّا مِنَ الْعَرَبِ جَاءَ قَوْمَهٗ بِأَفْضَلَ مِمَّا جِئْتُكُمْ بِهٖ إِنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِأَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. [34]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی: "اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈرائیں، اور اپنے بازو جھکا دیں (نرمی اختیار فرمائیں) ان کے لیے جو ایمان لائے ہیں"۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھے معلوم تھا کہ اگر میں نے یہ بات اپنی قوم سے شروع کی تو وہ میرے خلاف ایسا رویہ اپنائیں گے جو مجھے ناگوار ہو گا، اس لیے میں خاموش رہا"۔ پھر جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا: "اے محمد! اگر آپ نے وہ کام نہ کیا جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے تو آپ کا رب آپ کو سخت ترین تکلیف میں مبتلا کر دے گا۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا: "علی! اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤں۔ مجھے معلوم تھا کہ اگر میں نے یہ بات ان سے

---

[34] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج3 ص494 تحت تفسیر سورۃ الشعراء، رقم الآیۃ 214

شروع کی تو وہ ایسا رویہ اختیار کریں گے جو مجھے ناگوار ہوگا، اس لیے میں خاموش رہا۔ پھر جبریل میرے پاس آئے اور کہا: محمد! اگر آپ نے وہ کام نہ کیا جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے تو آپ کا رب آپ کو سخت ترین تکلیف میں مبتلا کر دے گا۔ علی! ایک بکری ذبح کرو، ایک صاع آٹے کا کھانا تیار کرو اور دودھ کا ایک بڑا برتن مہیا کرو، پھر بنی عبد المطلب کو جمع کرو۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے یہ سب کیا اور انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع کیا۔ اس دن ان کی تعداد چالیس تھی، ایک زیادہ یا کم۔ ان میں آپ کے چچا ابو طالب، حمزہ، عباس، اور ابو لہب بھی شامل تھے۔ میں نے ان کے سامنے بڑے برتن کے اندر کھانا پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں سے ایک ٹکڑا لیا، اپنے دانتوں سے اسے چبایا اور اسے برتن کے ارد گرد رکھ دیا۔ پھر فرمایا: "اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔" سب نے کھایا اور سیر ہو گئے، حالانکہ برتن پر صرف انگلیوں کے نشانات نظر آ رہے تھے۔ اللہ کی قسم، ان میں سے ہر ایک شخص اتنا کھا سکتا تھا جتنا کہ پورے برتن میں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علی! انہیں پانی پلاؤ۔" میں دودھ کا پیالہ لے آیا اور سب نے اسے پیا اور سیر ہو گئے۔ اللہ کی قسم، ان میں سے ہر ایک شخص اتنا پی سکتا تھا جتنا کہ پورے پیالے میں تھا۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے بات کرنے کا ارادہ کیا تو ابو لہب نے گفتگو شروع کر دی اور کہا: "یہ تمہیں جادو سے بہکانا چاہتے ہیں"۔ اس پر سب منتشر ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے بات نہ کر سکے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اگلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علی! وہی کھانا اور پینا تیار کرو جو تم نے کل تیار کیا تھا کیونکہ ابو لہب نے مجھے بات کرنے کا موقع نہیں دیا۔" میں نے پھر وہی کیا اور انہیں جمع کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کھلایا اور پلایا جیسے پہلے دن کیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اولاد عبد المطلب! اللہ کی قسم، میں نہیں جانتا کہ کسی عرب نوجوان نے اپنی قوم کے لیے وہ چیز لائی ہو جو میں لایا ہوں۔ میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی لے کر آیا ہوں۔

متلاشیانِ حق کی معاونت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ

لِأَخِيهِ: ارْكَبْ إِلَى هٰذَا الْوَادِي فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِي فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتّٰى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ. فَقَالَ: مَا شَفَيْتَنِي مِمَّا أَرَدْتُ فَتَزَوَّدَ وَحَمَلَ شَنَّةً لَهُ فِيهَا مَاءٌ حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَأَتَى الْمَسْجِدَ فَالْتَمَسَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْرِفُهُ وَكَرِهَ أَنْ يَسْأَلَ عَنْهُ حَتّٰى أَدْرَكَهُ بَعْضُ اللَّيْلِ فَرَآهُ عَلِيٌّ فَعَرَفَ أَنَّهُ غَرِيبٌ فَلَمَّا رَآهُ تَبِعَهُ فَلَمْ يَسْأَلْ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى أَصْبَحَ ثُمَّ احْتَمَلَ قِرْبَتَهُ وَزَادَهُ إِلَى الْمَسْجِدِ وَظَلَّ ذٰلِكَ الْيَوْمَ وَلَا يَرَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَمْسٰى فَعَادَ إِلَى مَضْجَعِهِ فَمَرَّ بِهِ عَلِيٌّ فَقَالَ: أَمَا نَالَ لِلرَّجُلِ أَنْ يَعْلَمَ مَنْزِلَهُ فَأَقَامَهُ فَذَهَبَ بِهِ مَعَهُ لَا يَسْأَلُ وَاحِدٌ مِنْهُمَا صَاحِبَهُ عَنْ شَيْءٍ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ الثَّالِثِ فَعَادَ عَلِيٌّ عَلَى مِثْلِ ذٰلِكَ فَأَقَامَ مَعَهُ ثُمَّ قَالَ: أَلَا تُحَدِّثُنِي مَا الَّذِي أَقْدَمَكَ؟ قَالَ: إِنْ أَعْطَيْتَنِي عَهْدًا وَمِيثَاقًا لَتُرْشِدَنَّنِي فَعَلْتُ فَفَعَلَ فَأَخْبَرَتُهُ. قَالَ: فَإِنَّهُ حَقٌّ وَهُوَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا أَصْبَحْتَ فَاتْبَعْنِي فَإِنِّي إِنْ رَأَيْتُ شَيْئًا أَخَافُ عَلَيْكَ قُمْتُ كَأَنِّي أُرِيقُ الْمَاءَ فَإِنْ مَضَيْتُ فَاتْبَعْنِي حَتّٰى تَدْخُلَ مَدْخَلِي فَفَعَلَ فَانْطَلَقَ يَقْفُوهُ حَتّٰى دَخَلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدَخَلَ مَعَهُ فَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ وَأَسْلَمَ مَكَانَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتّٰى يَأْتِيَكَ أَمْرِي. قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ فَخَرَجَ حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادٰى بِأَعْلٰى صَوْتِهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللهِ ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتّٰى أَوْجَعُوهُ وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ قَالَ: وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَأَنَّ طَرِيقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّأْمِ؟ فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ.[35]

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: جب ابو ذر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے بھائی سے کہا: اس وادی (مکہ) کی طرف جاؤ! اور اس شخص

[35] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3861

کے بارے میں معلومات حاصل کر جو دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کے پاس آسمان سے خبر آتی ہے۔ اس کی بات سننا اور پھر میرے پاس آکر مجھے بتانا۔ چنانچہ ابوذر کے بھائی گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور واپس آکر ابوذر سے کہا: میں نے اسے دیکھا، وہ اخلاق کے اعلیٰ درجے کی تعلیم دیتا ہے اور اس کی بات شاعری نہیں ہے۔

ابوذر نے کہا: یہ جواب میری تسلی کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس کے بعد انہوں نے سفر کی تیاری کی اور پانی کا ایک مشکیزہ لے کر مکہ پہنچے۔ مسجد حرام گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان نہ سکے اور کسی سے سوال کرنا بھی مناسب نہ سمجھا۔ یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ گزر گیا۔ ابوذر وہاں لیٹے ہوئے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا اور جان لیا کہ یہ مسافر ہیں۔ حضرت علی نے انہیں اپنے ساتھ لے جا کر جگہ دی، لیکن دونوں میں کوئی بات نہ ہوئی۔ اگلے دن ابوذر دوبارہ مسجد گئے اور سارا دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتے رہے لیکن ملاقات نہ ہو سکی۔ رات کو پھر وہ اپنی جگہ پر لوٹ آئے۔ اس بار حضرت علی نے ان سے کہا: "کیا ابھی تک آپ نے اپنا ٹھکانہ معلوم نہیں کیا؟" پھر انہیں اپنے ساتھ لے گئے، لیکن دونوں نے ایک دوسرے سے کچھ نہیں پوچھا۔

تیسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوذر سے کہا: آپ کو کس چیز نے یہاں آنے پر مجبور کیا ہے؟ ابوذر نے کہا: اگر آپ مجھ سے وعدہ کریں کہ میری رہنمائی کریں گے، تو میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ حضرت علی نے وعدہ کیا اور ابوذر نے اپنی بات بتائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حق ہے، اور یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ صبح میرے ساتھ پیچھے پیچھے چلنا، اگر میں دیکھوں کہ کوئی خطرہ ہے تو میں ایسے ظاہر کروں گا جیسے پانی بہا رہا ہوں۔ اس وقت تم رک جانا اور اگر میں آگے بڑھوں تو میرے پیچھے آنا۔ چنانچہ صبح کو ابوذر، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے چلتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں اور اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اب تم اپنے قبیلے کے پاس لوٹ جاؤ اور انہیں خبر دو یہاں تک کہ میرا حکم تمہیں پہنچے۔" ابوذر نے کہا: "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں ان کے درمیان جا کر اس بات کا اعلان ضرور کروں گا۔

اس کے بعد وہ مسجد حرام گئے اور بلند آواز سے اعلان کیا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ قریش کے لوگ ان پر ٹوٹ پڑے اور انہیں اتنا مارا کہ زمین پر گرا دیا۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ آئے، (ان کو بچانے کے لیے) ان پر جھک گئے اور کہا: افسوس ہے تم پر، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ غِفار قبیلے سے ہیں اور تمہاری تجارت کا راستہ شام کی طرف انہی کے علاقے سے گزرتا ہے؟ اس پر قریش نے ابوذر کو چھوڑ دیا۔ اگلے دن ابوذر نے پھر وہی اعلان کیا اور قریش نے پھر ان پر حملہ کیا۔ حضرت عباس دوبارہ انہیں بچانے کے لیے ان پر جھک گئے۔

کعبۃ اللہ کی چھت سے بت گرانے کا واقعہ:

امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى أَتَيْنَا الْكَعْبَةَ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اجْلِسْ وَصَعِدَ عَلٰى مَنْكِبَيَّ فَذَهَبْتُ لِأَنْهَضَ بِهٖ فَرَأٰى مِنِّيْ ضَعْفًا، فَنَزَلَ وَجَلَسَ لِيْ نَبِيُّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: اِصْعَدْ عَلٰى مَنْكِبَيَّ. قَالَ: فَصَعِدْتُّ عَلٰى مَنْكِبَيْهِ قَالَ: فَنَهَضَ بِيْ، قَالَ: فَإِنَّهٗ يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنِّيْ لَوْ شِئْتُ لَنِلْتُ أُفُقَ السَّمَاءِ حَتّٰى صَعِدْتُّ عَلَى الْبَيْتِ وَعَلَيْهِ تِمْثَالُ صُفْرٍ أَوْ نُحَاسٍ فَجَعَلْتُ أُزَاوِلُهٗ عَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ وَبَيْنَ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ حَتّٰى إِذَا اسْتَمْكَنْتُ مِنْهُ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِقْذِفْ بِهٖ، فَقَذَفْتُ بِهٖ فَتَكَسَّرَ كَمَا تَتَكَسَّرُ الْقَوَارِيْرُ ثُمَّ نَزَلْتُ فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسْتَبِقُ حَتّٰى تَوَارَيْنَا بِالْبُيُوْتِ خَشْيَةَ أَنْ يَلْقَانَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ. [36]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم کعبہ کے پاس پہنچے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "بیٹھ جاؤ" اور آپ صلی اللہ

[36] مسند احمد: ج1 ص443 رقم الحدیث 644

علیہ وسلم میرے کندھوں پر چڑھ گئے۔ میں نے کوشش کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اوپر اٹھا سکوں، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اندر کمزوری محسوس کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نیچے اتر آئے اور فرمایا: "تم میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں پر چڑھ گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اوپر اٹھایا۔ ایسا محسوس ہوا کہ اگر میں چاہتا تو آسمان کے کنارے کو چھو لیتا۔ یہاں تک کہ میں کعبہ کی چھت پر پہنچ گیا، جہاں ایک مجسمہ تھا جو پیتل یا تانبے کا بنا ہوا تھا۔ میں نے اسے دائیں، بائیں، سامنے اور پیچھے سے ہلانے کی کوشش کی۔ جب میں اس پر قابو پا چکا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے نیچے پھینک دو۔" چنانچہ میں نے اسے نیچے پھینک دیا، اور وہ اس طرح ٹوٹ گیا جیسے شیشے کے برتن ٹوٹتے ہیں۔ اس کے بعد میں نیچے اتر آیا، اور میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوڑتے ہوئے وہاں سے روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم گھروں کی اوٹ میں چلے گئے، اس خوف سے کہ کہیں ہمیں کوئی نہ دیکھ لے۔

مواخاتِ مکہ:

امام جمال الدین یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف مزی رحمہ اللہ (ت 742ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ أَبُو عُمَرَ: آخَى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ بِمَكَّةَ ثُمَّ آخَى بَيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ وَقَالَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِعَلِيٍّ: أَنْتَ أَخِيْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. [37]

ترجمہ: ابن عبد البر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا، پھر مدینہ میں مہاجرین اور انصار کے درمیان مؤاخات فرمائی، اور ہر ایک موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: آپ دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہیں۔

نوٹ: مکہ مکرمہ میں مہاجرین کے مابین منعقد ہونے والی مواخات کا مقصد باہمی غمخواری و ہمدردی تھا، ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں مہاجرین و انصار کے درمیان مواخات قائم کی گئی جس کا مقصد باہمی یگانگت، ایثار و اخلاص،

[37] تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ج20 ص484 ترجمۃ: عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

مساوات الفت کا پیدا کرنا، ساتھ ساتھ تعلیم و تربیت، باہمی احتساب اور دکھ سکھ میں شرکت کے لحاظ سے مساوی سطح کی ضرورت کو پورا کرنا تھا۔ مزید اس وقت کے مروجہ عقد موالات کا متبادل پیش کرنا تھا جو کہ مواخات کی صورت میں ہی کیا جا سکتا تھا۔ اس وقت کا مروجہ موالات کا طریقہ یہ تھا غیر قبیلہ کا کوئی آدمی کسی اور قبیلہ میں پہنچتا اور معاہدہ کر کے اس قبیلہ میں داخل ہو جاتا اور اس کے بعد اسی قبیلہ کی طرف منسوب ہوتا، اس کے بعد وہ شخص صلح اور جنگ میں حق و ناحق اسی قبیلے کے ساتھ شریک رہتا، اس شخص کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ بھی اسی قبیلہ میں تقسیم کیا جاتا۔ اس عقد موالات میں حق و انصاف کے بجائے خواہ قبیلہ والے غلط، ناانصافی بلکہ ظلم بھی کر رہے ہوں بہر حال اسی قبیلہ کی طرف داری اور حمایت ضروری ہوتی تھی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

ہجرتِ مدینہ

شبِ ہجرت:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ھشام بن ایوب حِمیری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

فَأَتٰى جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تَبِتْ هٰذِهِ اللَّيْلَةَ عَلٰى فِرَاشِكَ الَّذِيْ كُنْتَ تَبِيْتُ عَلَيْهِ قَالَ: فَلَمَّا كَانَتْ عَتَمَةٌ مِنَ اللَّيْلِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى بَابِهٖ يَرْصُدُوْنَهٗ مَتٰى يَنَامُ فَيَثِبُوْنَ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَأٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانَهُمْ قَالَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ: نَمْ عَلٰى فِرَاشِيْ وَتَسَجَّ بِبُرْدِيْ هٰذَا الْحَضْرَمِيِّ الْأَخْضَرِ فَنَمْ فِيْهِ فَإِنَّهٗ لَنْ يَخْلُصَ إِلَيْكَ شَيْءٌ تَكْرَهُهٗ مِنْهُمْ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنَامُ فِيْ بُرْدِهٖ ذٰلِكَ إِذَا نَامَ. [38]

ترجمہ: حضرت جبریل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کی: آپ اس رات اپنے بستر پر نہ سوئیں جس پر آپ معمول کے مطابق سوتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں: جب رات کا اندھیرا چھا گیا تو وہ لوگ (قریش کے کفار) آپ کے گھر کے دروازے پر جمع ہو گئے، آپ کی نگرانی کرنے لگے کہ آپ کب سوئیں تاکہ وہ آپ پر حملہ کریں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی جگہ دیکھی تو آپ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میرے بستر پر سو جاؤ اور اس حضرمی سبز چادر کو اوڑھ لو، پھر اسی میں سو جاؤ، کیونکہ ان کی طرف سے تمہیں کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں پہنچے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی آرام فرماتے تو اسی چادر میں فرماتے۔

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) لکھتے ہیں:

خَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ حَفْنَةً مِنْ تُرَابٍ فَجَعَلَهٗ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ وَهُوَ يَتْلُوْ هٰذِهِ الْآيَاتِ مِنْ ﴿يٰسٓ (١) وَ الْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ (٢)﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ ثُمَّ انْصَرَفَ فَلَمْ يَرَوْهُ فَأَتَاهُمْ آتٍ فَقَالَ: مَا تَنْتَظِرُوْنَ؟ قَالُوْا: مُحَمَّدًا، قَالَ: خَيَّبَكُمُ اللهُ خَرَجَ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يَتْرُكْ

---

[38] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: جزء 1 ص 436 خُرُوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتِخْلَافُهٗ عَلِيًّا عَلٰى فِرَاشِهٖ

أَحَدًا مِنْكُمْ إِلَّا جَعَلَ عَلٰى رَأْسِهِ التُّرَابَ وَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَوَضَعُوْا أَيْدِيَهُمْ عَلٰى رُءُوْسِهِمْ فَرَأَوُا التُّرَابَ وَجَعَلُوْا يَنْظُرُوْنَ فَيَرَوْنَ عَلِيًّا نَائِمًا وَعَلَيْهِ بُرْدُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْلُوْنَ: إِنَّ مُحَمَّدًا لَنَائِمٌ فَلَمْ يَبْرَحُوْا كَذٰلِكَ حَتّٰى أَصْبَحُوْا. فَقَامَ عَلِيٌّ عَنِ الْفِرَاشِ فَعَرَفُوْهُ وَأَنْزَلَ اللهُ فِي ذٰلِكَ ﴿وَاِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِيُثْبِتُوْكَ اَوْ يَقْتُلُوْكَ اَوْ يُخْرِجُوْكَ﴾ وَسَأَلَ أُولَئِكَ الرَّهْطُ عَلِيًّا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا أَدْرِيْ أَمَرْتُمُوْهُ بِالْخُرُوْجِ فَخَرَجَ. فَضَرَبُوْهُ وَأَخْرَجُوْهُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَحَبَسُوْهُ سَاعَةً ثُمَّ تَرَكُوْهُ. [39]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلے اور مٹی کی ایک مٹھی لی، اسے ان کے سروں پر ڈال دیا، اور یہ سورت یٰس کے آغاز سے ﴿فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ تک کی آیات تلاوت فرما رہے تھے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہو گئے، اور وہ لوگ آپ کو نہ دیکھ سکے۔ اس دوران ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہا: "تم کس کا انتظار کر رہے ہو؟" انہوں نے جواب دیا: "محمد کا۔" اس نے کہا: "او عقل کے اندھو! محمد تمہارے درمیان سے نکل گئے ہیں اور تم میں سے ہر ایک کے سر پر مٹی ڈال دی ہے، اور اپنے کام سے کب کے جا چکے ہیں!" یہ سن کر انہوں نے اپنے سروں پر ہاتھ رکھا تو مٹی دیکھی۔ پھر وہ علی رضی اللہ عنہ کو بستر پر سویا ہوا دیکھتے ہیں، اور ان پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر پڑی ہوئی ہے۔ وہ کہتے ہیں: "محمد سو رہے ہیں۔" اس پر وہ وہیں بیٹھے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر علی رضی اللہ عنہ بستر سے اٹھے تو انہوں نے انہیں پہچان لیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر یہ آیت نازل فرمائی (جس کا مفہوم یہ ہے) اور جب کافر لوگ آپ کے بارے میں مکر و فریب کر رہے تھے کہ آپ کو قید کریں، قتل کریں، یا آپ کو جلاوطن کر دیں۔ پھر ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پوچھا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "مجھے نہیں معلوم، تم نے انہیں نکلنے کا حکم دیا تھا، سو وہ چلے گئے۔" اس پر انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مارا اور انہیں مسجد لے گئے، وہاں کچھ دیر کے لیے قید رکھا اور پھر چھوڑ دیا۔

---

[39] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص103 ذِكْرُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

سفر ہجرت:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

وَأَقَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِمَكَّةَ ثَلَاثَ لَيَالٍ وَأَيَّامِهَا حَتّٰى أَدّٰى عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَدَائِعَ الَّتِيْ كَانَتْ عِنْدَهٗ إِلَى النَّاسِ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْهَا لَحِقَ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ مَعَهٗ عَلٰى كُلْثُوْمِ بْنِ هُدْمٍ . فَكَانَ عَلِيٌّ يَقُوْلُ: وَإِنَّمَا كَانَتْ إِقَامَتُهٗ بِقُبَاءٍ عَلَى امْرَأَةٍ لَا زَوْجَ لَهَا مُسْلِمَةٍ لَيْلَةً أَوْ لَيْلَتَيْنِ وَكَانَ يَقُوْلُ: كُنْتُ نَزَلْتُ بِقُبَاءٍ عَلَى امْرَأَةٍ لَا زَوْجَ لَهَا مُسْلِمَةٍ فَرَأَيْتُ إِنْسَانًا يَأْتِيْهَا فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَيَضْرِبُ عَلَيْهَا بَابَهَا فَتَخْرُجُ إِلَيْهِ فَيُعْطِيْهَا شَيْئًا مَعَهٗ قَالَ: فَاسْتَرَبْتُ لِشَأْنِهِ فَقُلْتُ لَهَا: يَا أَمَةَ اللهِ! مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ يَضْرِبُ عَلَيْكِ بَابَكِ كُلَّ لَيْلَةٍ . فَتَخْرُجِيْنَ إِلَيْهِ فَيُعْطِيْكِ شَيْئًا مَا أَدْرِيْ مَا هُوَ؟ وَأَنْتِ امْرَأَةٌ مُسْلِمَةٌ لَا زَوْجَ لَكِ! قَالَتْ: هٰذَا سَهْلُ بْنُ حُنَيْفِ بْنِ وَاهِبٍ قَدْ عَرَفَ أَنِّيْ امْرَأَةٌ لَا أَحَدَ لِيْ فَإِذَا أَمْسٰى عَدَا عَلٰى أَوْثَانِ قَوْمِهٖ فَكَسَرَهَا ثُمَّ جَاءَنِيْ بِهَا . وَقَالَ: احْتَطِبِيْ بِهٰذَا . فَكَانَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ يَأْثُرُ ذٰلِكَ مِنْ أَمْرِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ حِيْنَ هَلَكَ عِنْدَهٗ بِالْعِرَاقِ.
[40]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ مکہ میں تین راتیں اور دن ٹھہرے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو امانتیں لوگوں کی تھیں، وہ سب ان تک پہنچا دیں۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا ملے اور بستی قباء میں کلثوم بن ہُدم کے ہاں قیام کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: "میرا قیام قباء میں ایک ایسی مسلمان عورت کے ہاں تھا جس کا شوہر نہیں تھا، ایک یا دو راتوں کے لیے۔" آپ فرماتے ہیں: "میں نے قباء میں ایک مسلمان عورت کے ہاں قیام کیا، اور دیکھا کہ ایک شخص رات کے درمیانی حصے میں آتا، اس کے دروازے پر دستک دیتا، اور وہ عورت باہر آ کر اس سے

---

[40] تاریخ الطبری: ج2 ص382 ذِكْرُ الْخَبَرِ عَمَّا كَانَ مِنْ أَمْرِ نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کوئی چیز لے لیتی۔"

آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "مجھے اس بات پر شک ہوا اور میں نے اس عورت سے کہا: اے اللہ کی بندی! یہ آدمی کون ہے؟ جو ہر رات تمہارے دروازے پر دستک دیتا ہے اور تم اس سے کوئی چیز لے لیتی ہو میں نہیں جانتا وہ کیا چیز ہے، جبکہ تم ایک مسلمان عورت ہو اور آپ کا کوئی شوہر نہیں ہے"

اس عورت نے جواب دیا: "یہ سہل بن حنیف بن واھب ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ میرا کوئی محافظ نہیں ہے، اس لیے وہ شام کے وقت اپنی قوم کے بتوں کو توڑ دیتے ہیں، پھر ان کے ٹکڑے لے کر میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں: ان ٹکڑوں کو جلا کر اپنے لیے ایندھن کا بندوبست کرو۔" حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سہل بن حُنیف کے اس کام کا ذکر فرمایا کرتے تھے، جب وہ عراق میں ان کے پاس وفات پا گئے۔

پُر مشقت سفر، پاؤں پر ورم اور لعابِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) لکھتے ہیں:

وَأَمَّا عَلِيٌّ فَإِنَّهُ لَمَّا فَرَغَ مِنَ الَّذِي أَمَرَهُ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَاجَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ، فَكَانَ يَسِيرُ اللَّيْلَ وَيَكْمُنُ النَّهَارَ حَتَّى قَدِمَ الْمَدِينَةَ وَقَدْ تَفَطَّرَتْ قَدَمَاهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ادْعُوا لِي عَلِيًّا قِيلَ: لَا يَقْدِرُ أَنْ يَمْشِيَ، فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعْتَنَقَهُ وَبَكَى رَحْمَةً لِمَا بِقَدَمَيْهِ مِنَ الْوَرَمِ وَتَفَلَ فِي يَدَيْهِ وَأَمَرَّهُمَا عَلَى قَدَمَيْهِ فَلَمْ يَشْتَكِهِمَا بَعْدُ حَتَّى قُتِلَ. [41]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق جو کام انہیں سونپے گئے تھے مکمل کر کے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے نکلے تو وہ رات بھر سفر کرتے اور دن کے وقت آرام کرتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ مدینہ پہنچے اور ان کے پاؤں بالکل زخمی ہو گئے تھے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علی کو میرے پاس بلاؤ"۔ بتایا گیا کہ وہ چلنے کے قابل نہیں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے پاس تشریف لے

[41] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص106 ذِكْرُ هِجْرَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

گئے، اور انہیں گلے لگایا، اور ان کے پاؤں میں جو ورم تھا، اس کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو آ گئے، پھر اپنی زبان سے لعاب مبارک لے کر دونوں ہاتھوں پر لگایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاؤں پر لگایا، ان کے پاؤں میں کوئی تکلیف نہ رہی اور وہ اس کے بعد شہادت تک دوبارہ پاؤں میں تکلیف نہ ہوئی۔

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الْجُمْهُوْرُ: كُلٌّ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ مَنْ بَعْدَهٗ، وَإِنْ رَقِيَ فِي الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ.

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی: ج2 ص350)

جمہور علماء کا قول ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر فرد، بعد میں آنے والے ہر شخص سے افضل ہے خواہ وہ (بعد میں آنے والا) علم اور عمل میں کتنا ہی بلند مقام حاصل کر لے۔

مدنی زندگی

مسجد کی تعمیر اور باہمی خوش طبعی:

امام حسین بن محمد بن حسن الدِیّار بکری رحمہ اللہ (ت966ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ رَجُلًا نَظِيفًا مُتَنَظِّفًا، وَكَانَ يَحْمِلُ اللَّبِنَةَ فَيُجَافِي بِهَا عَنْ ثَوْبِهِ، فَإِذَا وَضَعَهَا نَفَضَ كُمَّهُ وَنَظَرَ إِلَى ثَوْبِهِ، فَإِنْ أَصَابَهُ شَيْءٌ مِنَ التُّرَابِ نَفَضَهُ، فَنَظَرَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَأَنْشَأَ يَقُولُ:

لَا يَسْتَوِي مَنْ يُعَمِّرُ الْمَسَاجِدَا
يَدْأَبُ فِيهَا قَائِمًا وَقَاعِدَا
وَمَنْ يُرَى عَنِ التُّرَابِ حَائِدًا [42]

ترجمہ: حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ایک نہایت پاکیزہ اور صاف ستھرے انسان تھے۔ وہ اینٹ اٹھاتے اور اسے اپنے کپڑے سے دور رکھتے، پھر جب اسے رکھ دیتے تو اپنی آستین جھاڑتے اور اپنے کپڑے کو دیکھتے، اگر اس پر کچھ مٹی لگ جاتی تو اسے جھاڑ دیتے۔ یہ دیکھ کر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شعر کہا: (جس کا مفہوم درج ذیل ہے) وہ برابر نہیں ہو سکتے جو مساجد کو آباد کرتے ہیں، جو اس میں کھڑے ہو کر اور بیٹھ کر مسلسل محنت کرتے ہیں، اور وہ جو مٹی سے دور رہنے کی کوشش کرتا ہے۔

امام حسین بن محمد بن حسن الدِیّار بکری رحمہ اللہ (ت966ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ: وَسَأَلْتُ غَيْرَ وَاحِدٍ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالشِّعْرِ عَنْ هٰذَا الرَّجَزِ فَقَالُوا: بَلَغَنَا أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ ارْتَجَزَ بِهِ فَلَا نَدْرِي أَهُوَ قَائِلُهُ أَمْ غَيْرُهُ وَإِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ عَلٰى مُطَايَبَةٍ وَمُبَاسَطَةٍ كَمَا هِيَ عَادَةُ

[42] تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس: ج1 ص345 ذِكْرُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

الْجَمَاعَةِ إِذَا اجْتَمَعُوا عَلٰى عَمَلٍ وَلَيْسَ ذٰلِكَ طَعْنًا. [43]

ترجمہ: راوی کہتے ہیں: میں نے شاعری کے علم رکھنے والوں میں سے کئی افراد سے اس رَجَز (شعر کی ایک قسم) کے بارے میں پوچھا، تو انہوں نے کہا: ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اسے بطور رَجَز پڑھا، لیکن ہم نہیں جانتے کہ یہ شعر انہی کا ہے یا کسی اور کا، اور در حقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ محض خوش طبعی اور مزاح کے طور پر کہا تھا، جیسا کہ عام طور پر لوگ جب کسی اجتماعی کام میں مصروف ہوتے ہیں تو (دل لگی کے طور پر) ایسا کرتے ہیں، اور اس میں کوئی طعن و تنقید مقصود نہ تھی۔

مواخاتِ مدینہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

آخیٰ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ. [44]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سہل بن حُنیف اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی۔

نوٹ: گزشتہ صفحات میں ہم یہ بات ذکر کر چکے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مؤاخات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی قائم ہوئی۔ چونکہ دونوں طرح کی روایات موجود ہیں اس لیے ہم نے دونوں ذکر کر دی ہیں۔

---

[43] تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس: ج1 ص345 ذِكْرُ بِنَاءِ الْمَسْجِدِ

[44] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص359 تحت سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ

ازدواجی زندگی

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح:

علامہ مجد الدین المبارک بن محمد بن محمد ابن الاثیر الجزری رحمہ اللہ (ت606ھ) نقل کرتے ہیں:

فَاطِمَةُ ـ رَضِيَ اللهُ عَنهَا ـ ... وُلِدَتْ سَنَةَ إِحْدٰى وَأَرْبَعِيْنَ مِنَ الْفِيلِ، وَهِيَ أَصْغَرُ بَنَاتِهِ ... وَهِيَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ، تَزَوَّجَهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الْهِجْرَةِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ، وَبَنٰى عَلَيْهَا فِيْ ذِي الْحِجَّةِ. [45]

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت واقعۂ فیل کے اکتالیسویں سال ہوئی۔ آپ رضی اللہ عنہا؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں۔ آپ تمام جہانوں کی عورتوں کی سردار ہیں۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ہجرت کے دوسرے سال ماہِ رمضان میں آپ سے نکاح کیا اور ذوالحجہ میں رخصتی ہوئی۔

شادی کی تیاری:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ عَلِيًّا قَالَ: كَانَتْ لِيْ شَارِفٌ مِنْ نَصِيْبِيْ مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِيْ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ فَلَمَّا أَرَدْتُ أَنْ أَبْتَنِيَ بِفَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاعَدْتُ رَجُلًا صَوَّاغًا فِيْ بَنِيْ قَيْنُقَاعَ أَنْ يَرْتَحِلَ مَعِيْ فَنَأْتِيْ بِإِذْخِرٍ فَأَرَدْتُ أَنْ أَبِيْعَهُ مِنَ الصَّوَّاغِيْنَ فَنَسْتَعِيْنَ بِهِ فِيْ وَلِيْمَةِ عُرْسِيْ فَبَيْنَا أَنَا أَجْمَعُ لِشَارِفَيَّ مِنَ الْأَقْتَابِ وَالْغَرَائِرِ وَالْحِبَالِ وَشَارِفَايَ مُنَاخَانِ إِلٰى جَنْبِ حُجْرَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ حَتّٰى جَمَعْتُ مَا جَمَعْتُ فَإِذَا أَنَا بِشَارِفَيَّ قَدْ أُجِبَّتْ أَسْنِمَتُهَا وَبُقِرَتْ خَوَاصِرُهُمَا وَأُخِذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنَيَّ حِيْنَ رَأَيْتُ الْمَنْظَرَ، قُلْتُ: مَنْ فَعَلَ هٰذَا؟ قَالُوْا: فَعَلَهُ حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَهُوَ فِيْ هٰذَا الْبَيْتِ فِيْ شَرْبٍ مِنَ

[45] جامع الاصول فی احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم لابن الاثیر: ج9 ص146 الفصل الثامن فی اولادہ، فاطمۃ رضی اللہ عنہا

الْأَنْصَارِ عِنْدَهُ قَيْنَةٌ وَأَصْحَابُهُ، فَقَالَتْ فِي غِنَائِهَا:

"أَلَا يَا حَمْزُ لِلشُّرُفِ النِّوَاءِ"

فَوَثَبَ حَمْزَةُ إِلَى السَّيْفِ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَأَخَذَ مِنْ أَكْبَادِهِمَا. قَالَ عَلِيٌّ: فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَهُ زَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ وَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِي لَقِيتُ. فَقَالَ: مَا لَكَ؟ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ عَدَا حَمْزَةُ عَلٰى نَاقَتَيَّ فَأَجَبَّ أَسْنِمَتَهُمَا وَبَقَرَ خَوَاصِرَهُمَا وَهَا هُوَ ذَا فِي بَيْتٍ مَعَهُ شَرْبٌ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَائِهِ فَارْتَدٰى ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَاءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ عَلَيْهِ فَأُذِنَ لَهُ فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلُومُ حَمْزَةَ فِيمَا فَعَلَ فَإِذَا حَمْزَةُ ثَمِلٌ مُحْمَرَّةٌ عَيْنَاهُ فَنَظَرَ حَمْزَةُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى رُكْبَتِهِ ثُمَّ صَعَّدَ النَّظَرَ فَنَظَرَ إِلٰى وَجْهِهِ ثُمَّ قَالَ حَمْزَةُ: "وَهَلْ أَنْتُمْ إِلَّا عَبِيدٌ لِأَبِي". فَعَرَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ثَمِلٌ فَنَكَصَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى عَقِبَيْهِ الْقَهْقَرٰى فَخَرَجَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ. [46]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک اونٹنی تھی جو مجھے غزوۂ بدر کے مالِ غنیمت میں سے ملی تھی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس دن مجھے خمس میں سے کچھ عطا فرمایا تھا۔ جب میں نے ارادہ کیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رخصتی کروں تو میں نے قبیلہ بنی قینقاع کے ایک سنار سے طے کیا کہ وہ میرے ساتھ چلے گا، ہم اذخر نامی گھاس لے آئیں گے، میں اسے سناروں کو فروخت کروں گا اور اس رقم سے اپنے ولیمہ کی تیاری کروں گا۔ اسی دوران میں اپنی دونوں اونٹنیوں کے لیے پالان، بوریاں اور رسیاں جمع کر رہا تھا اور میری دونوں اونٹنیاں ایک انصاری شخص کے گھر کے قریب بیٹھی ہوئی تھیں۔ جب میں نے اپنا سامان اکٹھا کر لیا تو اچانک دیکھا کہ میری دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ دیے گئے ہیں، ان کے پہلو چاک کر دیے گئے ہیں اور ان کے کلیجے نکال لیے گئے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر میں اپنے آنسوؤں پر قابو نہ رکھ سکا۔ میں نے پوچھا:

---

[46] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4003

یہ کس نے کیا ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے کیا ہے اور وہ اس وقت اسی گھر میں کچھ انصاری لوگوں کے ساتھ موجود ہیں، ان کے پاس ایک گانے والی بھی ہے اور اس نے اپنے گیت میں کہا:

"اے حمزہ! ان موٹی تازہ اونٹنیوں کی طرف بڑھو!"

یہ سن کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اٹھے، تلوار لی اور ان دونوں اونٹنیوں کے کوہان کاٹ دیے، ان کے پہلو چیر دیے اور ان کے کلیجے نکال لیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ کے پاس حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے سے ہی میری کیفیت بھانپ لی اور فرمایا: "کیا ہوا؟" میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آج جیسا (تکلیف دہ) منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا، حمزہ رضی اللہ عنہ نے میری دونوں اونٹنیوں پر حملہ کر کے ان کے کوہان کاٹ دیے اور پہلو چیر دیے ہیں۔ وہ اس وقت ایک گھر میں کچھ لوگوں کے ساتھ موجود ہیں۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی، اسے اوڑھا اور پیدل روانہ ہوئے۔ میں اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ ہو لیے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس گھر کے پاس پہنچے جہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ تھے، آپ نے اجازت طلب کی، اجازت ملنے پر اندر تشریف لے گئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس کام پر تنبیہ فرمانے لگے۔

اس وقت حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نشے کی حالت میں تھے اور ان کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا، پھر نظر اوپر اٹھائی، پہلے آپ کے گھٹنوں کی طرف دیکھا، پھر اوپر کر کے آپ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھا، پھر کہنے لگے: "تم سب میرے باپ کے غلام ہی تو ہو!" یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھ لیا کہ وہ نشے کی حالت میں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے ہٹتے ہوئے واپس تشریف لے آئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ باہر آ گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا محبت بھرا تعاون:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: لَمَّا خَطَبَ عَلِيٌّ فَاطِمَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّهُ

لَا بُدَّ لِلْعُرْسِ مِنْ وَلِيْمَةٍ، قَالَ: فَقَالَ سَعْدٌ: عَلَيَّ كَبْشٌ وَقَالَ فُلَانٌ: عَلَيَّ كَذَا وَكَذَا مِنْ ذُرَةٍ. [47]

ترجمہ: حضرت ابن بریدہ اپنے والد (بُریدہ الاسلمی رضی اللہ عنہ) سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے لیے پیغام بھیجا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس نکاح کی شادی کے لیے ولیمہ ضروری ہے۔" پھر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے کہا: "میرے پاس ایک بکرا ہے (وہ میں دوں گا)۔ ایک اور صحابی نے کہا: میرے پاس اتنی مقدار میں آٹے کا ذخیرہ ہے (وہ میں دوں گا)۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہا کا تعاون:

(شیعہ مصنف) ابوالحسن علی بن عیسیٰ فخر الدین بن ابی الفتح الاربلی الھکّاری (ت 692ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ عَلِيٌّ: فَأَقْبَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا أَبَا الْحَسَنِ! انْطَلِقِ الْآنَ فَبِعْ دِرْعَكَ وَأْتِنِيْ بِثَمَنِهٖ حَتّٰى أُهَيِّئَ لَكَ وَلِابْنَتِيْ فَاطِمَةَ مَا يُصْلِحُكُمَا. قَالَ عَلِيٌّ: فَانْطَلَقْتُ فَبِعْتُهٗ بِأَرْبَعِ مِائَةِ دِرْهَمٍ سُوْدٍ هَجَرِيَّةٍ مِنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ فَلَمَّا قَبَضْتُ الدَّرَاهِمَ مِنْهُ وَقَبَضَ الدِّرْعَ مِنِّي، قَالَ: يَا أَبَا الْحَسَنِ! أَلَسْتُ أَوْلٰى بِالدِّرْعِ مِنْكَ وَأَنْتَ أَوْلٰى بِالدَّرَاهِمِ مِنِّي؟ فَقُلْتُ: بَلٰى. قَالَ: فَإِنَّ الدِّرْعَ هَدِيَّةٌ مِنِّيْ إِلَيْكَ فَأَخَذْتُ الدِّرْعَ وَالدَّرَاهِمَ وَأَقْبَلْتُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهٖ وَسَلَّمَ فَطَرَحْتُ الدِّرْعَ وَالدَّرَاهِمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَخْبَرْتُهٗ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِ عُثْمَانَ فَدَعَا لَهٗ بِخَيْرٍ وَقَبَضَ رَسُوْلُ اللهِ قَبْضَةً مِنَ الدَّرَاهِمِ وَدَعَا بِأَبِيْ بَكْرٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ وَقَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ! اشْتَرِ بِهٰذِهِ الدَّرَاهِمِ لِابْنَتِيْ مَا يُصْلِحُ لَهَا فِيْ بَيْتِهَا، وَبَعَثَ مَعَهٗ سَلْمَانَ الْفَارِسِيَّ وَبِلَالًا لِيُعِيْنَاهُ عَلٰى حَمْلِ مَا يَشْتَرِيْهِ.

قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: وَكَانَتِ الدَّرَاهِمُ الَّتِيْ أَعْطَانِيْهَا ثَلَاثَةً وَسِتِّيْنَ دِرْهَمًا فَانْطَلَقْتُ وَاشْتَرَيْتُ فِرَاشًا مِنْ خَيْشِ مِصْرَ مَحْشُوًّا بِالصُّوْفِ وَنَطْعًا مِنْ أَدَمٍ وَوِسَادَةً مِنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا مِنْ لِيْفِ النَّخْلِ وَعَبَاءَةً خَيْبَرِيَّةً وَقِرْبَةً لِلْمَاءِ وَكِيْزَانًا وَجِرَارًا وَمَطْهَرَةً لِلْمَاءِ وَسِتْرَ صُوْفٍ رَقِيْقًا وَحَمَلْنَاهُ جَمِيْعًا حَتّٰى

[47] فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل: ص689 رقم الحدیث 1178

وَضَعْنَاهُ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ آلِهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْهِ بَكٰى وَجَرَتْ دُمُوْعُهُ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَقَالَ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِقَوْمٍ جُلُّ آنِيَتِهِمُ الْخَزَفُ. [48]

ترجمہ: حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا: "اے ابو الحسن! ابھی جاؤ، اپنی زرہ فروخت کرو اور اس کی قیمت میرے پاس لے آؤ تاکہ میں تمہارے اور اپنی بیٹی فاطمہ کے لیے وہ چیزیں تیار کروں جو تم دونوں کے لیے ضروری ہیں۔" حضرت علی (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: میں گیا اور اپنی زرہ چار سو درہم، جو کہ سیاہ ہجری درہم تھے، حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ عنہ) کے ہاتھ فروخت کر دی۔ جب میں نے ان سے دراہم وصول کیے اور انہوں نے مجھ سے زرہ لے لی تو انہوں نے کہا: "اے ابو الحسن! کیا میں اس زرہ کا آپ سے زیادہ حقدار ہوں؟ اور کیا تم ان دراہم کے مجھ سے زیادہ مستحق نہیں ہو؟" میں نے کہا: "بے شک!" حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا: "یہ زرہ میری طرف سے تمہارے لیے ہدیہ ہے۔" آپ فرماتے ہیں کہ میں نے زرہ اور دراہم لے لیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا، زرہ اور دراہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیے اور حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جو معاملہ پیش آیا تھا وہ آپ کو بتا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان (رضی اللہ عنہ) کے لیے دعا فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دراہم کی ایک مٹھی لی اور حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کو بلایا اور وہ دراہم ان کے سپرد کر دیے اور فرمایا: "اے ابو بکر! ان دراہم سے میری بیٹی کے لیے گھر کا سامان خرید لو۔" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے ساتھ حضرت سلمان فارسی اور حضرت بلال (رضی اللہ عنہ) کو بھیجا تاکہ وہ خریدے گئے سامان کو اٹھانے میں ان کی مدد کریں۔ حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں: "یہ دراہم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیے، کل تریسٹھ (63) درہم تھے۔ میں بازار گیا اور ان دراہم سے ایک بستر خریدا جو کہ مصری ٹاٹ سے بنا ہوا تھا اور اون سے بھرا ہوا تھا، چمڑے کا ایک دستر خوان، چمڑے کی ایک تکیہ جس کا بھراؤ کھجور کے ریشے سے تھا، خیبری چادر، پانی کے لیے ایک

---

[48] کشف الغمة للاربلی: ج1 ص642 فِي ذِكْرِ تَزْوِيْجِهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ فَاطِمَةَ سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ

مشکیزہ، چند مٹی کے پیالے، کچھ گھڑے، وضو کا ایک برتن اور ایک ہلکی اونی چادر خریدی۔ ہم نے یہ تمام سامان اٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سامان دیکھا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور فرمایا: "اے اللہ! ان لوگوں کے لیے برکت عطا فرما جن کے گھریلو برتنوں میں زیادہ تر مٹی کے برتن ہیں۔"

مجلسِ نکاح اور نکاح کے گواہ:

امام محب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد طبری رحمہ اللہ (ت 694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَنَسٌ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ثُمَّ دَعَانِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ أَيَّامٍ فَقَالَ لِي: يَا أَنَسُ! اخْرُجْ، وَادْعُ لِي أَبَابَكْرٍ الصِّدِّيْقَ وَعُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَعُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ وَسَعْدَ بْنَ أَبِيْ وَقَّاصٍ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَ ... بِعِدَّةٍ مِنَ الْأَنْصَارِ، قَالَ: فَدَعَوْتُهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا عِنْدَهٗ وَأَخَذُوْا مَجَالِسَهُمْ وَكَانَ عَلِيٌّ غَائِبًا فِيْ حَاجَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِهِ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِهِ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِهِ الْمَرْهُوْبِ مِنْ عَذَابِهٖ وَسَطَوَاتِهِ النَّافِذِ أَمْرُهٗ فِي سَمَائِهٖ وَأَرْضِهِ الَّذِيْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِهٖ وَمَيَّزَهُمْ بِأَحْكَامِهٖ وَأَعَزَّهُمْ بِدِيْنِهٖ وَأَكْرَمَهُمْ بِنَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ اسْمُهٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُهٗ، جَعَلَ الْمُصَاهَرَةَ نَسَبًا لَاحِقًا وَأَمْرًا مُفْتَرَضًا أَوْشَجَ بِهِ الْأَرْحَامَ وَأَلْزَمَ الْأَنَامَ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ: ﴿ وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِهْرًا ؕ وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا ﴾ فَأَمْرُ اللهِ يَجْرِيْ إِلٰى قَضَائِهٖ وَقَضَاؤُهٗ يَجْرِيْ إِلٰى قَدَرِهٖ وَلِكُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِكُلِّ قَدَرٍ أَجَلٌ، وَ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ يَمْحُو اللهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ أُمُّ الْكِتَابِ ثُمَّ إِنَّ اللهَ تَعَالٰى أَمَرَنِيْ أَنْ أُزَوِّجَ فَاطِمَةَ بِنْتَ خَدِيْجَةَ مِنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ فَاشْهَدُوْا أَنِّيْ قَدْ زَوَّجْتُهٗ عَلٰى أَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالِ فِضَّةٍ إِنْ رَضِيَ بِذٰلِكَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ". ثُمَّ دَعَا بِطَبَقٍ مِنْ بُسْرٍ، فَوُضِعَتْ بَيْنَ أَيْدِيْنَا، ثُمَّ قَالَ: "انْتَهِبُوْا"، فَانْتَهَبْنَا، فَبَيْنَمَا نَحْنُ نَنْتَهِبُ إِذْ دَخَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَتَبَسَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي وَجْهِهٖ، ثُمَّ قَالَ: "إِنَّ اللهَ قَدْ أَمَرَنِيْ أَنْ أُزَوِّجَكَ فَاطِمَةَ عَلٰى أَرْبَعِمِائَةِ مِثْقَالِ فِضَّةٍ، إِنْ رَضِيتَ بِذَاكَ"، فَقَالَ: "قَدْ رَضِيتُ

بِذٰلِكَ، يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ أَنَسٌ: فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "جَمَعَ اللهُ شَمْلَكُمَا، وَأَسْعَدَ جَدَّكُمَا، وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا، وَأَخْرَجَ مِنْكُمَا كَثِيْرًا طَيِّبًا". قَالَ أَنَسٌ: فَوَاللهِ لَقَدْ أَخْرَجَ اللهُ مِنْهُمَا الْكَثِيْرَ الطَّيِّبَ. [49]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور فرمایا: "اے انس! جاؤ اور ابو بکر صدیق، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، عبد الرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، طلحہ، زبیر اور چند انصار (رضی اللہ عنہم) کو بلالاؤ۔" چنانچہ میں نے انہیں بلایا۔ جب وہ سب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جمع ہو گئے اور اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ گئے، تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی کام کے سلسلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت پوری کرنے گئے ہوئے تھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو اپنی نعمتوں کی بدولت قابلِ حمد ہے، اپنی قدرت کے باعث معبود ہے، اپنی سلطنت کے ذریعے اطاعت کا حقدار ہے، اپنے عذاب اور سختیوں کی وجہ سے اس سے خوف رکھا جاتا ہے۔ اس کا حکم آسمانوں اور زمین میں نافذ ہوتا ہے۔ وہی ہے جس نے اپنی قدرت سے مخلوقات کو پیدا کیا، اپنے احکام سے انہیں ممتاز کیا، اپنے دین سے انہیں عزت بخشی، اور اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے انہیں کرامت عطا فرمائی۔ بے شک اللہ تبارک و تعالیٰ — جس کا نام بابرکت ہے اور جس کی عظمت بلند ہے — نے رشتے ناتے کو نسبی تعلق اور ضروری امر بنایا، جس کے ذریعے اس نے رشتہ داروں کو جوڑ دیا اور انسانوں پر اس کو لازم کر دیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "اور وہی ہے جس نے پانی سے ایک بشر پیدا کیا، پھر اس کے لیے نسب اور سسرالی رشتے (بنا دیے) اور آپ کا رب ہر چیز پر قادر ہے۔" اللہ کا امر اس کی قضا کی طرف جاری ہوتا ہے، اس کی قضا اس کے قدر کی طرف بڑھتی ہے، اور ہر قضا کے لیے ایک مقررہ مقدار ہوتی ہے، ہر مقدار کے لیے ایک وقت مقرر ہے، اور ہر اجر کے لیے ایک لکھی ہوئی تحریر ہے۔ اللہ جو چاہے مٹاتا اور برقرار رکھتا ہے اور اس کے پاس ام الکتاب (لوح محفوظ) موجود ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ

[49] ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ للطبری: ص70 ذِكْرُ أَنَّ تَزْوِيْجَ فَاطِمَةَ عَلِيًّا كَانَ بِأَمْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں فاطمہ بنت خدیجہ کی علی بن ابی طالب سے شادی کر دوں، آپ سب گواہ رہیں! میں نے اپنی بیٹی فاطمہ کا نکاح علی بن ابی طالب سے چار سو مثقال چاندی کے حق مہر پر کر دیا، اگر علی اس پر راضی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجوروں کا ایک تھال منگوایا اور ہمارے سامنے رکھ کر فرمایا: کھاؤ! ہم نے کھائیں، اسی دوران حضرت علی رضی اللہ عنہ ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا: اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کا نکاح فاطمہ سے چار سو مثقال چاندی کے حق مہر پر کر دوں، کیا آپ راضی ہیں؟" آپ رضی اللہ عنہ نے عرض کی": جی ہاں، میں اس پر راضی ہوں، یارسول اللہ!"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ آپ دونوں کو برکت دے، تمہیں خوش نصیب کرے، اور آپ سے کثرت سے نیک وپاکیزہ نسل پیدا کرے۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں": پس اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ نے ان دونوں سے بے شمار نیک اور پاکیزہ نسل پیدا فرمائی۔"

مکان کی تیاری اور رخصتی:

امام ابوعبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتَا: أَمَرَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نُجَهِّزَ فَاطِمَةَ حَتّٰى نُدْخِلَهَا عَلٰى عَلِيٍّ. فَعَمَدْنَا إِلَى الْبَيْتِ. فَفَرَشْنَاهُ تُرَابًا لَيِّنًا مِنْ أَعْرَاضِ الْبَطْحَاءِ ثُمَّ حَشَوْنَا مِرْفَقَتَيْنِ لِيْفًا فَنَفَشْنَاهُ بِأَيْدِيْنَا ثُمَّ أَطْعَمْنَا تَمْرًا وَزَبِيْبًا وَسَقَيْنَا مَاءً عَذْبًا وَعَمَدْنَا إِلٰى عُوْدٍ فَعَرَضْنَاهُ فِيْ جَانِبِ الْبَيْتِ لِيُلْقٰى عَلَيْهِ الثَّوْبُ وَيُعَلَّقَ عَلَيْهِ السِّقَاءُ فَمَا رَأَيْنَا عُرْسًا أَحْسَنَ مِنْ عُرْسِ فَاطِمَةَ. [50]

ترجمہ: ام المومنین سیدہ عائشہ اور ام المومنین سیدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا کہ ہم حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے سامان تیار کریں تاکہ ہم انہیں حضرت علی رضی اللہ

[50] سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث 1911

عنہ کے پاس رخصت کر سکیں۔ چنانچہ ہم گھر میں گئیں اور زمین پہ نرم مٹی بچھائی جو بطحا (مکہ کے قریب ایک مقام) سے لائی گئی تھی، پھر ہم نے دو تکیے تیار کیے جنہیں کھجور کے پتوں سے بھرا اور اپنے ہاتھوں سے انہیں نرم کیا۔ ہم نے کھانے کے لیے کھجور اور کشمش رکھے اور پینے کے لیے صاف و میٹھا پانی دیا۔ ہم نے ایک لکڑی لی اور اسے گھر کے ایک کنارے میں رکھا تاکہ اس پر کپڑا ڈالا جا سکے اور پانی کا مشکیزہ لٹکایا جا سکے۔ ہم نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے زیادہ خوبصورت کوئی شادی نہیں دیکھی۔

دعوتِ ولیمہ اور سامانِ جہیز:

امام حسین بن محمد بن حسن الدیّار بکری رحمہ اللہ (ت966ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: حَضَرْنَا عُرْسَ عَلِيٍّ وَفَاطِمَةَ فَمَا رَأَيْنَا عُرْسًا كَانَ أَحْسَنَ مِنْهُ حُسْنًا هَيَّأَ لَنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْتًا وَ تَمْرًا فَأَكَلْنَا وَكَانَ فِرَاشُهُمَا لَيْلَةَ عُرْسِهِمَا إِهَابَ كَبْشٍ، وَفِي رِوَايَةٍ: إِنَّهُ بَنٰى بِهَا بَعْدَ تِسْعٍ وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً مِنَ النِّكَاحِ وَكَانَ جِهَازُهَا فِي هٰذِهِ الرِّوَايَةِ فِرَاشَيْنِ مِنْ خُيُوْشٍ أَحَدُهُمَا مَحْشُوٌّ بِلِيْفٍ وَالْآخَرُ بِحَذْوِ الْحَذَّائِيْنِ وَأَرْبَعُ وِسَائِدَ وِسَادَتَيْنِ مِنْ لِيْفٍ، وَثِنْتَيْنِ مِنْ صُوْفٍ ... أَخْرَجَ الدُّوْلَابِيُّ عَنْ أَسْمَاءَ قَالَتْ: لَقَدْ أَوْلَمَ عَلِيٌّ عَلٰى فَاطِمَةَ فَمَا كَانَتْ وَلِيْمَةٌ فِي ذَاكَ الزَّمَانِ أَفْضَلَ مِنْ وَلِيْمَتِهِ رَهَنَ دِرْعَهُ عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ بِشَطْرِ شَعِيْرٍ وَكَانَتْ وَلِيْمَتُهُ آصَعًا مِنْ شَعِيْرٍ وَتَمْرٍ وَحَيْسٍ وَالْحَيْسُ: التَّمْرُ وَالْأَقِطُ. [51]

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح میں حاضر ہوئے، ہم نے اس سے زیادہ خوبصورت کوئی نکاح نہیں دیکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے زیتون کا تیل اور کھجور دی، ہم نے کھایا اور شادی والی رات ان دونوں کا بستر ایک مینڈھے کی کھال تھی۔

ایک روایت میں آتا ہے: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کے انتیس راتوں کے بعد حضرت فاطمہ رضی

[51] تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس: ج1 ص411 بِنَاءُ عَلِيٍّ بِفَاطِمَةَ

اللہ عنہا کے ساتھ رخصتی کی۔ اور اس روایت میں ان کے جہیز کا ذکر اس طرح کیا گیا ہے کہ دو بستر تھے، جن میں سے ایک کھجور کے ریشوں سے بھرا ہوا تھا، اور دوسرا چمڑے کا بنا ہوا تھا، اور چار تکیے تھے، دو کھجور کے ریشوں سے بھرے ہوئے اور دو اون سے بھرے ہوئے تھے۔ امام دولابی نے اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا سے روایت کی: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ نکاح کیا تو ولیمہ کیا، اور اس زمانے میں ان کے ولیمے سے بہتر کوئی ولیمہ نہیں تھا۔ انہوں نے اپنی زرہ ایک یہودی کے پاس آدھے صاع جو کے بدلے میں گروی رکھ دی تھی۔ اور ان کا ولیمہ جو، کھجور اور حیس (جو کہ کھجور اور پنیر کا مرکب ہوتا ہے) پر مشتمل تھا۔

معاشی مشکلات:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ : يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَاللهِ لَقَدْ سَنَوْتُ حَتَّى اشْتَكَيْتُ صَدْرِيْ وَقَالَتْ فَاطِمَةُ: قَدْ طَحَنْتُ حَتّٰى مَجِلَتْ يَدَايَ، وَقَدْ جَاءَكَ اللهُ بِسَبْيٍ وَسَعَةٍ فَأَخْدِمْنَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "وَاللهِ لَا أُعْطِيْكُمَا وَأَدَعُ أَهْلَ الصُّفَّةِ تَطْوٰى بُطُوْنُهُمْ لَا أَجِدُ مَا أُنْفِقُ عَلَيْهِمْ وَلٰكِنِّي أَبِيْعُهُمْ وَأُنْفِقُ عَلَيْهِمْ أَثْمَانَهُمْ". [52]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اللہ کی قسم، میں اتنی دیر تک چکی پیستا رہا ہوں کہ میرے سینے میں درد ہو گیا ہے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: "میں اتنی دیر تک چکی پیستے پیستے تھک گئی ہوں کہ میرے ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ اور اللہ نے آپ کے پاس مال غنیمت میں لونڈیاں اور فراخی دی ہے، تو ہمیں کچھ خدمت کے لیے دے دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تم دونوں کو نہیں دوں گا اور اہل صفہ کو بھی نہیں چھوڑ سکتا، ان کے پیٹ خالی رہتے ہیں اور میرے پاس ایسی چیز نہیں ہے جس سے میں ان پر خرچ کر سکوں۔ ہاں! میں ان غلاموں کو بیچوں گا اور ان کی قیمت کو اہل صفہ پر خرچ کروں گا۔

---

[52] مسند احمد: ج1 ص530 رقم الحدیث 838

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

مَوْلِدُهُ: فِي شَعْبَانَ سَنَةَ ثَلَاثٍ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَقِيْلَ: فِي نِصْفِ رَمَضَانِهَا. [53]

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت 3 ہجری کے شعبان میں ہوئی اور بعض روایات کے مطابق اسی سال کے نصف رمضان (15 رمضان) کو ہوئی۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ بَكَّارٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: وُلِدَ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا) لِخَمْسِ لَيَالٍ خَلَوْنَ مِنْ شَعْبَانَ سَنَةَ أَرْبَعٍ مِنَ الْهِجْرَةِ. [54]

ترجمہ: حضرت زبیر بن بکار رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حسین بن علی (رضی اللہ عنہما) کی پیدائش پانچ شعبان سن چار ہجری میں ہوئی۔

سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما کی ولادت باسعادت:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أُمُّ كُلْثُوْمٍ بِنْتُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ هَاشِمٍ الْهَاشِمِيَّةُ شَقِيْقَةُ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ، وُلِدَتْ فِيْ حُدُوْدِ سَنَةِ سِتٍّ مِنَ الْهِجْرَةِ، وَرَأَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ تَرْوِ عَنْهُ شَيْئًا. [55]

---

[53] سیر اعلام النبلاء للذهبی: ج4 ص128 رقم الترجمة 405 اَلْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ

[54] المعجم الکبیر للطبرانی: ج2 ص241 رقم الحدیث 2783

[55] سیر اعلام النبلاء للذهبی: ج4 ص268 رقم الترجمة 472 أُمُّ كُلْثُوْمٍ

ترجمہ: حضرت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم الہاشمیہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کی حقیقی بہن ہیں۔ ان کی ولادت تقریباً 6 ہجری میں ہوئی، اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت بیان نہیں کی۔

پرورشِ اولاد:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهَا يَوْمًا فَقَالَ: أَيْنَ ابْنَايَ؟ يَعْنِي حَسَنًا وَحُسَيْنًا قَالَتْ: أَصْبَحْنَا وَلَيْسَ فِيْ بَيْتِنَا شَيْءٌ يَذُوْقُهُ ذَائِقٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: أَذْهَبُ بِهِمَا فَإِنِّي أَتَخَوَّفُ أَنْ يَبْكِيَا عَلَيْكِ وَلَيْسَ عِنْدَكِ شَيْءٌ فَذَهَبَ إِلٰى فُلَانٍ الْيَهُوْدِيِّ فَتَوَجَّهَ إِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدَهُمَا يَلْعَبَانِ فِيْ شَرَبَةٍ بَيْنَ أَيْدِيْهِمَا فَضْلٌ مِنْ تَمْرٍ فَقَالَ: يَا عَلِيُّ! أَلَا تَقْلِبُ ابْنِيَّ قَبْلَ أَنْ يَشْتَدَّ عَلَيْهِمَا الْحَرُّ؟ فَقَالَ عَلِيٌّ: أَصْبَحْنَا وَلَيْسَ فِي بَيْتِنَا شَيْءٌ فَلَوْ جَلَسْتَ يَا نَبِيَّ اللهِ حَتّٰى أَجْمَعَ لِفَاطِمَةَ تَمَرَاتٍ فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اجْتَمَعَ لِفَاطِمَةَ شَيْءٌ مِنْ تَمْرٍ فَجَعَلَهُ فِي صُرَّتِهِ ثُمَّ أَقْبَلَ فَحَمَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدَهُمَا وَعَلِيٌّ الْآخَرُ حَتّٰى أَقْلَبَهُمَا". [56]

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: میرے دونوں بیٹے کہاں ہیں؟ یعنی حسن اور حسین رضی اللہ عنہما۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: "ہم نے صبح اس حال میں کی کہ ہمارے گھر میں کچھ بھی نہیں تھا جو کوئی چکھ سکتا۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں انہیں لے جاتا ہوں، کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ یہاں گھر میں روئیں گے اور آپ کے پاس انہیں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے۔ چنانچہ وہ دونوں کو لے کر ایک یہودی کے پاس چلے گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دونوں ایک چھوٹے تالاب میں کھیل رہے ہیں اور ان کے

---

[56] المعجم الکبیر للطبرانی: ج9 ص376 رقم الحدیث 18473

سامنے کچھ کھجوریں پڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے علی! کیا تم میرے بیٹوں کو واپس نہیں لے جاؤ گے، اس سے پہلے کہ گرمی ان پر شدت اختیار کرلے؟" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: "ہم نے صبح اس حال میں کی کہ ہمارے گھر میں کچھ بھی نہیں تھا، تو اگر آپ بیٹھیں، اے اللہ کے نبی! تاکہ میں فاطمہ کے لیے کچھ کھجوریں اکٹھی کرسکوں؟" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں بیٹھ گئے، یہاں تک کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے کچھ کھجوریں اکٹھی ہو گئیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وہ کھجوریں ایک کپڑے میں باندھ لیں اور واپس روانہ ہوئے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن یا حسین میں سے ایک کو اٹھایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دوسرے کو اٹھایا، یہاں تک کہ وہ دونوں کو واپس لے آئے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَصْحَابِي كَالنُّجُوْمِ فَبِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ. (مشکوٰۃ المصابیح: رقم الحدیث 6017)

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں، ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

غزوات میں شرکت

غزوۂ بدر میں شرکت:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت ذکر کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ قَالَ: لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ أَصَبْنَا مِنْ ثِمَارِهَا فَاجْتَوَيْنَاهَا وَأَصَابَنَا بِهَا وَعْكٌ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَخَبَّرُ عَنْ بَدْرٍ فَلَمَّا بَلَغَنَا أَنَّ الْمُشْرِكِيْنَ قَدْ أَقْبَلُوْا سَارَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بَدْرٍ وَبَدْرٌ بِئْرٌ فَسَبَقْنَا الْمُشْرِكِيْنَ إِلَيْهَا فَوَجَدْنَا فِيْهَا رَجُلَيْنِ مِنْهُمْ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، وَمَوْلًى لِعُقْبَةَ بْنِ أَبِيْ مُعَيْطٍ فَأَمَّا الْقُرَشِيُّ فَانْفَلَتَ وَأَمَّا مَوْلٰى عُقْبَةَ فَأَخَذْنَاهُ فَجَعَلْنَا نَقُوْلُ: كَمِ الْقَوْمُ؟ فَيَقُوْلُ: هُمْ وَاللهِ كَثِيْرٌ شَدِيْدٌ بَأْسُهُمْ فَجَعَلَ الْمُسْلِمُوْنَ إِذَا قَالَ ذٰلِكَ ضَرَبُوْهُ حَتّٰى انْتَهَوْا بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهٗ: كَمِ الْقَوْمُ؟ فَقَالَ: هُمْ وَاللهِ كَثِيْرٌ شَدِيْدٌ بَأْسُهُمْ، فَجَهَدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُخْبِرَهٗ كَمْ هُمْ فَأَبٰى، ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَهٗ: كَمْ يَنْحَرُوْنَ مِنَ الْجُزُرِ؟ فَقَالَ: عَشْرًا كُلَّ يَوْمٍ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَلْقَوْمُ أَلْفٌ.

ثُمَّ إِنَّهٗ أَصَابَنَا مِنَ اللَّيْلِ طَشٌّ مِنَ الْمَطَرِ فَانْطَلَقْنَا تَحْتَ الشَّجَرِ وَالْحَجَفِ نَسْتَظِلُّ تَحْتَهَا مِنَ الْمَطَرِ وَبَاتَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ رَبَّهٗ: اَللّٰهُمَّ إِنْ تَهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةُ لَا تُعْبَدْ فِي الْأَرْضِ، فَلَمَّا أَنْ طَلَعَ الْفَجْرُ نَادٰى: الصَّلَاةَ عِبَادَ اللهِ! فَجَاءَ النَّاسُ مِنْ تَحْتِ الشَّجَرِ وَالْحَجَفِ فَصَلّٰى بِنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَرَّضَ عَلَى الْقِتَالِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ جَمْعَ قُرَيْشٍ عِنْدَ هٰذِهِ الضَّلَعَةِ مِنَ الْجَبَلِ فَلَمَّا أَنْ دَنَا الْقَوْمُ مِنَّا وَصَافَفْنَاهُمْ إِذَا رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ يَسِيْرُ فِي الْقَوْمِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ! نَادِ لِيْ حَمْزَةَ وَكَانَ أَقْرَبَهُمْ إِلَى الْمُشْرِكِيْنَ: مَنْ صَاحِبُ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ؟ وَمَاذَا يَقُوْلُ لَهُمْ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَكُنْ فِي الْقَوْمِ مَنْ يَأْمُرُ بِالْخَيْرِ فَعَسٰى أَنْ يَكُوْنَ صَاحِبَ الْجَمَلِ الْأَحْمَرِ.

فَجَاءَ حَمْزَةُ فَقَالَ: هُوَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ، وَهُوَ يَنْهٰى عَنِ الْقِتَالِ وَيَقُوْلُ لَهُمْ: إِنِّيْ أَرٰى قَوْمًا

مُسْتَمِيْتِيْنَ لَا تَصِلُوْنَ إِلَيْهِمْ وَفِيْكُمْ خَيْرٌ، يَا قَوْمُ! اعْصِبُوْهَا الْيَوْمَ بِرَأْسِيْ وَقُوْلُوْا: جَبُنَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَلَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّيْ لَسْتُ بِأَجْبَنِكُمْ. فَقَالَ أَبُوْ جَهْلٍ: أَنْتَ تَقُوْلُ هٰذَا! وَاللهِ لَوْ غَيْرُكَ يَقُوْلُ هٰذَا لَعَضَضْتُهُ! لَقَدْ مُلِئَتْ رِئَتُكَ وَجَوْفُكَ رُعْبًا. فَقَالَ عُتْبَةُ: إِيَّايَ تُعَيِّرُ يَا مُصَفِّرَ اسْتِهِ! سَتَعْلَمُ الْيَوْمَ أَيُّنَا أَجْبَنُ! فَقَالَ: فَبَرَزَ عُتْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَأَخُوْهُ شَيْبَةُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَابْنُهُ الْوَلِيْدُ حَمِيَّةً فَقَالُوْا: مَنْ يُبَارِزُ؟ فَخَرَجَ فِتْيَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ سِتَّةٌ فَقَالَ عُتْبَةُ: لَا نُرِيْدُ هٰؤُلَاءِ وَلٰكِنْ يُبَارِزُنَا مِنْ بَنِيْ عَمِّنَا مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَا عَلِيُّ! قُمْ، يَا حَمْزَةُ! قُمْ يَا عُبَيْدَةُ بْنَ الْحَارِثِ قُمْ. فَقَتَلَ اللهُ عُتْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَشَيْبَةَ بْنَ رَبِيْعَةَ وَالْوَلِيْدَ بْنَ عُتْبَةَ وَجُرِحَ عُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ. فَقَتَلْنَا مِنْهُمْ سَبْعِيْنَ وَأَسَرْنَا مِنْهُمْ سَبْعِيْنَ.

قَالَ: فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَصِيْرٌ بِالْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أَسِيْرًا فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! وَاللهِ مَا هٰذَا أَسَرَنِيْ وَلٰكِنْ أَسَرَنِيْ رَجُلٌ أَجْلَحُ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ وَجْهًا، عَلٰى فَرَسٍ أَبْلَقَ، مَا أَرَاهُ فِي الْقَوْمِ. فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ: أَنَا أَسَرْتُهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَقَدْ آزَرَكَ اللهُ بِمَلَكٍ كَرِيْمٍ، قَالَ عَلِيٌّ: فَأُسِرَ مِنْ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ: الْعَبَّاسُ، وَعَقِيْلٌ، وَنَوْفَلُ بْنُ الْحَارِثِ. [57]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب ہم مدینہ پہنچے تو وہاں کے پھل کھائے، جن سے ہمارا نظامِ ہضم متاثر ہوا اور ہمیں بخار لاحق ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے بارے میں معلومات حاصل کرتے رہتے تھے۔ جب ہمیں معلوم ہوا کہ مشرکین آرہے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کی طرف روانہ ہوئے — اور بدر ایک کنواں ہے۔ ہم مشرکین سے پہلے وہاں پہنچے اور وہاں ہمیں دو آدمی ملے۔ ان میں سے ایک قریش کا آدمی تھا اور دوسرا عقبہ بن ابی معیط کا غلام تھا۔ قریشی بھاگ نکلا، اور ہم نے عقبہ کے غلام کو گرفتار کر لیا۔ ہم اس سے پوچھتے رہے: "کتنے لوگ ہیں؟" وہ کہتا: "اللہ کی قسم! وہ بہت زیادہ ہیں اور سخت جنگجو ہیں۔" مسلمان جب اس کی یہ بات سنتے تو اسے مارتے۔ پھر اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ

[57] تاریخ الطبری: ج2 ص424 ذِكْرُ وَقْعَةِ بَدْرِ الْكُبْرٰى

وسلم نے اس سے پوچھا: "کتنے لوگ ہیں؟" وہ کہتا: "اللہ کی قسم! وہ بہت زیادہ ہیں اور سخت جنگجو ہیں۔" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوشش کی کہ وہ تعداد بتائے، مگر اس نے انکار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: "وہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہیں؟" اس نے کہا: "دس اونٹ روزانہ۔" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یہ لوگ ایک ہزار کے قریب ہیں۔"

رات کو ہم پر بارش برسی، تو ہم درختوں اور خیموں کے نیچے چلے گئے اور وہاں پناہ لی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات بھر دعا کرتے رہے: "اے اللہ! اگر یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر زمین پر تیری عبادت نہیں ہو گی۔" جب صبح ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "نماز کے لیے آؤ، اللہ کے بندو!"

لوگ درختوں اور خیموں کے نیچے سے نکل کر آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی اور جنگ کے لیے ترتیب دی۔ اس کے بعد فرمایا: "قریش کا لشکر اس پہاڑ کی ڈھلوان پر موجود ہے۔ جب وہ لوگ ہمارے قریب آئے اور ہم ان کے سامنے صف بندی کر چکے، تو ایک شخص سرخ اونٹ پر سوار ہو کر لوگوں میں گھوم رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "علی! حمزہ کو بلاؤ۔ وہ مشرکین کے زیادہ قریب ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یہ سرخ اونٹ پر کون ہے اور وہ کیا کہہ رہا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر اس قوم میں کوئی شخص بھلائی کی بات کرنے والا ہے تو امید ہے کہ یہی سرخ اونٹ والا شخص ہو گا۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے آکر بتایا: یہ عتبہ بن ربیعہ ہے اور وہ لڑائی سے منع کر رہا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے: میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ لوگ مرنے کو تیار ہیں، تم ان تک نہیں پہنچ سکو گے جبکہ تم میں ابھی بھلائی موجود ہے۔ اے قوم! آج میری بات مان لو اور میری قیادت قبول کر لو، اور کہہ دو کہ عتبہ بزدل ہو گیا، حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تم میں سب سے زیادہ بہادر ہوں۔ ابو جہل نے یہ سن کر کہا: یہ تم کہہ رہے ہو! اگر کوئی اور کہتا تو میں اس کے ساتھ لڑ پڑتا۔

عتبہ نے کہا: تم مجھے بزدل کہتے ہو! آج دیکھ لیں گے کہ کون زیادہ بزدل ہے۔ عتبہ، اس کا بھائی شیبہ اور بیٹا ولید میدان میں آئے اور مدمقابل کو للکارا۔ انصار کے چھ نوجوان آگے بڑھے، لیکن عتبہ نے کہا: ہم اپنے قبیلے کے لوگوں سے لڑنا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی، حمزہ، اور عبیدہ بن الحارث، تم لڑنے کے لیے آگے بڑھو۔ پھر اللہ نے عتبہ، شیبہ اور ولید کو ہلاک کیا اور عبیدہ رضی اللہ عنہ زخمی ہو گئے۔ ہم نے مشرکین کے 70

افراد کو قتل کیا اور 70 کو قید کر لیا۔

ایک انصاری، عباس بن عبد المطلب کو قیدی بنا کر لایا۔ عباس نے کہا: "یہ مجھے گرفتار نہیں کر سکتا تھا۔ مجھے ایک خوبصورت شخص نے قید کیا جو سیاہ گھوڑے پر سوار تھا، مگر وہ یہاں نہیں ہے۔" انصاری نے کہا: "میں نے اسے گرفتار کیا ہے!" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ نے تمہاری مدد ایک فرشتے کے ذریعے کی۔" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "بنی عبد المطلب میں سے عباس، عقیل، اور نوفل بن حارث قید ہوئے تھے۔"

بدر میں علم بردار:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: دَفَعَ النَّبِيُّ صلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ يَوْمَ بَدْرٍ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [58]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ بدر والے دن اہل اسلام کا جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تھمایا تھا۔

غزوۂ بدر کی غنیمت میں حصہ:

آپ رضی اللہ عنہ کو غزوہ بدر کے مال غنیمت میں سے ایک اونٹنی، ایک تلوار اور ایک زرہ ملی۔

1: اونٹنی

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَتْ لِي شَارِفٌ مِنْ نَصِيبِي مِنَ الْمَغْنَمِ يَوْمَ بَدْرٍ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطَانِي مِمَّا أَفَاءَ اللهُ مِنَ الْخُمُسِ يَوْمَئِذٍ. [59]

---

[58] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص240 خِلَافَةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

[59] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4003

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: "میرے پاس بدر کے دن کی غنیمت کے طور پر ملنے والی ایک اونٹنی تھی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس دن خمس میں سے بھی کچھ دیا تھا۔"

فائدہ: مال غنیمت کے مال میں سے پانچواں حصہ جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہوتا ہے اس کو "خمس" کہتے ہیں۔

2:ذوالفقار نامی تلوار

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ: نَادٰى مُنَادٍ فِي السَّمَاءِ يَوْمَ بَدْرٍ يُقَالُ لَهُ رِضْوَانُ: لَا سَيْفَ إِلَّا ذُو الْفَقَارِ وَلَا فَتٰى إِلَّا عَلِيٌّ. [60]

ترجمہ: ابو جعفر محمد بن علی (رحمہا اللہ) بیان کرتے ہیں: غزوۂ بدر کے دن آسمان سے ایک آواز لگانے والے نے آواز لگائی جس کا نام "رضوان" تھا: ذوالفقار جیسی تلوار کوئی نہیں اور علی جیسا جوان کوئی نہیں۔" ابن عساکر (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں": یہ روایت مرسل ہے، اور در حقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ بدر کے دن اپنی ذوالفقار نامی تلوار کو بطورِ غنیمت (اپنے لیے) مخصوص فرمایا تھا۔"

3: حُطَمی زِرَّہ

امام ابو بکر عبد اللہ بن الزبیر بن عیسیٰ الحمیدی رحمہ اللہ (ت219ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: أَرَدْتُ أَنْ أَخْطُبَ إِلٰى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَتَهُ ثُمَّ ذَكَرْتُ أَنَّهُ لَا شَيْءَ لِي فَذَكَرْتُ عَائِدَتَهُ وَفَضْلَهُ فَخَطَبْتُهَا فَقَالَ لِي: هَلْ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُعْطِيهَا إِيَّاهُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: فَأَيْنَ دِرْعُكَ الْحُطَمِيَّةُ الَّتِي أَعْطَيْتُكَهَا يَوْمَ كَذَا وَكَذَا؟ قُلْتُ: هِيَ عِنْدِي، قَالَ: فَأْتِ بِهَا،

[60] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص240 خِلَافَةُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

قَالَ: فَجِئْتُ بِهَا فَأَعْطَيْتُهُ إِيَّاهَا فَزَوَّجَنِيهَا. [61]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کا رشتہ طلب کروں، لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ میرے پاس (کچھ مال و اسباب) نہیں ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور ان کے فضل و کرم کو یاد کیا، تو میں نے (رشتہ کے لیے) درخواست پیش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: کیا آپ کے پاس کوئی چیز ہے جو آپ اسے (حق مہر میں) دے سکو؟" میں نے عرض کی: نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ حُطَمِی زِرَّہ کہاں ہے جو میں نے تمہیں فلاں دن دی تھی؟ میں نے عرض کی: وہ میرے پاس ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو اسے لے آؤ۔ چنانچہ میں وہ زرہ لے کر آیا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نکاح (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) کر دیا۔

غزوۂ اُحد میں عَلم بردار:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمْیَری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا قُتِلَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ أَعْطَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللِّوَاءَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، وَقَاتَلَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَرِجَالٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ. [62]

ترجمہ: جب مصعب بن عمیر کو شہید کر دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو دیا اور حضرت علی بن ابی طالب اور مسلمانوں کے کچھ افراد نے جنگ میں شرکت کی اور قتال کیا۔

مشرکین سے قتال:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ھشام بن ایوب حِمْیَری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: وَحَدَّثَنِي مَسْلَمَةُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْمَازِنِيَّ، قَالَ: لَمَّا اشْتَدَّ الْقِتَالُ يَوْمَ أُحُدٍ،

---

[61] مسند الحمیدی: ج1 ص171 رقم الحدیث 38

[62] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: جزء2 ص65 غَزْوَةُ أُحُدٍ، مَقْتَلُ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ

جَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ رَايَةِ الْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِ: أَنْ قَدِّمِ الرَّايَةَ فَتَقَدَّمَ عَلِيٌّ، فَقَالَ: أَنَا أَبُو الْفُصَمِ وَيُقَالُ: أَبُو الْقُصَمِ فِيْمَا قَالَ ابْنُ هِشَامٍ فَنَادَاهُ أَبُوْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ وَهُوَ صَاحِبُ لِوَاءِ الْمُشْرِكِيْنَ: أَنْ هَلْ لَّكَ يَا أَبَا الْقَصْمِ فِي الْبِرَازِ مِنْ حَاجَةٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَبَرَزَا بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَضَرَبَهُ عَلِيٌّ فَصَرَعَهُ ثُمَّ انْصَرَفَ عَنْهُ وَلَمْ يُجْهِزْ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ أَصْحَابُهُ: أَفَلَا أَجْهَزْتَ عَلَيْهِ؟ فَقَالَ: إِنَّهُ اسْتَقْبَلَنِيْ بِعَوْرَتِهِ فَعَطَفَتْنِيْ عَنْهُ الرَّحِمُ وَعَرَفْتُ أَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ قَتَلَهُ وَيُقَالُ: إِنَّ أَبَا سَعْدِ بْنَ أَبِيْ طَلْحَةَ خَرَجَ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَنَادٰى: [أَنَا قَاصِمٌ] مَنْ يُبَارِزُ بِرَازًا فَلَمْ يَخْرُجْ إِلَيْهِ أَحَدٌ فَقَالَ: يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ! زَعَمْتُمْ أَنَّ قَتْلَاكُمْ فِي الْجَنَّةِ وَأَنَّ قَتْلَانَا فِي النَّارِ كَذَبْتُمْ وَاللَّاتِ! لَوْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ حَقًّا لَخَرَجَ إِلَيَّ بَعْضُكُمْ فَخَرَجَ إِلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَضَرَبَهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَتَلَهُ. [63]

ترجمہ: ابنِ ہشام بیان کرتے ہیں کہ ان سے مسلمہ بن علقمہ مازنی روایت کرتے ہیں کہ جب غزوۂ اُحد کے دن جنگ شدت اختیار کر گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کے جھنڈے کے نیچے بیٹھ گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ آگے بڑھ کر جھنڈا لے جائیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور کہا: میں ابو الفُصَم ہوں۔ بعض روایات میں ابو القُصَم آیا ہے جیسا کہ ابنِ ہشام نے ذکر کیا۔

اس وقت ابو سعد بن ابی طلحہ، جو مشرکین کا علمبر دار تھا، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو للکارا اور کہا: اے ابو القُصَم! کیا تم میرے ساتھ دو بدو جنگ لڑنا چاہتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ہاں۔ پھر دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اور ایک دوسرے پر دو وار کیے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے وار کر کے گرا دیا اور پلٹ آئے اور اسے قتل نہ کیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: آپ نے اسے قتل کیوں نہ کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے

---

[63] السيرة النبوية لابن هشام: جزء2 ص65 غَزْوَةُ أُحُدٍ، مَقْتَلُ مُصْعَبِ بْنِ عُمَيْرٍ

جواب دیا: احملہ کے وقت اس کا ستر ظاہر ہو گیا تھا، تو مجھ پر رحم غالب آ گیا اور میں نے پہچان لیا کہ اللہ عزوجل نے اسے خود ہی قتل کر دیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ ابو سعد بن ابی طلحہ صفوں کے درمیان سے نکلا اور للکار کر کہا: میں قاصم ہوں، کون ہے جو میرے ساتھ مبارزت کرے؟ مگر کوئی نہ نکلا۔ پھر اس نے کہا: اے محمد کے ساتھیو! تمہارا دعویٰ ہے کہ تمہارے مقتول جنت میں ہیں اور ہمارے جہنم میں، لات (ایک بت کا نام) کی قسم! یہ جھوٹ ہے، اگر تمہیں اس پر یقین ہوتا تو تم میں سے کوئی میرے مقابل ضرور آتا۔ تب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے میں نکلے اور دونوں کے درمیان دو وار ہوئے، آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ اسے قتل کر دیا۔

غزوۂ اُحد میں:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ھشام بن ایوب حِمْیَری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

وَقَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حُفْرَةٍ مِنَ الْحُفَرِ الَّتِيْ عَمِلَ أَبُوْ عَامِرٍ لِيَقَعَ فِيْهَا الْمُسْلِمُوْنَ وَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ فَأَخَذَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ بِيَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ حَتَّى اسْتَوٰى قَائِمًا. [64]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر گئے، ان گڑھوں میں سے تھا جنہیں ابو عامر نے کھدوایا تھا کہ مسلمان اس میں گر جائیں اور انہیں اس کا علم نہ ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑا، اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے آپ کو اوپر اٹھایا یہاں تک کہ آپ کھڑے ہو گئے۔

خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ وَهُوَ يُسْأَلُ عَنْ جُرْحِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَمَا وَاللهِ إِنِّيْ لَأَعْرِفُ مَنْ كَانَ يَغْسِلُ جُرْحَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ كَانَ يَسْكُبُ

[64] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: جزء2 ص70 غَزْوَةُ أُحُدٍ، مَا لَقِيَهُ الرَّسُوْلُ يَوْمَ أُحُدٍ

الْمَاءَ وَبِمَا دُوْوِيَ قَالَ: كَانَتْ فَاطِمَةُ عَلَيْهَا السَّلَامِ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَغْسِلُهُ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ يَسْكُبُ الْمَاءَ بِالْمِجَنِّ فَلَمَّا رَأَتْ فَاطِمَةُ أَنَّ الْمَاءَ لَا يَزِيْدُ الدَّمَ إِلَّا كَثْرَةً أَخَذَتْ قِطْعَةً مِنْ حَصِيْرٍ وَأَحْرَقَتْهَا وَأَلْصَقَتْهَا فَاسْتَمْسَكَ الدَّمُ وَكُسِرَتْ رَبَاعِيَتُهُ يَوْمَئِذٍ وَجُرِحَ وَجْهُهُ وَكُسِرَتِ الْبَيْضَةُ عَلٰى رَأْسِهِ. [65]

ترجمہ: ابو حازم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سہل بن سعد کو سنا، جب ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کے بارے میں پوچھا گیا، تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کو کون دھو رہا تھا؟ کون پانی بہا رہا تھا؟ اور ان کا علاج کس چیز سے کیا گیا؟

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی، آپ کے زخم کو دھو رہی تھیں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ڈھال میں پانی لا کر بہا رہے تھے۔ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ پانی بہانے سے خون اور زیادہ بہنے لگا ہے، تو انہوں نے چٹائی کا ایک ٹکڑا لیا، اسے جلا کر اس کی راکھ زخم پر لگادی، جس سے خون رک گیا۔ اسی دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک سامنے کا دانت مبارک ٹوٹ گیا، آپ کا چہرہ مبارک زخمی ہوا اور آپ کے سر پر پہنی ہوئی خَود (لوہے کی جنگی ٹوپی) بھی ٹوٹ گئی۔

اُحد میں جاں نثاری:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ھشام بن ایوب حِمْیَری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: فَلَمَّا عَرَفَ الْمُسْلِمُوْنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهَضُوْا بِهِ، وَنَهَضَ مَعَهُمْ نَحْوَ الشِّعْبِ مَعَهُ أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ وَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ رِضْوَانُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ وَالْحَارِثُ بْنُ الصِّمَّةِ وَرَهْطٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ. [66]

---

[65] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4075

[66] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: جزء 2 ص 73 غَزْوَةُ أُحُدٍ، أَوَّلُ مَنْ عَرَفَ الرَّسُوْلَ بَعْدَ الْهَزِيْمَةِ

ترجمہ: ابنِ اسحاق کہتے ہیں: جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو وہ آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ گھاٹی کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر بن خطاب، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت طلحہ بن عبید اللہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت حارث بن صمّہ اور کچھ دیگر مسلمان رضی اللہ عنہم موجود تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھ بھال:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ھشام بن ایوب حِمْیَری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا انْتَهٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى فَمِ الشِّعْبِ خَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ حَتّٰى مَلَأَ دَرَقَتَهٗ مَاءً مِنَ الْمِهْرَاسِ فَجَاءَ بِهٖ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْرَبَ مِنْهُ فَوَجَدَ لَهٗ رِيْحًا فَعَافَهٗ فَلَمْ يَشْرَبْ مِنْهُ وَغَسَلَ عَنْ وَجْهِهِ الدَّمَ وَصَبَّ عَلٰى رَأْسِهٖ وَهُوَ يَقُوْلُ: اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلٰى مَنْ دَمّٰى وَجْهَ نَبِيِّهٖ. [67]

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی کے داخلی راستے پر پہنچے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اپنی ڈھال میں "مِہْراس" (ایک پتھریلے چشمے) سے پانی بھر کر لائے تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے نوش فرمائیں۔ لیکن جب آپ نے اس پانی کی بو محسوس کی تو اسے ناپسند فرمایا اور نہ پیا۔ پھر آپ نے اپنے چہرے سے خون صاف کیا اور اپنے سر پر پانی ڈالا، اور فرما رہے تھے: اللہ کا سخت غضب ان لوگوں پر ہو جو اس کے نبی کے چہرے کو زخمی کریں۔

حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ھشام بن ایوب حِمْیَری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ، فَقَالَ: اُخْرُجْ فِي آثَارِ الْقَوْمِ

[67] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: جزء2 ص75 غَزْوَةُ أُحُدٍ، اِنْتِهَاءُ الرَّسُوْلِ إِلَى الشِّعْبِ

فَانْظُرْ مَاذَا يَصْنَعُوْنَ وَمَا يُرِيْدُوْنَ فَإِنْ كَانُوْا قَدْ جَنَّبُوا الْخَيْلَ وَامْتَطُوْا الْإِبِلَ فَإِنَّهُمْ يُرِيْدُوْنَ مَكَّةَ وَإِنْ رَكِبُوا الْخَيْلَ وَسَاقُوا الْإِبِلَ فَإِنَّهُمْ يُرِيْدُوْنَ الْمَدِيْنَةَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَئِنْ أَرَادُوْهَا لَأَسِيْرَنَّ إِلَيْهِمْ فِيْهَا ثُمَّ لَأُنَاجِزَنَّهُمْ قَالَ عَلِيٌّ: فَخَرَجْتُ فِيْ آثَارِهِمْ أَنْظُرُ مَاذَا يَصْنَعُوْنَ فَجَنَّبُوا الْخَيْلَ وَامْتَطُوْا الْإِبِلَ وَوَجَّهُوْا إِلٰى مَكَّةَ. [68]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو روانہ کیا اور فرمایا: دشمنوں کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور ان کا ارادہ کیا ہے؟ اگر وہ گھوڑوں کو الگ کر دیں اور اونٹوں پر سوار ہو جائیں، تو اس کا مطلب ہے کہ وہ مکہ جانا چاہتے ہیں، اور اگر وہ گھوڑوں پر سوار ہوں اور اونٹوں کو ہانکیں، تو اس کا مطلب ہے کہ وہ مدینہ کا رخ کر رہے ہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اگر وہ مدینہ کا ارادہ کریں گے تو میں خود وہاں جا کر ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں دشمنوں کے پیچھے نکلا اور دیکھنے لگا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے گھوڑوں کو ایک طرف کر دیا اور اونٹوں پر سوار ہو گئے، اور ان کا رخ مکہ کی طرف تھا۔

غزوۂ بنو نضیر میں علم بردار:

امام ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ سَبَبُ ذٰلِكَ أَنَّ عَامِرَ بْنَ الطُّفَيْلِ أَرْسَلَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْلُبُ دِيَةَ الْعَامِرِيَّيْنِ اللَّذَيْنِ قَتَلَهُمَا عَمْرُو بْنُ أُمَيَّةَ وَقَدْ ذَكَرْنَا ذٰلِكَ. فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلٰى بَنِي النَّضِيْرِ يَسْتَعِيْنُهُمْ فِيْهَا وَمَعَهُ جَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهٖ فِيْهِمْ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعَلِيٌّ فَقَالُوْا: نَعَمْ نُعِيْنُكَ عَلٰى مَا أَحْبَبْتَ ثُمَّ خَلَا بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ وَتَآمَرُوْا عَلٰى قَتْلِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ إِلٰى جَنْبِ جِدَارٍ فَقَالُوْا: مَنْ يَعْلُوْ هٰذَا الْبَيْتَ فَيُلْقِيْ عَلَيْهِ صَخْرَةً فَيَقْتُلُهٗ وَيُرِيْحُنَا مِنْهُ؟ فَانْتَدَبَ لَهٗ عَمْرُو بْنُ جِحَاشٍ

---

[68] السیرۃ النبویۃ لابن ھشام: جزء2 ص82 غَزْوَةُ أُحُدٍ، خُرُوْجُ عَلِيٍّ فِيْ آثَارِ الْمُشْرِكِيْنَ

فَنَهَاهُمْ عَنْ ذٰلِكَ سَلَّامُ بْنُ مِشْكَمٍ وَقَالَ: هُوَ يَعْلَمُ، فَلَمْ يَقْبَلُوْا مِنْهُ وَصَعِدَ عَمْرُو بْنُ جِحَاشٍ فَأَتَى الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا عَزَمُوْا عَلَيْهِ فَقَامَ وَقَالَ لِأَصْحَابِهٖ: لَا تَبْرَحُوا حَتّٰى آتِيَكُمْ.

وَخَرَجَ رَاجِعًا إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَمَّا أَبْطَأَ قَامَ أَصْحَابُهٗ فِيْ طَلَبِهٖ فَأَخْبَرَهُمُ الْخَبَرَ وَأَمَرَ الْمُسْلِمِيْنَ بِحَرْبِهِمْ وَنَزَلَ بِهِمْ فَتَحَصَّنُوْا مِنْهُ فِي الْحُصُوْنِ فَقَطَعَ النَّخْلَ وَأَحْرَقَ وَأَرْسَلَ إِلَيْهِمْ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ وَجَمَاعَةً مَعَهٗ: أَنِ اثْبُتُوْا وَتَمَنَّعُوْا فَإِنَّا لَنْ نُسْلِمَكُمْ وَإِنْ قُوتِلْتُمْ قَاتَلْنَا مَعَكُمْ وَإِنْ خَرَجْتُمْ خَرَجْنَا مَعَكُمْ، وَقَذَفَ اللهُ فِي قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُجْلِيَهُمْ وَيَكُفَّ عَنْ دِمَائِهِمْ عَلٰى أَنَّ لَهُمْ مَا حَمَلَتِ الْإِبِلُ مِنَ الْأَمْوَالِ إِلَّا السِّلَاحَ فَأَجَابَهُمْ إِلٰى ذٰلِكَ فَخَرَجُوْا إِلٰى خَيْبَرَ وَمِنْهُمْ مَنْ سَارَ إِلَى الشَّامِ، فَكَانَ مِمَّنْ سَارَ إِلٰى خَيْبَرَ كِنَانَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ وَحُيَيُّ بْنُ أَخْطَبَ، وَكَانَ فِيْهِمْ يَوْمَئِذٍ أُمُّ عَمْرٍو صَاحِبَةُ عُرْوَةَ بْنِ الْوَرْدِ الَّتِيْ ابْتَاعُوْا مِنْهُ وَكَانَتْ غِفَارِيَّةً، فَكَانَتْ أَمْوَالُ النَّضِيْرِ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحْدَهٗ يَضَعُهَا حَيْثُ شَاءَ، فَقَسَّمَهَا عَلَى الْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ دُوْنَ الْأَنْصَارِ إِلَّا أَنَّ سَهْلَ بْنَ حُنَيْفٍ وَأَبَا دُجَانَةَ ذَكَرَا فَقْرًا فَأَعْطَاهُمَا، وَلَمْ يُسْلِمْ مِنْ بَنِي النَّضِيْرِ إِلَّا يَامِيْنُ بْنُ عُمَيْرِ بْنِ كَعْبٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ عَمْرِو بْنِ جِحَاشٍ وَأَبُوْ سَعِيْدِ بْنِ وَهْبٍ وَأَحْرَزَا أَمْوَالَهُمَا وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ ابْنَ أُمِّ مَكْتُوْمٍ وَكَانَتْ رَايَتُهٗ مَعَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ.[69]

ترجمہ: (غزوہ بنو نضیر کی) وجہ یہ تھی کہ عامر بن الطفیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ قبیلہ بنو عامر کے ان دو آدمیوں کی دیت (خون بہا) چاہتے ہیں جنہیں عمرو بن امیہ نے قتل کیا تھا، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نضیر کے پاس تشریف لے گئے تاکہ اس دیت کے بدلے میں حسب ضابطہ ان سے معاملہ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند صحابہ کرام بھی تھے، جن میں حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت علی رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ بنی نضیر نے کہا: "ہاں، ہم آپ کا تعاون کریں گے۔" لیکن پھر

---

[69] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص173 ذِكْرُ إِجْلَاءِ بَنِي النَّضِيْرِ

انہوں نے آپس میں خفیہ مشورہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دیوار کے قریب تشریف فرما تھے، تو انہوں نے کہا: کون ہے جو اس مکان کی چھت پر چڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک بھاری پتھر گرادے تاکہ آپ کو قتل کردے اور ہمیں آپ سے نجات مل جائے؟"

اس کام کے لیے عمرو بن جحاش نے خود کو پیش کیا لیکن سَلّام بن مِشکم نے انہیں روکا اور کہا: وہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جانتے ہیں (کہ تم کیا منصوبہ بنا رہے ہو)" مگر انہوں نے اس کی بات نہ مانی۔ عمرو بن جحاش چھت پر چڑھنے لگا، تو اللہ تعالیٰ نے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سازش کی اطلاع دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور اپنے صحابہ سے فرمایا: تم یہیں رکو، میں ابھی واپس آتا ہوں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ واپس تشریف لے گئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک نہ لوٹے تو صحابہ کرام آپ کی تلاش میں نکلے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اس سازش کے بارے میں بتایا اور مسلمانوں کو بنی نضیر کے خلاف جنگ کا حکم دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے علاقے میں پہنچے تو وہ اپنے قلعوں میں محصور ہوگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے کھجور کے باغات کاٹ دیے اور کچھ کو نذرِ آتش کر دیا۔

بنی نضیر نے عبد اللہ بن اُبی کو پیغام بھیجا، جس نے انہیں حوصلہ دیا کہ "ثابت قدم رہو اور اپنا دفاع کرو، ہم تمہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ اگر تم سے جنگ کی گئی تو ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ کریں گے، اور اگر تمہیں نکالا گیا تو ہم بھی تمہارے ساتھ نکلیں گے۔" اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، جس کے باعث انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہیں جلاوطن کر دیں اور ان کی جانیں بخش دیں۔ انہوں نے یہ شرط رکھی کہ وہ اونٹوں پر لادنے جتنا سامان لے جاسکتے ہیں، لیکن اسلحہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول کرلی۔

بنی نضیر کے کچھ لوگ خیبر چلے گئے اور کچھ شام روانہ ہوگئے۔ خیبر جانے والوں میں کنانہ بن ربیع اور حُیَی بن اخطب بھی شامل تھے۔ ان میں سے ایک خاتون ام عمرو بھی تھیں، جو قبیلہ بنو غفاریہ سے تعلق رکھتی تھیں اور عروہ بن ورد کی بیوی تھیں، جنہیں انہوں نے خریدا تھا۔

بنی نضیر کی تمام زمین اور مال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مخصوص ہوگئے، جنہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مرضی سے تقسیم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مال مہاجرین میں تقسیم کر دیا اور انصار کو اس میں سے کچھ نہ دیا، سوائے حضرت سہل بن حنیف اور حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہما کے، کیونکہ انہوں نے اپنی تنگ دستی کا ذکر کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بھی عطا فرما دیا۔ بنی نضیر میں سے صرف دو افراد مسلمان ہوئے: یامین بن عمیر بن کعب (جو عمرو بن جحاش کے چچازاد بھائی تھے) اور ابو سعید بن وہب۔ ان دونوں نے اپنا مال محفوظ رکھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں اپنی عدم موجودگی کے دوران ابن اُم مکتوم کو اپنا نائب مقرر فرمایا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پرچم حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھا۔

غزوۂ احزاب میں علَم بردار:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) غزوہ احزاب کی تفصیلی روایت ذکر کرتے ہیں اس میں ہے:

ثُمَّ أَقْبَلُوْا نَحْوَ الْخَنْدَقِ، حَتّٰى وَقَفُوْا عَلَيْهِ. فَلَمَّا رَأَوْهُ قَالُوْا: وَاللهِ إِنَّ هٰذِهٖ لَمَكِيْدَةٌ مَا كَانَتِ الْعَرَبُ تَكِيْدُهَا. ثُمَّ تَيَمَّمُوْا مَكَانًا مِنَ الْخَنْدَقِ ضَيِّقًا. فَضَرَبُوْا خُيُوْلَهُمْ. فَاقْتَحَمَتْ مِنْهُ. فَجَالَتْ بِهِمْ فِي السَّبَخَةِ بَيْنَ الْخَنْدَقِ وَسَلْعٍ. وَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ فِيْ نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، حَتّٰى أَخَذَ عَلَيْهِمُ الثُّغْرَةَ الَّتِيْ أَقْحَمُوْا مِنْهَا خَيْلَهُمْ. وَأَقْبَلَتِ الْفِرْسَانُ تُعْنِقُ نَحْوَهُمْ.

وَقَدْ كَانَ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ وُدٍّ قَاتَلَ يَوْمَ بَدْرٍ، حَتّٰى أَثْبَتَتْهُ الْجِرَاحَةُ. فَلَمْ يَشْهَدْ أُحُدًا. فَلَمَّا كَانَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ خَرَجَ مُعْلِمًا لِيُرٰى مَكَانَهٗ فَلَمَّا وَقَفَ هُوَ وَخَيْلُهٗ. قَالَ لَهٗ عَلِيٌّ: يَا عَمْرُو! إِنَّكَ كُنْتَ تُعَاهِدُ اللهَ أَلَّا يَدْعُوكَ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ إِلٰى خُلَّتَيْنِ إِلَّا أَخَذْتَ مِنْهُ إِحْدَاهُمَا. قَالَ: أَجَلْ. قَالَ لَهٗ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ: فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ إِلَى اللهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِلٰى رَسُوْلِهٖ وَإِلَى الْإِسْلَامِ. قَالَ: لَا حَاجَةَ لِيْ بِذٰلِكَ. قَالَ: فَإِنِّيْ أَدْعُوْكَ إِلَى النِّزَالِ. قَالَ: وَلِمَ يَا ابْنَ أَخِيْ؟ فَوَاللهِ مَا أُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَكَ. قَالَ عَلِيٌّ: وَلٰكِنِّيْ وَاللهِ أُحِبُّ أَنْ أَقْتُلَكَ. قَالَ: فَحَمِيَ عَمْرُو عِنْدَ ذٰلِكَ. فَاقْتَحَمَ عَنْ فَرَسِهٖ فَعَقَرَهٗ أَوْ ضَرَبَ وَجْهَهٗ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ. فَتَنَازَلَا وَتَجَاوَلَا. فَقَتَلَهٗ عَلِيٌّ. وَخَرَجَتْ خَيْلُهٗ مُنْهَزِمَةً. حَتّٰى اقْتَحَمَتْ مِنَ الْخَنْدَقِ هَارِبَةً.

وَقُتِلَ مَعَ عَمْرٍو رَجُلَانِ: مُنَبِّهُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ السَّبَّاقِ بْنِ عَبْدِ الدَّارِ، أَصَابَهُ سَهْمٌ فَمَاتَ مِنْهُ بِمَكَّةَ، وَمِنْ بَنِي مَخْزُومٍ نَوْفَلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ، وَكَانَ اقْتَحَمَ الْخَنْدَقَ فَتَوَرَّطَ فِيهِ، فَرَمَوْهُ بِالْحِجَارَةِ، فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ! قِتْلَةً أَحْسَنَ مِنْ هٰذِهِ! فَنَزَلَ إِلَيْهِ عَلِيٌّ فَقَتَلَهُ. [70]

ترجمہ: وہ (کفار) خندق کی طرف بڑھے، یہاں تک کہ وہاں پہنچ کر رک گئے۔ جب انہوں نے خندق دیکھی تو کہا: "اللہ کی قسم! یہ تو ایک ایسی جنگی چال ہے جو عرب کبھی نہیں چلتے تھے۔" وہ خندق کے ایک تنگ مقام پر پہنچے اور اپنی گھوڑوں کو دوڑایا، جو اس جگہ سے چھلانگ لگا کر اندر گھس گئے۔ ان کے گھوڑے خندق اور سلع نامی پہاڑ کے درمیان دلدلی زمین میں چکر کاٹنے لگے۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ چند مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور اس دراڑ کو بند کر دیا جہاں سے ان کے گھوڑے اندر آئے تھے۔ اس دوران کفار کے سوار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلے کے لیے قریب پہنچے۔ عمرو بن عبد ود، جو بدر میں زخمی ہوا تھا اور احد میں شریک نہ ہو سکا تھا، خندق کے دن اپنی بہادری دکھانے نکلا۔ جب عمرو اپنی جگہ پر کھڑا ہوا، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "اے عمرو! تم اللہ سے عہد کیا کرتے تھے کہ اگر قریش کا کوئی آدمی تمہیں دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دے، تو تم ایک ضرور قبول کرو گے۔" عمرو نے جواب دیا: "ہاں!" حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "تو میں تمہیں اللہ، اس کے رسول اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔" عمرو نے کہا: "مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں۔" علی رضی اللہ عنہ نے کہا: "تو پھر میں تمہیں لڑائی کے لیے بلاتا ہوں۔" عمرو نے کہا: "اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم، میں تمہیں قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔" علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: "لیکن، اللہ کی قسم، میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں۔"

یہ سن کر عمرو کو غصہ آ گیا۔ وہ گھوڑے سے اترا اور اس کا پاؤں کاٹ دیا یا اس کے چہرے پر مارا۔ اس کے بعد وہ حضرت علی کی طرف بڑھا۔ دونوں کے درمیان سخت لڑائی ہوئی، یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو کو قتل کر دیا۔ عمرو کے قتل کے بعد کفار کے گھوڑے خندق سے باہر بھاگنے لگے۔ عمرو کے ساتھ دو مزید لوگ بھی قتل

---

[70] تاریخ الطبری: ج2 ص574 ذِكْرُ الْخَبَرِ عَنْ غَزْوَةِ الْخَنْدَقِ

ہوئے: ایک بنی عبد الدار کے منبہ بن عثمان، جنہیں تیر لگا تھا اور وہ مکہ میں مرے، اور دوسرے بنی مخزوم کے نوفل بن عبد اللہ بن مغیرہ، جو خندق میں گر پڑے۔ مسلمانوں نے انہیں پتھر مارے، تو وہ بولے: "اے عرب کے لوگو! مجھے اس سے بہتر موت دو۔" تب حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس اترے اور انہیں قتل کر دیا۔

غزوۂ بنی قریظہ میں علم بردار:

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: عُرْوَةُ فَبَيْنَمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَجِّلُ رَأْسَهُ، قَدْ رَجَّلَ أَحَدَ جَانِبَيْهِ، أَتَاهُ أَمْرُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ فَأَقْبَلَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلٰى فَرَسٍ عَلَيْهِ لَأْمَتُهُ فَذَكَرَ هٰذِهِ الْقِصَّةَ بِمَعْنٰى مَا ذَكَرَ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ إِلَّا أَنَّهُ زَادَ عَنْهُ قَوْلَهُ: فَاخْرُجْ بِالنَّاسِ.قَالَ فَرَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِسَ لَأْمَتَهُ وَأَذِنَ بِالْخُرُوْجِ وَأَمَرَهُمْ أَنْ يَأْخُذُوْا السِّلَاحَ فَفَزِعَ النَّاسُ لِلْحَرْبِ فَبَعَثَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمُقَدَّمَةِ وَ دَفَعَ إِلَيْهِ اللِّوَاءَ وَأَمَرَ أَنْ يَنْطَلِقَ حَتّٰى يَقِفَ بِهِمْ إِلٰى حِصْنِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ فَفَعَلَ وَخَرَجَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى آثَارِهِمْ. [71]

ترجمہ: حضرت عروہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک میں کنگھی فرما رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے ایک جانب کنگھی مکمل کر لی تھی، تو اللہ تعالیٰ کا حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ جبرائیل علیہ السلام زرہ پہنے ہوئے ایک گھوڑے پر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس معاملے کی اطلاع دی (یعنی بنی قریظہ کی طرف نکلنے کا خدائی حکم بتایا)۔ موسیٰ بن عقبہ نے جو روایت بیان کی ہے، عروہ کی روایت کا مفہوم بھی اسی کے مطابق ہے، البتہ عروہ نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا: "لوگوں کو لے کر نکلیں۔" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لائے، زرہ پہنی اور روانگی کا اعلان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حکم دیا کہ اپنا اسلحہ لے لیں۔ یہ سن کر

---

[71] دلائل النبوۃ للبیہقی: ج4 ص14 بَابُ مَرْجِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْأَحْزَابِ

لوگ جنگ کے لیے تیار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو لشکر کا عَلَم (پرچم) عطا فرمایا اور انہیں لشکر کی قیادت پر مامور کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ وہ آگے بڑھیں اور بنی قریظہ کے قلعے کے قریب جا کر ٹھہر جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا، اور اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے پیچھے تشریف لے آئے۔

للکارِ حیدر اور شوقِ شہادت:

امام ابو محمد عبد الملک بن ھشام معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ ابْنُ هِشَامٍ: حَدَّثَنِيْ بَعْضُ مَنْ أَثِقُ بِهٖ مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ: أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ صَاحَ وَهُمْ مُحَاصِرُوْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ: يَا كَتِيْبَةَ الْإِيْمَانِ وَتَقَدَّمَ هُوَ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ وَقَالَ: وَاللهِ لَأَذُوْقَنَّ مَا ذَاقَ حَمْزَةُ أَوْ لَأَفْتَحَنَّ حِصْنَهُمْ فَقَالُوْا: يَا مُحَمَّدُ! نَنْزِلُ عَلٰى حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ. [72]

ترجمہ: ابن ہشام رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے اہلِ علم میں سے ایک قابل اعتماد شخص نے یہ واقعہ بیان کیا کہ جب مسلمان بنی قریظہ کا محاصرہ کیے ہوئے تھے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے پکار کر کہا: اے ایمان کے لشکر پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ آگے بڑھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ضرور وہی کچھ چکھوں گا جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نے چکھا (یعنی شہادت)، یا پھر ان کا قلعہ فتح کر لوں گا۔ "یہ دیکھ کر بنی قریظہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا": اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہم سعد بن معاذ کے فیصلے کو قبول کرتے ہیں۔"

واقعہ اِفک پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مؤقف:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا حِيْنَ قَالَ لَهَا أَهْلُ الْإِفْكِ قَالَتْ: وَدَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

---

[72] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: جزء2 ص205 سَبَبُ نُزُوْلِ بَنِيْ قُرَيْظَةَ عَلٰى حُكْمِ سَعْدٍ

وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَأُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ يَسْأَلُهُمَا وَهُوَ يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ فَأَمَّا أُسَامَةُ: فَأَشَارَ بِالَّذِي يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَأَمَّا عَلِيٌّ فَقَالَ: لَمْ يُضَيِّقِ اللهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَسَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ. فَقَالَ: هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ يَرِيبُكِ؟ قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ أَمْرًا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ فَقَامَ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِينَ! مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ بَلَغَنِي أَذَاهُ فِي أَهْلِي وَاللهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا خَيْرًا فَذَكَرَ بَرَاءَةَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا. [73]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ جب اہلِ افک نے (مجھ پر) بہتان لگایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس وقت بلایا جب وحی کے نزول میں تاخیر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کو بلایا تاکہ اپنی اہلیہ کے معاملے میں ان سے مشورہ کریں۔

چنانچہ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے وہی بات عرض کی جو وہ اہلِ بیت کی پاکیزگی کے بارے میں جانتے تھے (یعنی انہوں نے میری براءت کی تائید کی)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے آپ پر (عورتوں کے معاملے میں) کوئی تنگی نہیں رکھی، (اگر آپ مناسب سمجھیں تو) اس کے سوا عورتیں بہت ہیں اور (اس کے علاوہ) آپ اپنی خادمہ (بریرہ رضی اللہ عنہا) سے دریافت فرمالیجیے وہ آپ کو سچ سچ بتادے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (بریرہ رضی اللہ عنہا سے) فرمایا: کیا تم نے (عائشہ میں) کوئی شک والی بات دیکھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے اس کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا کہ وہ کم عمر لڑکی ہیں، آٹا گوندھ کر بھی سو جاتی ہیں اور پڑوس کی بکری آکر اسے کھا جاتی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: اے مسلمانو! میرے معاملے میں اس سے کون نمٹے گا جس کی اذیتیں اب میرے اہل خانہ تک پہنچ گئی ہیں؟ اللہ

[73] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7369

کی قسم! میں اپنے اہل خانہ کے بارے میں خیر ہی جانتا ہوں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا ذکر فرمایا۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ کم فہمی کی وجہ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی گفتگو سے یہ سمجھتے ہیں کہ العیاذ باللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں اُم المؤمنین کی کوئی حیثیت ہی نہیں تھی یا اچھی حیثیت نہیں تھی حالانکہ ہر گز ہر گز ایسا معاملہ نہیں تھا بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اُم المؤمنین کی پاکدامنی وعفت میں ذرہ برابر بھی تردد نہیں، باقی رہے ان کے یہ کلمات تو ان کو بُغضِ عائشہ سے پاک دماغ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی کامل یقین تھا کہ بریرہ ضرور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حق میں گواہی دے گی اور اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کو اطمینان ہو جائے گا کیونکہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا خانگی معاملات کو قریب سے مشاہدہ کر رہی ہیں۔

صلحِ حدیبیہ میں:

سن 6ھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمرہ کے ارادہ سے مکہ کی طرف تشریف لے جانے لگے تو دیگر اسفار کی طرح اس میں بھی حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہم ساتھ تھے، حدیبیہ کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک دیا گیا مشرکین اور مسلمانوں میں صلح کا اعلان ہوا کہ آئندہ سال عمرہ کرنے آئیں گے اور دیگر کئی شرائط پر مصالحت ہوئی، تحریر لکھنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے انہوں نے لکھا محمد رسول اللہ، مشرکین نے کہا اس کو ختم کرو اگر ہم رسول مان لیں تو ہمارا جھگڑا ہی ختم ہو جائے گا، اس لیے اس کو مٹاؤ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اس کو مٹاؤ، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں یہ نام نہیں مٹا سکتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریر لے کر خود ہی مٹا دیا اور (محمد رسول اللہ کی جگہ) محمد بن عبد اللہ لکھ دیا، صلح میں ایک شرط یہ تھی کہ آئندہ سال تین دن کے لیے مکہ میں عمرہ کے لیے آئیں گے لیکن تلواریں میانوں کے اندر رہیں گی۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا أُحْصِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْبَيْتِ صَالَحَهُ

أَهْلُ مَكَّةَ عَلَى أَنْ يَدْخُلَهَا فَيُقِيمَ بِهَا ثَلَاثًا وَلَا يَدْخُلَهَا إِلَّا بِجُلُبَّانِ السِّلَاحِ السَّيْفِ وَقِرَابِهِ وَلَا يَخْرُجَ بِأَحَدٍ مَعَهُ مِنْ أَهْلِهَا وَلَا يَمْنَعَ أَحَدًا يَمْكُثُ بِهَا مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ قَالَ لِعَلِيٍّ: اُكْتُبِ الشَّرْطَ بَيْنَنَا: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللهِ. فَقَالَ لَهُ الْمُشْرِكُونَ: لَوْ نَعْلَمُ أَنَّكَ رَسُوْلُ اللهِ تَابَعْنَاكَ، وَلٰكِنِ اكْتُبْ: مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ. فَأَمَرَ عَلِيًّا أَنْ يَمْحَاهَا فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا وَاللهِ! لَا أَمْحَاهَا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَرِنِيْ مَكَانَهَا. فَأَرَاهُ مَكَانَهَا فَمَحَاهَا وَكَتَبَ: ابْنُ عَبْدِ اللهِ. فَأَقَامَ بِهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ فَلَمَّا أَنْ كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ قَالُوْا لِعَلِيٍّ: هٰذَا آخِرُ يَوْمٍ مِنْ شَرْطِ صَاحِبِكَ فَأْمُرْهُ فَلْيَخْرُجْ فَأَخْبَرَهُ بِذٰلِكَ فَقَالَ: نَعَمْ! فَخَرَجَ. [74]

ترجمہ: حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے قریب (عمرۂ حدیبیہ کے موقع پر) روک دیا گیا تو اہلِ مکہ نے آپ سے اس شرط پر صلح کی کہ آپ (آئندہ سال) مکہ میں داخل ہوں گے، تین دن قیام کریں گے اور تلواریں اپنی میانوں میں رکھ کر داخل ہوں گے، نہ مکہ والوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ لے جائیں گے اور نہ ہی اپنے ساتھ آنے والوں میں سے کسی کو مکہ میں ٹھہرنے سے روکیں گے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ہمارے اور ان کے درمیان معاہدہ لکھو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ معاہدہ ہے جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے۔ اس پر مشرکین نے کہا: اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کی پیروی کرتے، اس لیے یوں لکھیں: محمد بن عبد اللہ۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ رسول اللہ کے الفاظ مٹا دیں (اور کی جگہ محمد بن عبد اللہ لکھیں)۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (تعظیماً وادباً) عرض کی: اللہ کی قسم! میں اسے نہیں مٹا سکتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اس کی جگہ دکھاؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جگہ دکھائی (جہاں محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا)، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود وہ الفاظ مٹا دیے اور محمد بن عبد اللہ لکھ دیا۔ (آئندہ سال) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تین دن

---

[74] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1783

ٹھہرے۔ جب تیسرا دن آیا تو مشرکین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: یہ آپ کے صاحب کے معاہدے کا آخری دن ہے، اب ان سے کہو کہ مکہ سے چلے جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی، آپ نے فرمایا: ٹھیک ہے، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے تشریف لے گئے۔

غزوۂ خیبر میں:

حدیبیہ سے واپس آکر سن 7 ہجری محرم کے اندر یہ معرکہ پیش آیا خیبر کے یہودیوں سے محفوظ رہنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم 1400 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو لے کر تشریف لے گئے۔

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ھشام بن ایوب حِمیَری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْأَكْوَعِ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِرَايَتِهِ وَكَانَتْ بَيْضَاءَ فِيْمَا قَالَ ابْنُ هِشَامٍ إِلٰى بَعْضِ حُصُوْنِ خَيْبَرَ فَقَاتَلَ فَرَجَعَ وَلَمْ يَكُ فَتْحٌ وَقَدْ جُهِدَ ثُمَّ بَعَثَ الْغَدَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَقَاتَلَ ثُمَّ رَجَعَ وَلَمْ يَكُ فَتْحٌ وَقَدْ جُهِدَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ يَفْتَحُ اللهُ عَلٰى يَدَيْهِ لَيْسَ بِفَرَّارٍ، قَالَ: يَقُوْلُ سَلَمَةُ فَدَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ أَرْمَدُ فَتَفَلَ فِيْ عَيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ: خُذْ هٰذِهِ الرَّايَةَ، فَامْضِ بِهَا حَتّٰى يَفْتَحَ اللهُ عَلَيْكَ. [75]

ترجمہ: حضرت سلمہ بن عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنا جھنڈا دے کر [اور ابنِ ہشام کے بیان کے مطابق وہ جھنڈا سفید تھا] خیبر کے بعض قلعوں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے قتال کیا، پھر واپس آگئے لیکن فتح نہ ہوئی، حالانکہ انہوں نے پوری کوشش کی۔

اس کے بعد اگلے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھیجا۔ انہوں نے بھی قتال کیا، پھر واپس آگئے اور فتح نہ ہوئی، حالانکہ انہوں نے بھی بھرپور کوشش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم

[75] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: جزء2 ص284 ذِكْرُ الْمَسِيْرِ إِلٰى خَيْبَرَ فِي الْمُحَرَّمِ، شَأْنُ عَلِيٍّ يَوْمَ خَيْبَرَ

نے فرمایا: کل میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائے گا اور وہ پیٹھ دکھا کر بھاگنے والا نہیں ہو گا۔ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا، اس وقت ان کی آنکھ میں تکلیف تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھ میں اپنا لعاب دہن لگایا، پھر فرمایا: یہ جھنڈا لے لو اور اس کے ساتھ آگے بڑھو، یہاں تک کہ اللہ تمہیں فتح عطا فرمادے۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَدْ تَخَلَّفَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي خَيْبَرَ وَكَانَ رَمِدًا فَقَالَ: أَنَا أَتَخَلَّفُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ عَلِيٌّ فَلَحِقَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ مَسَاءُ اللَّيْلَةِ الَّتِي فَتَحَهَا اللهُ فِي صَبَاحِهَا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ أَوْ لَيَأْخُذَنَّ بِالرَّايَةِ غَدًا رَجُلٌ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ۔ أَوْ قَالَ يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ۔ يَفْتَحُ اللهُ عَلَيْهِ فَإِذَا نَحْنُ بِعَلِيٍّ وَمَا نَرْجُوهُ فَقَالُوا: هٰذَا عَلِيٌّ فَأَعْطَاهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّايَةَ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ.[76]

ترجمہ: حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پہلے خیبر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ جا پائے تھے کیونکہ ان کی آنکھ میں تکلیف تھی۔ پھر آپ نے دل میں سوچا کہ کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جاؤں؟ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نکلے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہو گئے۔ جب وہ رات آئی جس کی صبح اللہ نے فتح عطا کرنی تھی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کل یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے، اللہ اس کے ہاتھ پہ فتح عطا فرمائے گا۔

جب دیکھا تو وہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں اور ان سے امید بھی یہی ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دے دیا، اور اللہ نے ان کے ہاتھ سے فتح عطا فرمائی۔

---

[76] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2407

مرحب کا قتل اور فتح خیبر:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ، قَالَ: أَخْبَرَنِي أَبِي قَالَ: بَارَزَ عَمِّي يَوْمَ خَيْبَرَ مَرْحَبًا الْيَهُودِيَّ، فَقَالَ مَرْحَبٌ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي مَرْحَبُ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبُ
إِذَا الْحُرُوبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

فَقَالَ عَمِّي عَامِرٌ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّي عَامِرٌ
شَاكِي السِّلَاحِ بَطَلٌ مُغَامِرٌ

فَاخْتَلَفَا ضَرْبَتَيْنِ فَوَقَعَ سَيْفُ مَرْحَبٍ فِي تُرْسِ عَامِرٍ، فَرَجَعَ السَّيْفُ عَلَى سَاقِهِ فَقَطَعَ أَكْحَلَهُ، فَكَانَتْ فِيهَا نَفْسُهُ، قَالَ سَلَمَةُ: فَلَقِيتُ مِنْ صَحَابَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا: بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ، قَتَلَ نَفْسَهُ، قَالَ سَلَمَةُ: فَجِئْتُ إِلَى نَبِيِّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْكِي، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! بَطَلَ عَمَلُ عَامِرٍ، قَالَ: مَنْ قَالَ ذٰلِكَ؟ قُلْتُ: أُنَاسٌ مِنْ أَصْحَابِكَ، قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَذَبَ مَنْ قَالَ ذٰلِكَ، بَلْ لَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ"، حِينَ خَرَجَ إِلَى خَيْبَرَ جَعَلَ يَرْجُزُ بِأَصْحَابِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِيهِمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسُوقُ الرِّكَابَ وَهُوَ يَقُولُ:

تَاللّٰهِ لَوْلَا اللهُ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا
إِنَّ الَّذِينَ قَدْ بَغَوْا عَلَيْنَا
إِذَا أَرَادُوا فِتْنَةً أَبَيْنَا
وَ نَحْنُ عَنْ فَضْلِكَ مَا اسْتَغْنَيْنَا

فَثَبِّتِ الْأَقْدَامَ إِنْ لَاقَيْنَا
وَ أَنْزِلَنْ سَكِيْنَةً عَلَيْنَا

فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ هٰذَا؟" قَالَ: عَامِرٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ، قَالَ: "غَفَرَ لَكَ رَبُّكَ، قَالَ: وَمَا اسْتَغْفَرَ لِإِنْسَانٍ قَطُّ يَخُصُّهُ إِلَّا اسْتُشْهِدَ. فَلَمَّا سَمِعَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَوْلَا مَا مَتَّعْتَنَا بِعَامِرٍ فَقَامَ فَاسْتُشْهِدَ قَالَ سَلَمَةُ: ثُمَّ إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَنِيْ إِلَى عَلِيٍّ فَقَالَ: لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ الْيَوْمَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ أَوْ يُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ قَالَ: فَجِئْتُ بِهِ أَقُوْدُهُ أَرْمَدَ قَالَ: فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ ثُمَّ أَعْطَاهُ الرَّايَةَ، فَخَرَجَ مَرْحَبٌ يَخْطِرُ بِسَيْفِهِ فَقَالَ:

قَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ أَنِّيْ مَرْحَبٌ
شَاكِيْ السِّلَاحِ بَطَلٌ مُجَرَّبٌ
إِذَا الْحُرُوْبُ أَقْبَلَتْ تَلَهَّبُ

فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:

أَنَا الَّذِيْ سَمَّتْنِيْ أُمِّيْ حَيْدَرَهْ
كَلَيْثِ غَابَاتٍ كَرِيْهِ الْمَنْظَرَهْ
أُوْفِيْهِمِ بِالصَّاعِ كَيْلَ السَّنْدَرَهْ

فَفَلَقَ رَأْسَ مَرْحَبٍ بِالسَّيْفِ، وَكَانَ الْفَتْحُ عَلَى يَدَيْهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ.[77]

ترجمہ: ایاس بن سلمہ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے خبر دی، انہوں نے کہا: میرے چچا حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دن یہودی مرحب سے مقابلہ کیا۔ مرحب نے (رجزیہ اشعار میں) کہا:

---

[77] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج20 ص434 رقم الحدیث 38029 غَزْوَةُ خَيْبَرَ

"خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیاروں سے لیس، تجربہ کار بہادر، جب جنگیں بھڑکتی ہیں تو میں شعلہ بن جاتا ہوں۔"

اس کے جواب میں میرے چچا حضرت عامر رضی اللہ عنہ نے کہا:

"خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں، ہتھیاروں سے لیس، دلیر اور جو جان خطرے میں ڈالنے والا ہے۔"

پھر دونوں کے درمیان دو وار ہوئے، مرحب کی تلوار حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی ڈھال میں لگی، (حضرت عامر نے حملہ کیا) مگر تلوار پلٹ کر خود حضرت عامر رضی اللہ عنہ کی پنڈلی پر آپڑی اور ان کی رگ کٹ گئی اور اسی زخم کی وجہ سے ان کی شہادت واقع ہو گئی۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم سے ملا تو انہوں نے کہا: عامر کا عمل ضائع ہو گیا، اس نے خودکشی کر لی۔ میں روتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! عامر کا عمل ضائع ہو گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کس نے کہا؟

میں نے عرض کی: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے چند ایک نے یہ کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے یہ کہا اس نے خلاف حقیقت بات کی (عامر کا اجر ضائع نہیں ہوا) بلکہ عامر کے لیے دہرا اجر ہے۔

پھر حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب ہم خیبر کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت عامر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو رجز سناتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے، اور ان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے۔ حضرت عامر رضی اللہ عنہ یہ اشعار کہہ رہے تھے:

اللہ کی قسم! اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے، بے شک وہ لوگ جنہوں نے ہمارے ساتھ بغاوت کی، جب وہ ہمیں کسی فتنہ میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم انکار کر دیتے ہیں اور (اے اللہ) ہم تیرے فضل سے بے نیاز نہیں، جب ہم دشمن سے ٹکرائیں تو ہمارے قدم جما دے، اور ہم پر اپنی سکینہ نازل فرما۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کون ہے؟

عرض کی گئی: یارسول اللہ! یہ عامر ہیں۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے رب نے تمہیں بخش دیا۔

راوی کہتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے لیے اس طرح خاص مغفرت کی دعا فرمائی تو وہ شہید ہوا۔

جب یہ بات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے سنی تو عرض کی: یارسول اللہ! کاش آپ ہمیں عامر سے کچھ اور فائدہ اٹھانے دیتے۔ (چنانچہ تھوڑی ہی دیر بعد) حضرت عامر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور فرمایا: آج میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے، اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔ میں گیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا لایا، اس وقت ان کی آنکھوں میں درد تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی آنکھوں میں لعاب دہن ڈالا، پھر جھنڈا انہیں عطا فرمایا۔ پھر مرحب تلوار لہراتا ہوا نکلا اور وہی اشعار دہرائے:

خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں، ہتھیاروں سے لیس، تجربہ کار بہادر، جب جنگیں بھڑکتی ہیں تو میں شعلہ بن جاتا ہوں۔ اس کے مقابل حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا، میں وہی ہوں جنگل کے شیر کی مانند، رعب دار صورت والا، میں انہیں پورا پورا ناپ کر بدلہ دوں گا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تلوار سے مرحب کا سر دو ٹکڑے کر دیا، اس طرح فتح حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھ پر ہوئی۔

غزوۂ حنین میں:

شوال سن 9ھ میں واقعہ ہوا فتح مکہ کے بعد اکثر قریش اسلام لے آئے لیکن ہوازن، ثقیف قبائل نے اسلام قبول نہ کیا اور مسلمانوں کو ختم کرنے کے لیے حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کرنے لگے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تیاریاں مکمل کیں، مسلمانوں کی مالی حالت کچھ کمزور تھی سامانِ جنگ کے

لیے قرض کی ضرورت پیش آئی اور مکہ کے مال دار لوگوں سے قرضہ لیا اور حنین کی جانب روانہ ہوئے۔ مسلمان مکہ کے فتح ہونے کی وجہ سے خوش تھے جس کی وجہ سے چند صحابہ کی زبان پر یہ جملہ آیا کہ اب ہم پر کون غالب آئے گا؟ اللہ تعالیٰ کو یہ جملہ پسند نہ آیا اور محبوبانہ تنبیہ نازل فرمائی:

امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ السُّدِّيِّ: ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ﴾ الْآيَةَ. إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَنْ نُغْلَبَ الْيَوْمَ مِنْ قِلَّةٍ وَأَعْجَبَتْهُ كَثْرَةُ النَّاسِ وَكَانُوْا اثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا فَسَارَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوُكِلُوْا إِلٰى كَلِمَةِ الرَّجُلِ فَانْهَزَمُوْا عَنْ رَسُوْلِ اللهِ غَيْرَ الْعَبَّاسِ وَأَبِيْ سُفْيَانَ بْنِ الْحَارِثِ وَأَيْمَنَ ابْنِ أُمِّ أَيْمَنَ قُتِلَ يَوْمَئِذٍ بَيْنَ يَدَيْهِ. فَنَادٰى رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَيْنَ الْأَنْصَارُ؟ أَيْنَ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَ الشَّجَرَةِ؟ فَتَرَاجَعَ النَّاسُ فَأَنْزَلَ اللهُ الْمَلَائِكَةَ بِالنَّصْرِ فَهَزَمُوا الْمُشْرِكِيْنَ يَوْمَئِذٍ وَذٰلِكَ قَوْلُهٗ: ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ الْآيَةَ.[78]

ترجمہ: سُدّی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں (اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی تفسیر میں ﴿لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللهُ فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ﴾ کہ جنگِ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! آج ہم تعداد کی کمی کی وجہ سے ہرگز مغلوب نہیں ہوں گے۔ مسلمانوں کی کثرت نے انہیں خوش فہمی میں مبتلا کر دیا، جبکہ اس دن مسلمان بارہ ہزار تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی طرف روانہ ہوئے، تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اسی شخص کے کہے گئے کلمے کے مطابق کر دیا (یعنی وقتی طور پر ان کی مدد روک لی گئی)، مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (وقتی طور پر سنبھل نہ پائے اور) منتشر ہو گئے سوائے حضرت عباس، حضرت ابوسفیان بن حارث اور حضرت ایمن بن امِّ ایمن رضی اللہ عنہم کے جو اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے

---

[78] جامع البیان عن تاویل آی القرآن: ج6 ص4226 تفسیر سورۃ التوبۃ، رقم الآیۃ 25

شہید ہوگئے۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پکارا: انصار کہاں ہیں؟ وہ لوگ کہاں ہیں جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی؟ یہ سن کر لوگ پلٹ آئے، تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو نازل فرما کر اپنی مدد عطا فرمائی، اور اسی دن مشرکین کو شکست ہوگئی۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلب ہے: ﴿ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ اَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا﴾ پھر اللہ نے اپنی طرف سے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مومنوں پر قلبی سکون نازل فرمایا اور ایسے لشکر اتارے جنہیں تم دیکھ نہ سکتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شجاعت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: سَمِعَ الْبَرَاءَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ مِنْ قَيْسٍ أَفَرَرْتُمْ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ حُنَيْنٍ؟ فَقَالَ: لٰكِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَفِرَّ كَانَتْ هَوَازِنُ رُمَاةً وَإِنَّا لَمَّا حَمَلْنَا عَلَيْهِمُ انْكَشَفُوْا فَأَكْبَبْنَا عَلَى الْغَنَائِمِ فَاسْتُقْبِلْنَا بِالسِّهَامِ وَلَقَدْ رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى بَغْلَتِهِ الْبَيْضَاءِ وَإِنَّ أَبَا سُفْيَانَ بْنَ الْحَارِثِ آخِذٌ بِزِمَامِهَا وَهُوَ يَقُوْلُ: أَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ. [79]

ترجمہ: ابو اسحاق رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے سنا کہ قبیلہ قیس کے ایک شخص نے ان سے پوچھا: کیا تم لوگ جنگِ حنین کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منتشر ہوگئے تھے؟

حضرت براء رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان جنگ میں ہی تھے۔ ہوازن کے لوگ تیر اندازی میں ماہر تھے، اور جب ہم نے ان پر حملہ کیا تو وہ پیچھے ہٹ گئے، چنانچہ ہم مالِ غنیمت (یہ سمجھ کر کہ وہ بھاگ گئے ہیں)، جمع کرنے لگے، تو اچانک ہمیں تیروں کا سامنا کرنا پڑا۔ براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے

---

[79] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4317

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابو سفیان (بن حارث) رضی اللہ عنہ اس کی لگام پکڑے ہوئے تھے، ساتھ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے تھے: میں نبی ہوں، اس میں کوئی جھوٹ نہیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا کردار اور فتح:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ھشام بن ایوب حمیری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَيْنَا ذٰلِكَ الرَّجُلُ مِنْ هَوَازِنَ صَاحِبُ الرَّايَةِ عَلٰى جَمَلِهٖ يَصْنَعُ مَا يَصْنَعُ إِذْ هَوٰى لَهٗ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَرَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُرِيْدَانِهٖ قَالَ: فَيَأْتِيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ مِنْ خَلْفِهٖ فَضَرَبَ عُرْقُوْبَيِ الْجَمَلِ فَوَقَعَ عَلٰى عَجُزِهٖ وَوَثَبَ الْأَنْصَارِيُّ عَلَى الرَّجُلِ فَضَرَبَهٗ ضَرْبَةً أَطَنَّ قَدَمَهٗ بِنِصْفِ سَاقِهٖ فَانْجَعَفَ عَنْ رَحْلِهٖ قَالَ: وَاجْتَلَدَ النَّاسُ فَوَاللهِ مَا رَجَعَتْ رَاجِعَةُ النَّاسِ مِنْ هَزِيْمَتِهِمْ حَتّٰى وَجَدُوا الْأُسَارٰى مُكَتَّفِيْنَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [80]

ترجمہ: حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اسی دوران قبیلہ ہوازن کا وہ شخص جو جھنڈا اٹھائے ہوئے تھا، اپنے اونٹ پر سوار ہو کر (جنگ میں) جو چاہتا تھا کیے جارہا تھا، اتنے میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور انصار میں سے ایک صحابی اس کی طرف جھپٹے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پیچھے سے آئے اور اونٹ کی دونوں پچھلی رگیں کاٹ دیں، چنانچہ اونٹ اپنے پچھلے حصے پر گر پڑا۔ اسی وقت وہ انصاری صحابی اس پر جھپٹ پڑا اور اس نے ایسا وار کیا کہ اس کی ٹانگ آدھی پنڈلی تک کاٹ دی، جس کے نتیجے میں وہ اپنے کجاوے سے الٹ کر گر پڑا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر لوگوں کے درمیان خوب گھمسان کی لڑائی ہوئی، اللہ کی قسم! لوگوں کی جو جماعت میدانِ جنگ سے (وقتی طور پر) منتشر ہو گئی تھی، وہ اس وقت تک واپس نہ لوٹی جب تک انہوں نے قیدیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بندھے ہوئے نہ دیکھ لیا۔

---

[80] السیرۃ النبویہ لابن ھشام: جزء2ص377 غَزْوَةُ حُنَيْنٍ فِي سَنَةِ ثَمَانٍ. بَلَاءُ عَلِيٍّ وَالْأَنْصَارِ فِي هٰذِهِ الْحَرْبِ

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمیری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

أَبُو وَجْزَةَ يَزِيْدُ بْنُ عُبَيْدٍ السَّعْدِيُّ: أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْطٰى عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَارِيَةً يُقَالُ لَهَا رَيْطَةُ بِنْتُ هِلَالِ بْنِ حَيَّانَ بْنِ عُمَيْرَةَ بْنِ هِلَالِ بْنِ نَاصِرَةَ بْنِ قُصَيَّةَ بْنِ نَصْرِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ وَأَعْطٰى عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ جَارِيَةً يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ بِنْتُ حَيَّانَ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَيَّانَ وَأَعْطٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَارِيَةً فَوَهَبَهَا لِعَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ ابْنِهٖ. [81]

ترجمہ: ابو وجزہ یزید بن عبید السعدی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ایک کنیز عطا فرمائی جس کا نام ریطہ بنت ہلال بن حیّان بن عمیرہ بن ہلال بن ناصرۃ بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بکر تھا۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ایک کنیز عطا فرمائی، جس کا نام زینب بنت حیّان بن عمرو بن حیّان تھا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو ایک کنیز دی گئی، جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو ہدیہ کر دی۔

بت شکنی:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کو بتوں سے پاک کیا اس لیے یہ بھی ضروری تھا کہ ایسی نشانیاں جو جاہلیت کے دور سے تھیں ان کو ختم کیا جائے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جزیرہ عرب کے تمام علاقوں میں فوجی دستے اس مہم کے لیے روانہ کیے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو طئی علاقے میں فُلس نامی بت کو گرانے کا حکم دیا۔

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) لکھتے ہیں:

وَفِيْ رَبِيْعٍ الْآخَرِ سَرِيَّةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ إِلَى الْفُلْسِ صَنَمِ طَيِّءٍ لِيَهْدِمَهٗ فِيْ خَمْسِيْنَ وَمِائَةِ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلٰى مِائَةِ بَعِيْرٍ وَخَمْسِيْنَ فَرَسًا وَمَعَهٗ رَايَةٌ سَوْدَاءُ وَلِوَاءٌ أَبْيَضُ، فَشَنُّوا الْغَارَةَ عَلٰى مَحِلَّةِ آلِ حَاتِمٍ مَعَ الْفَجْرِ فَهَدَمُوا الْفُلْسَ وَخَرَّبُوْهُ وَمَلَؤُوْا أَيْدِيَهُمْ مِنَ السَّبْيِ وَالنَّعَمِ وَالشَّاءِ، وَفِيْ

[81] السیرۃ النبویہ لابن ہشام: جزء 2 ص 415 أَمْرُ أَمْوَالِ هَوَازِنَ وَسَبَايَاهَا... قِسْمُ الْفَيْءِ

السَّبْيِ أُخْتُ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ ، وَهَرَبَ عَدِيٌّ إِلَى الشَّامِ . [82]

ترجمہ: ربیع الآخر (سن 9ھ) میں حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی معیت میں ایک سریہ "الفلس "نامی بت کی طرف اسے توڑنے کے لیے بھیجا، جو طئی قبیلہ کا بت تھا۔ سریہ میں 150 انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہ شامل تھے اور ساتھ 100 اونٹ اور 50 گھوڑے تھے۔ان کے ساتھ سیاہ جھنڈا اور سفید علم بھی تھا۔انہوں نے آلِ حاتم کے مقام پر صبح کے وقت اچانک حملہ کیا اور الفلس نامی بت کو توڑ کر برباد کر دیا۔ انہوں نے اپنے ہاتھ مال غنیمت اور قیدیوں سے بھر لیے۔قیدیوں میں عدی بن حاتم (جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے) کی ہمشیرہ بھی شامل تھی اور عدی بن حاتم شام کی طرف فرار ہو گئے۔

غزوۂ تبوک میں:

سن 9 ہجری ماہ رجب المرجب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے شام کی طرف "تبوک" تشریف لے گئے۔ تبوک ایک چشمہ یا پہاڑی کا نام ہے۔اس کے قریب والے علاقے کو بھی تبوک کہہ دیا جاتا ہے۔

غزوۂ تبوک اور نیابتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم:

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى تَبُوكَ وَاسْتَخْلَفَ عَلِيًّا فَقَالَ: أَتُخَلِّفُنِي فِي الصِّبْيَانِ وَالنِّسَاءِ؟ قَالَ: أَلَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَيْسَ نَبِيٌّ بَعْدِي. [83]

ترجمہ: حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ اپنے والد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (مدینہ

---

[82] تاریخ الاسلام للذہبی: ج1 ص419 اَلسَّنَةُ التَّاسِعَةُ، سَرِيَّةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

[83] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4416

میں) اپنا نائب مقرر فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑ کر جارہے ہیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہو کہ آپ کا میرے ساتھ وہی مقام ہو جو حضرت ہارون علیہ السلام کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھا، مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

فائدہ:

مذکورہ روایت کو دیکھ کر بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہ کو اپنا نائب قرار دیا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہ بلافصل خلیفہ تھے لیکن حضرات خلفاء ثلاثہ (حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم) نے اسے غصب کر لیا۔

اس حوالے سے تین باتیں قابل غور ہیں:

(1) آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی مدینہ منورہ سے باہر کسی غزوہ کے لیے تشریف لے جاتے تو مدینہ میں کسی صحابی کو قائم مقام حاکم بناتے لیکن قائم مقام حاکم بنانا خلافت کی دلیل نہیں چہ جائیکہ خلافتِ بلافصل کی دلیل مانی جائے۔ اگر بالفرض قائم مقام حاکم بنانا ہی خلافت کی دلیل ہے تو پھر ایسی خلافت میں صرف حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہ اکیلے نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت شامل ہے۔

(2) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اور حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہ کے تعلق کو حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کے تعلق جیسا بتایا ہے لیکن اس سے خلافت بلافصل کا نظریہ سمجھ میں آ ہی نہیں سکتا کیونکہ حضرت ہارون علیہ السلام اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد جانشین بنے ہی نہیں اس لیے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی ہو چکی تھی۔

(3) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہ کو مدینہ منورہ میں اپنا قائم مقام حاکم بنایا تو کچھ منافقوں نے آپ کو طعنے دیے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی کی وجہ سے آپ کو عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر گئے ہیں، آپ حاضر ہوئے اور رو کر عرض کی: کچھ لوگ مجھے طعنے دے رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میرے لیے اس طرح ہو جس طرح موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون علیہ السلام تھے۔ یعنی جیسے موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر تشریف لے جاتے وقت اپنے قابل اعتماد بھائی کو کچھ وقت کے لیے اپنا نائب اور اپنے اہل وعیال کا نگران بنا

کر گئے تھے میں بھی اسی طرح کچھ وقت کے لیے تمہیں اپنا نائب اور اپنے اہل وعیال کا نگران بنا کر جارہا ہوں۔

وفدِ نجران، واقعۂ مباہلہ:

سن 9 ہجری میں نصاریٰ نجران کا 60 افراد پر مشتمل وفد عبد المسیح عاقب (عبد المسیح نام ہے اور عاقب اس کا لقب) کی قیادت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس وفد کے انتظامی امور سید ایہم) ایہم نام ہے اور سید اس کا لقب (سنبھال رہا تھا۔ ان کا پادری ابو حارثہ بن علقمہ تھا۔ اصل میں نجران کے دو گروہ تھے۔ اُمیین کا اور نصاریٰ کا۔ ان میں سے اُمیین نے اسلام قبول کر لیا تھا لیکن نصاریٰ نے جزیہ پر صلح کی۔

﴿ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ وَ نِسَآءَنَا وَ نِسَآءَكُمْ وَ اَنْفُسَنَا وَ اَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ اللّٰهِ عَلَى الْكٰذِبِيْنَ (٦١) ﴾.[84]

امام ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی رحمہ اللہ (ت 427ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ عَلٰى وَفْدِ نَجْرَانَ وَدَعَاهُمْ إِلَى الْمُبَاهَلَةِ، قَالُوْا: حَتّٰى نَرْجِعَ وَنَنْظُرَ فِيْ أَمْرِنَا ثُمَّ نَأْتِيْكَ غَدًا. فَخَلَا بَعْضُهُمْ بِبَعْضٍ وَقَالُوْا لِلْعَاقِبِ وَكَانَ ذَا رَأْيِهِمْ: يَا عَبْدَ الْمَسِيْحِ! مَا تَرٰى؟ فَقَالَ: وَاللّٰهِ يَا مَعْشَرَ النَّصَارٰى! لَقَدْ عَرَفْتُمْ أَنَّ مُحَمَّدًا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْفَصْلِ مِنْ أَمْرِ صَاحِبِكُمْ، وَاللّٰهِ مَا لَاعَنَ قَوْمٌ نَبِيًّا قَطُّ فَعَاشَ كَبِيْرُهُمْ وَلَا نَبَتَ صَغِيْرُهُمْ، وَلَئِنْ نَعْلَمْ ذٰلِكَ لَنَهْلِكُنَّ. فَإِنْ رَأَيْتُمْ إِلَّا الْبَقَاءَ لِدِيْنِكُمْ وَالْإِقَامَةَ عَلٰى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ مِنَ الْقَوْلِ فِيْ صَاحِبِكُمْ فَوَادِعُوا الرَّجُلَ وَانْصَرِفُوا إِلٰى بِلَادِكُمْ. فَأَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غَدَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَضِنًا الْحُسَيْنَ آخِذًا بِيَدِ الْحَسَنِ وَفَاطِمَةُ تَمْشِيْ خَلْفَهُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَلْفَهَا وَهُوَ يَقُوْلُ لَهُمْ: إِذَا أَنَا دَعَوْتُ فَأَمِّنُوْا.

فَقَالَ أُسْقُفُ نَجْرَانَ: يَا مَعْشَرَ النَّصَارٰى! إِنِّيْ لَأَرٰى وُجُوْهًا لَوْ سَأَلُوا اللّٰهَ أَنْ يُزِيْلَ جَبَلًا مِنْ

---

[84] سورۃ آلِ عمران: 61

مَكَانِهِ لَأَزَالَهُ فَلَا تَبْتَهِلُوا فَتَهْلِكُوا وَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ نَصْرَانِيٌّ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.[85]

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت وفدِ نجران کے سامنے تلاوت فرمائی اور انہیں مباہلہ کی دعوت دی، تو انہوں نے کہا: ہم واپس جاکر اپنے معاملے پر غور کر لیتے ہیں، پھر (جو مشورے میں طے ہو گا) کل آپ کو آکر بتادیں گے۔ چنانچہ وہ آپس میں الگ ہو کر مشورہ کرنے لگے، اور اپنے سردار عاقب سے (جو ان میں صاحبِ رائے آدمی) کہنے لگے: اے عبد المسیح! تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: اللہ کی قسم! اے نصاریٰ کی جماعت! تم خوب جانتے ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بھیجے ہوئے نبی بر حق ہیں اور وہ تمہارے پاس تمہارے صاحب (عیسیٰ علیہ السلام) کے بارے میں رب کی طرف سے فیصلہ کن بات لے کر آئے ہیں۔ اللہ کی قسم! جس قوم نے بھی کسی نبی سے مباہلہ کیا اس کا حال یہ ہوا کہ نہ ان کا بڑا زندہ رہا اور نہ ان کا چھوٹا پروان چڑھا۔ لہٰذا یہ ذہن میں رکھو کہ اگر تم نے مباہلہ کیا تو یقیناً ہلاک ہو جاؤ گے۔ اگر یہی مناسب سمجھتے ہو کہ اپنے دین پر قائم رہو اس پر جمے رہو جو تم اپنے صاحب کے بارے میں رکھتے ہو تو اس شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) سے صلح کر لو اور اپنے علاقہ کی طرف واپس چلے جاؤ۔

چنانچہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت آئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کے وقت حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو گود میں لیے ہوئے اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھامے ہوئے تشریف لا رہے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کے پیچھے چل رہی تھیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پیچھے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے فرما رہے تھے: جب میں دعا کروں تو تم آمین کہنا۔

یہ دیکھ کر نجران کے پادری نے کہا: اے گروہِ نصاریٰ! میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ اللہ سے دعا کریں کہ پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹا دے تو اللہ ضرور ہٹا دے، لہٰذا مباہلہ مت کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور روئے زمین پر قیامت تک کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا۔

---

[85] الکشف والبیان فی تفسیر القرآن: ج2 ص75 تفسیر سورۃ آل عمران، رقم الآیۃ 61

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بحیثیت داعی تقرری:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيْدِ إِلٰى أَهْلِ الْيَمَنِ يَدْعُوْهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ فَكُنْتُ فِيْمَنْ سَارَ مَعَهٗ فَأَقَامَ عَلَيْهِ سِتَّةَ أَشْهُرٍ لَايُجِيْبُوْنَهٗ إِلٰى شَيْءٍ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَأَمَرَهٗ أَنْ يَقْفُلَ خَالِدًا وَمَنْ مَعَهٗ فَإِنْ أَرَادَ أَحَدٌ مِمَّنْ كَانَ مَعَ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيْدِ أَنْ يَعْقُبَ مَعَهٗ تَرَكَهٗ. قَالَ الْبَرَاءُ: فَكُنْتُ فِيْمَنْ عَقِبَ مَعَهٗ فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلٰى أَوَائِلِ الْيَمَنِ بَلَغَ الْقَوْمَ الْخَبَرُ فَجَمَعُوْا لَهٗ فَصَلّٰى بِنَا عَلِيٌّ الْفَجْرَ فَلَمَّا فَرَغَ صَفَّنَا صَفًّا وَاحِدًا ثُمَّ تَقَدَّمَ بَيْنَ أَيْدِيْنَا فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ عَلَيْهِمْ كِتَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَتْ هَمْدَانُ كُلُّهَا فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ وَكَتَبَ بِذٰلِكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَرَأَ كِتَابَهٗ خَرَّ سَاجِدًا ثُمَّ جَلَسَ قَالَ: السَّلَامُ عَلٰى هَمْدَانَ. السَّلَامُ عَلٰى هَمْدَانَ! ثُمَّ تَتَابَعَ أَهْلُ الْيَمَنِ عَلَى الْإِسْلَامِ. [86]

ترجمہ: حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو اہلِ یمن کی طرف اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا اور میں بھی ان لوگوں میں شامل تھا جو ان کے ساتھ گئے۔ وہ چھ ماہ تک وہاں رہے، مگر لوگ کسی بات پر ان کی دعوت قبول نہ کرتے تھے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو واپس لے آئیں، البتہ جو شخص حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہ کر مزید کام کرنا چاہے، اسے اجازت دے دیں۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بھی انہی لوگوں میں تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ واپس نہ ہوئے۔

[86] تاریخ الطبری: ج3 ص131 سَنَةَ عَشْرٍ، سَرِيَّةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ إِلَى الْيَمَنِ

جب ہم یمن کے ابتدائی علاقوں میں پہنچے تو لوگوں کو ہماری آمد کی خبر مل گئی، چنانچہ وہ سب جمع ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، پھر نماز سے فارغ ہو کر ہمیں ایک ہی صف میں کھڑا کیا، اس کے بعد ہمارے سامنے آگے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خط انہیں پڑھ کر سنایا۔ چنانچہ قبیلہ ٔ ہمدان ایک ہی دن میں سب کا سب اسلام لے آیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کی اطلاع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لکھ بھیجی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا خط پڑھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے میں گر گئے، پھر بیٹھ کر فرمایا: ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو! اس کے بعد اہلِ یمن لگاتار اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّیَّتِهٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِیْمَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

حدیثِ ثقلین اور خطبہ غدیرِ خُم

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا رَجَعَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَنَزَلَ غَدِيرَ خُمٍّ أَمَرَ بِدَوحَاتٍ فَقُمْتُ ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: كَأَنِّي قَدْ دُعِيتُ فَأَجَبْتُ إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمُ الثَّقَلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي فَانْظُرُوا كَيْفَ تَخْلُفُونِي فِيهِمَا؟ فَإِنَّهُمَا لَنْ يَتَفَرَّقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ مَوْلَايَ وَأَنَا وَلِيُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ ثُمَّ أَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا مَوْلَاهُ اللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ فَقُلْتُ لِزَيْدٍ: أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالَ: مَا كَانَ فِي الدَّوحَاتِ أَحَدٌ إِلَّا قَدْ رَآهُ بِعَيْنَيْهِ وَسَمِعَهُ بِأُذُنَيْهِ.[87]

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے اور "غدیر خم" کے مقام پر قیام فرمایا تو آپ نے وہاں موجود درختوں کے نیچے جگہ صاف کرنے کا حکم دیا۔ پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا:

ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے مجھے (اللہ کی طرف سے) بلاوا آنے والا ہے اور میں اس پکار کو قبول کرنے والا ہوں (یعنی مجھے اپنی وفات کا وقت قریب لگتا ہے)۔ میں تمہارے پاس دو نہایت اہم چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں، جن میں سے ایک دوسری سے بڑھ کر ہے: ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میرے اہلِ بیت۔ تم غور کرنا کہ میرے بعد تم ان دونوں کے ساتھ کیا معاملہ کرتے ہو؟ کیونکہ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ آپ نے فرمایا: بے شک اللہ میرا مولیٰ ہے اور میں ہر مومن کا دوست ہوں۔

پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں، یہ (علی) بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ اے اللہ! جو اس سے محبت کرے آپ اس سے محبت فرمائیے اور جو اس سے دشمنی کرے آپ بھی اس

[87] المعجم الکبیر للطبرانی: ج3 ص286 رقم الحدیث 4836

سے دشمنی فرمایئے۔(راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ نے یہ بات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: "وہاں درختوں کے نیچے جتنے لوگ موجود تھے، سب نے اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا۔

فائدہ:

حدیث مبارک دو اہم عنوان پر مشتمل ہے۔

1: ثقلین (کتاب اللہ اور اھل بیت) کے بارے میں اھل السنۃ والجماعۃ کا مؤقف

2: غدیرِ خُم پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: "مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَهٰذَا مَوْلَاہُ".

نمبر 1: حدیثِ ثقلین کے بارے اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف:

اسلام میں نصوصِ شرعیہ کو سمجھنے کا ایک مسلمہ اصول یہ ہے کہ ہر روایت کو قرآنِ کریم کے محکمات، سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت شدہ ذخیرے اور اسلاف امت کے فہم کی روشنی میں دیکھا جائے۔ اس اصول سے انحراف؛ فکری انتشار اور اعتقادی غلو کا سبب بن کر گمراہی پر منتج ہوتا ہے۔ حدیثِ ثقلین ان روایات میں سے ہے جنہیں بعض حلقوں نے سیاق و سباق سے ہٹا کر مخصوص نظریات کی بنیاد بنانے کی کوشش کی، حالانکہ اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک اس حدیث کا مفہوم نہایت واضح، متوازن اور امت کے متفقہ منہج کے عین مطابق ہے۔

قرآن و سنت: ہدایت کا اصل اور مستقل سرچشمہ:

اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ہدایت اور نجات کا اصل اور مستقل سرچشمہ صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآنِ کریم اس اصول کو بار بار واضح کرتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ [88]

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔

---

[88] سورۃ النساء:59

امام مالک بن انس رحمہ اللہ (ت 179ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

مَالِكٌ، أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا: كِتَابَ اللهِ وَسُنَّةَ نَبِيِّهِ. [89]

ترجمہ: امام مالک بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں، جب تک تم ان کو مضبوطی سے تھامے رکھو گے ہر گز گمراہ نہ ہو گے: اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔

یہی وہ بنیاد ہے جس پر پورا دین قائم ہے۔ قرآنِ کریم میں کسی ایک مقام پر بھی اہلِ بیت کی اطاعت کو قرآن و سنت کے برابر ایک مستقل دینی مأخذ کے طور پر پیش نہیں کیا گیا۔

حدیثِ ثقلین کے متون اور صحیح محلِ استدلال:

حدیثِ ثقلین مختلف الفاظ کے ساتھ منقول ہے۔ بعض روایات میں "كِتَابُ اللهِ وَسُنَّتِي" جبکہ بعض میں "كِتَابُ اللهِ وَعِتْرَتِي" کے الفاظ آئے ہیں۔ اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک ان متون میں تطبیق یوں دی جاتی ہے کہ اصل ہدایت اور حجت کتاب و سنت ہی ہیں، جبکہ اہلِ بیت اس ہدایت کے عملی نمونے، حامل اور محافظ ہیں۔ اس کا مقصد اہلِ بیت کی عظمت، محبت اور ان کے حقوق کی یاد دہانی ہے، نہ کہ انہیں شریعت کا ہم پلہ مأخذ قرار دینا۔

"ثقلین" کی تعبیر اور مراتب کی وضاحت:

حدیث میں قرآن اور اہلِ بیت دونوں کو ثقل کہا گیا ہے، لیکن بعض طرق میں قرآن کو ثقلِ اکبر کے الفاظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن اصل میزان اور حق ہے، جبکہ اہلِ بیت اس میزان کے تابع ہیں۔ اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک قرآن ہر حال میں فیصلہ کن اتھارٹی ہے، اور اہلِ بیت کا شرف اسی قرآن کی اتباع، خدمت اور حفاظت کے ساتھ وابستہ ہے۔

---

[89] موطأ الامام مالک: رقم الحدیث 1601 بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْقَوْلِ بِالْقَدَرِ

اہلِ بیت کے مفہوم کی جامع تعبیر:

اھل السنۃ والجماعۃ اہلِ بیت کے مفہوم میں نہ غلو کے قائل ہیں اور نہ تنگ نظری کے۔ قرآنِ کریم نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہلِ بیت میں شامل فرمایا ہے:

﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْہِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَہْلَ الْبَیْتِ﴾ [90]

اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ اے اہلِ بیت! تم سے ہر قسم کی ناپاکی دور رکھے۔

اسی طرح حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم، نیز بنو ہاشم کے وہ افراد جن پر صدقہ حرام ہے، اہلِ بیت میں شامل ہیں۔ اھل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک اہلِ بیت کی یہ فضیلت نسب، شرف اور دینی نسبت کی بنا پر ہے، نہ کہ اس بنیاد پر کہ قیامت تک آنے والا ہر شخص جو نسبی طور پر اس خاندان سے تعلق رکھے، بلا قید و شرط دینی حجت بن جائے۔

وصیتِ محبت اور منصبِ امامت میں فرق:

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل فرماتے ہیں:

حَدَّثَنِي يَزِيْدُ بْنُ حَيَّانَ قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَحُصَيْنُ بْنُ سَبْرَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُسْلِمٍ إِلٰى زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ فَلَمَّا جَلَسْنَا إِلَيْهِ قَالَ لَهٗ حُصَيْنٌ: لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا رَأَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتَ حَدِيْثَهٗ وَغَزَوْتَ مَعَهٗ وَصَلَّيْتَ خَلْفَهٗ لَقَدْ لَقِيْتَ يَا زَيْدُ خَيْرًا كَثِيْرًا حَدِّثْنَا يَا زَيْدُ مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَا ابْنَ أَخِي! وَاللّٰهِ لَقَدْ كَبِرَتْ سِنِّيْ وَقَدُمَ عَهْدِيْ وَ نَسِيْتُ بَعْضَ الَّذِيْ كُنْتُ أَعِيْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا حَدَّثْتُكُمْ فَاقْبَلُوْا وَمَا لَا فَلَا تُكَلِّفُوْنِيْهِ ثُمَّ قَالَ: قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فِيْنَا خَطِيْبًا بِمَاءٍ يُدْعٰى خُمًّا بَيْنَ مَكَّةَ وَ الْمَدِيْنَةِ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ وَوَعَظَ وَذَكَّرَ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! أَلَا أَيُّهَا النَّاسُ! فَإِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ يُوْشِكُ

[90] سورۃ الاحزاب:33

أَنْ يَأْتِيَ رَسُوْلُ رَبِّيْ فَأُجِيبَ وَأَنَا تَارِكٌ فِيكُمْ ثَقَلَيْنِ: أَوَّلُهُمَا كِتَابُ اللهِ فِيهِ الْهُدٰى وَالنُّوْرُ فَخُذُوْا بِكِتَابِ اللهِ وَاسْتَمْسِكُوْا بِهِ فَحَثَّ عَلٰى كِتَابِ اللهِ وَرَغَّبَ فِيهِ ثُمَّ قَالَ: وَأَهْلُ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِيْ أَهْلِ بَيْتِي أُذَكِّرُكُمُ اللهَ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَقَالَ لَهُ حُصَيْنٌ: وَمَنْ أَهْلُ بَيْتِهِ؟ يَا زَيْدُ أَلَيْسَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ قَالَ نِسَاؤُهُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهِ وَلٰكِنْ أَهْلُ بَيْتِهِ مَنْ حُرِمَ الصَّدَقَةَ بَعْدَهُ قَالَ: وَمَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ آلُ عَلِيٍّ وَآلُ عَقِيلٍ وَآلُ جَعْفَرٍ وَآلُ عَبَّاسٍ قَالَ: كُلُّ هٰؤُلَاءِ حُرِمَ الصَّدَقَةَ؟ قَالَ: نَعَمْ. [91]

ترجمہ: یزید بن حیان رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں اور حصین بن سبرہ رحمہ اللہ اور عمر بن مسلم رحمہ اللہ، زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ جب ہم ان کے پاس بیٹھ گئے تو حصین رحمہ اللہ نے ان سے کہا: اے زید! آپ نے بہت بڑی خیر پائی ہے؛ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ کی حدیث سنی، آپ کے ساتھ جہاد کیا اور آپ کے پیچھے نماز پڑھی۔ بے شک آپ نے بہت بڑی خیر حاصل کی ہے۔ اے زید! ہمیں وہ باتیں بیان کیجیے جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوں۔ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! اللہ کی قسم، میری عمر بہت بڑھ چکی ہے، میرا زمانہ گزر چکا ہے اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ یاد رکھتا تھا اس میں سے کچھ بھول بھی گیا ہوں۔ لہٰذا جو بات میں تمہیں بیان کروں اسے قبول کرنا، اور جسے بیان نہ کروں اس پر مجھے مجبور نہ کرنا۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، ایک ایسے پانی کے کنارے جسے خُمّ کہا جاتا تھا، جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، وعظ فرمایا اور نصیحت کی، پھر فرمایا: اما بعد! سن لو اے لوگو! میں ایک بشر ہوں، قریب ہے کہ میرے رب کا بھیجا ہوا میرے پاس آئے اور میں اس کی پکار پر لبیک کہہ دوں۔ اور میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ان میں پہلی اللہ کی کتاب ہے، جس میں ہدایت اور نور ہے، پس تم اللہ کی کتاب کو

---

[91] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2408

مضبوطی سے تھام لو اور اسی کو پکڑے رکھو۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی کتاب کی بہت تاکید فرمائی اور اس کی رغبت دلائی۔ پھر فرمایا: اور میرے اہلِ بیت۔ میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر اپنے اہلِ بیت کے بارے میں یاد دہانی کراتا ہوں، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر اپنے اہلِ بیت کے بارے میں یاد دہانی کراتا ہوں، میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر اپنے اہلِ بیت کے بارے میں یاد دہانی کراتا ہوں۔ اس پر حصین رحمہ اللہ نے کہا: اے زید! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کون ہیں؟ کیا آپ کی بیویاں آپ کے اہلِ بیت میں شامل نہیں ہیں؟ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کی بیویاں بھی آپ کے اہلِ بیت میں شامل ہیں، لیکن آپ کے اہلِ بیت وہ ہیں جن پر آپ کے بعد صدقہ حرام کیا گیا ہے۔ پوچھا گیا: وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: وہ علی کی آل، عقیل کی آل، جعفر کی آل اور عباس رضی اللہ عنہم کی آل ہیں۔ حصین رحمہ اللہ نے پوچھا: کیا ان سب پر صدقہ حرام ہے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں۔

فائدہ:

یہ الفاظ اہلِ بیت کے بارے میں محبت، احترام اور حقوق کی ادائیگی کی تاکید ہیں۔ ان میں نہ امامت کی تصریح ہے اور نہ خلافت کی نامزدگی۔ اگر یہاں کوئی منصبی یا تشریعی اطاعت مراد نہیں۔

حدیثِ ثقلین اور فہمِ صحابہ رضی اللہ عنہم:

حدیثِ ثقلین کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کا سب سے مضبوط معیار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا فہم اور عملی طرزِ عمل ہے۔ اگر اس حدیث سے اہلِ بیت کی منصوص دینی یا سیاسی امامت مراد ہوتی تو صحابۂ کرام اسی بنیاد پر خلافت کا نظام قائم کرتے۔ لیکن تاریخ کا واضح اور متفقہ ثبوت ہے کہ خلافت شوریٰ، بیعت اور اجماعِ امت کے ذریعے قائم ہوئی، اور کسی مرحلے پر حدیثِ ثقلین کو خلافتِ بلافصل کی دلیل نہیں بنایا گیا۔ یہ طرزِ عمل خود اس حدیث کے غالیانہ مفہوم کی نفی کرتا ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا عملی اُسوہ:

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے حق میں کبھی حدیثِ ثقلین کو نصِ قطعی کے طور پر پیش نہیں کیا۔ آپ نے خلفائے سابقین کی بیعت کی اور امت کے اجتماعی فیصلے کو تسلیم فرمایا۔ اگر حدیثِ ثقلین میں

خلافت یا امامت کی صریح نص موجود ہوتی تو سب سے پہلے اس کا حوالہ خود حضرت علی رضی اللہ عنہ دیتے۔

خلاصۂ موقف:

اھل السنۃ والجماعۃ کا موقف افراط و تفریط کے درمیان اعتدال پر قائم ہے۔ قرآن اصل ہدایت ہے، سنت اس کی عملی تشریح ہے، اور اہلِ بیت محبت، احترام اور اتباع کے مستحق ہیں۔ حدیثِ ثقلین اسی متوازن منہج کی طرف رہنمائی کرتی ہے، نہ کہ کسی نئے اعتقادی ڈھانچے کی طرف۔

مختصر یہ کہ حدیثِ ثقلین اھل السنۃ کے نزدیک قرآنِ کریم سے وابستگی، سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اہلِ بیتِ اطہار سے صحیح اور شرعی محبت کی جامع دعوت ہے۔ اس حدیث کو بنیاد بنا کر کسی ایسے نظریے کی تشکیل درست نہیں جو قرآنِ کریم، سنتِ متواترہ اور فہمِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف ہو۔ اھل السنۃ والجماعۃ کا یہی متوازن منہج امت کے فکری استحکام اور دینی وحدت کا ضامن ہے۔

نمبر 2: غدیرِ خُم کے خطبے کی وجہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقعہ پر 4 ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں تشریف لائے، حرم مکہ پہنچ کر عمرہ کے ارکان ادا فرمائے اور پھر چار دن تک مکہ میں قیام فرمایا، انہی چار دنوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ (جو رمضان 10ھ سے یمن تشریف لے گئے ہوئے تھے) واپس مکہ مکرمہ پہنچے اور وہ خمس (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جسے لانے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن روانہ کیا تھا، اس سفر میں آپ کے بعض ساتھیوں کو آپ رضی اللہ عنہ سے چند شکایتیں ہو گئی تھیں جن کا تذکرہ ان ساتھیوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شکایات کے ازالہ کے لیے مذکورہ خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔

غدیرِ خُم کی جامع روایت:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ غدیر خم میں کیا ارشاد فرمایا؟ مختلف روایات اس بارے میں ملتی ہیں۔ ان میں مسند احمد بن حنبل کی روایت تقریباً تمام روایات کی جامع ہے، ملاحظہ ہو:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَنَزَلْنَا بِغَدِيْرِ خُمٍّ فَنُوْدِيَ فِيْنَا الصَّلَاةُ جَامِعَةٌ وَكُسِحَ لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحْتَ شَجَرَتَيْنِ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ فَقَالَ: أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ؟ قَالُوْا: بَلٰى! قَالَ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنِّيْ أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ؟ قَالُوا: بَلٰى! قَالَ فَأَخَذَ بِيَدِ عَلِيٍّ فَقَالَ: مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ، قَالَ: فَلَقِيَهٗ عُمَرُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: هَنِيْئًا يَا ابْنَ أَبِيْ طَالِبٍ! أَصْبَحْتَ وَأَمْسَيْتَ مَوْلٰى كُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ۔ [92]

ترجمہ: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے۔ جب ہم غدیر خم کے مقام پر پہنچے تو ہمیں جمع کیا گیا اور نماز کے لیے اعلان کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دو درختوں کے نیچے جگہ صاف کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا کی اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں مؤمنین کی جانوں سے زیادہ ان پر حق رکھتا ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: جی ہاں! (ہم جانتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا آپ نہیں جانتے کہ میں ہر مؤمن پر اس کی جان سے زیادہ حق دار ہوں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں، علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اے اللہ! جو اس سے محبت کرے آپ بھی اس سے محبت فرمائیے اور جو اس سے دشمنی کرے آپ بھی اس سے دشمنی فرمائیے! راوی کہتے ہیں کہ بعد میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملے اور فرمایا: اے ابو طالب کے بیٹے! مبارک ہو، تم صبح وشام ہر ایمان والے مرد وعورت کے مولیٰ بن گئے ہو۔

خلافت بلا فصل پر استدلال درست نہیں:

اس روایت سے امامت اور خلافت علی بلا فصل پر استدلال درست نہیں ہے اس لیے کہ

[92] مسند احمد: ج14 ص185 رقم الحدیث 18391

[1]: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت اور موالاۃ کا اظہار محض اس لیے تھا کہ لوگوں کے دلوں میں ان کے بارے میں کوئی رنجش باقی نہ رہے، خلافت بلا فصل اور امامت کا اس میں دور دور کا تذکرہ نہیں۔

[2]: اھل السنۃ والجماعۃ میں جہاں "حدیث غدیر خم" موجود ہے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے واضح اشارات بھی ہیں جن میں خلافت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے یا خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی ترتیب کا ذکر ہے (گو اشارۃً ہی سہی) جس کا مطلب سوائے اس کے اور کیا ہے کہ حدیثِ غدیر خم ایک وقتی ضرورت کے پیش نظر وارد ہوئی نہ کہ مستقلاً اصول امامت یا خلافت کے لیے۔

[3]: اگر یہ حدیث مسئلہ امامت یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل کے متعلق ہوتی تو اس کا محل اور مقام حجۃ الوداع کا اجتماع تھا جہاں قریب و بعید تمام علاقوں کے مسلمان جمع تھے جو ایک عالمی اجتماع تھا، جس کا مقصد ایک عالمی نظریہ امت کو دینا تھا لیکن یہ حدیث "خُم" کے تالاب کے پاس بیان ہوئی ہے جو اس بات کی یقینی دلیل ہے کہ اس سے مقصود آفاقی اور اجتماعی فیصلہ کا بیان کرنا مقصود نہیں تھا، بلکہ ایک وقتی ضرورت کا بیان کرنا تھا۔

لفظ "مولیٰ" کے متعدد معانی:

لویس معلوف صاحب المنجِد لکھتے ہیں:

وَالْمَوْلٰی: اَلْمَالِكُ ... اَلْمُعْتِقُ وَالْمُعْتَقُ.. اَلْمُحِبُّ.. اِبْنُ الْعَمِّ.. اَلْجَارُ.. اَلْحَلِيفُ.. اَلصِّهْرُ. [93]

ترجمہ: مولیٰ کا لفظ مالک، آزاد کردہ غلام، آزاد کرنے والا، محبت کرنے والا، چچازاد، پڑوسی، معاہدہ کرنے والا اور سسرالی رشتہ وغیرہ کے معانی میں استعمال ہوتا ہے۔

لہٰذا حدیث مبارک میں "مولیٰ" کو "خلیفہ" پر خاص کرنا لغت کے بھی خلاف ہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں شکایات کا ازالہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[93] المنجد فی اللغۃ: تحت مادہ وَلِیَ

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا إِلَى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلَا تَرَى إِلَى هٰذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: يَا بُرَيْدَةُ! أَتُبْغِضُ عَلِيًّا فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. [94]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خالد (رضی اللہ عنہ) کی طرف بھیجا تاکہ خمس (مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ) وصول کریں۔ اور میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض رکھتا تھا، اور وہ (اس وقت) غسل فرما چکے تھے۔ میں نے خالد سے کہا: کیا تم اس شخص کو نہیں دیکھتے؟ پھر جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے بریدہ! کیا تم علی سے تحفظات رکھتے ہو؟" میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان سے دلی میل نہ رکھو، کیونکہ ان کے لیے خمس میں اس سے زیادہ (حق و مقام) ہے۔اس پس منظر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت (محبت و نصرت) کو واضح فرمایا۔

محبت و نصرت پر دلالت:

حدیثِ غدیر کے الفاظ: اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ. [95]

ترجمہ: اے اللہ! جو اس سے محبت کرے تو اس سے محبت فرما، اور جو اس سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی فرما۔

یہ الفاظ محبت و دشمنی کے ہیں، خلافت یا حکومت کے نہیں۔

---

[94] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4350

[95] المعجم الکبیر للطبرانی: ج3 ص286 رقم الحدیث 4836

خلافت کے لیے صریح لفظ کا نہ آنا:

اگر خلافت مراد ہوتی تو وہ الفاظ مذکور ہوتے جن میں خلافت کا اشارہ موجود ہوتا جیسا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے اشارات موجود ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا فہم (اجماع بر خلافتِ ابی بکر رضی اللہ عنہ)

امام احمد بن علی ابو بکر رازی الجصاص الحنفی رحمہ اللہ (ت 370ھ) لکھتے ہیں:

فَقَالَتِ الْأَنْصَارُ: (مِنَّا أَمِيرٌ وَمِنْكُمْ أَمِيرٌ) ثُمَّ أَجْمَعُوا عَلَى بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَانْحَسَمَ ذٰلِكَ الْخِلَافُ وَصَحَّ الْإِجْمَاعُ. [96]

ترجمہ: انصار نے کہا: (ہم میں سے ایک امیر ہو اور تم میں سے ایک امیر ہو)، (لیکن بعد میں) سب نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی (خلافت) پر اتفاق کر لیا اور اس طرح وہ اختلاف ختم ہو گیا اور اجماع ثابت ہو گیا۔

اہلِ بیتِ اطہار کا عمومی ذکر:

حدیث میں الفاظ آئے ہیں:

كِتَابَ اللهِ وَعِتْرَتِي أَهْلَ بَيْتِي.

یہاں پورے اہلِ بیت رضی اللہ عنہم کا ذکر ہے، نہ کہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا اعلان۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

[96] الفصول فی الاصول للجصاص: ج3 ص342 بَابُ الْقَوْلِ فِي الْإِجْمَاعِ بَعْدَ الِاخْتِلَافِ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نمائندگی

امام ابو محمد عبد الملک بن ہشام بن ایوب حمیری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ: وَحَدَّثَنِيْ حَكِيْمُ بْنُ حَكِيْمِ بْنِ عَبَّادِ بْنِ حُنَيْفٍ عَنْ أَبِيْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ أَنَّهُ قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ بَرَاءَةٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ كَانَ بَعَثَ أَبَا بَكْرٍ الصِّدِّيْقَ لِيُقِيْمَ لِلنَّاسِ الْحَجَّ، قِيْلَ لَهُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَوْ بَعَثْتَ بِهَا إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ، فَقَالَ: لَا يُؤَدِّيْ عَنِّيْ إِلَّا رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِيْ، ثُمَّ دَعَا عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: اخْرُجْ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ مِنْ صَدْرِ بَرَاءَةٍ وَأَذِّنْ فِي النَّاسِ يَوْمَ النَّحْرِ إِذَا اجْتَمَعُوْا بِمِنًى أَنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَمَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ لَهُ إِلٰى مُدَّتِهِ فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رِضْوَانُ اللهِ عَلَيْهِ عَلٰى نَاقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَضْبَاءِ، حَتّٰى أَدْرَكَ أَبَا بَكْرٍ بِالطَّرِيْقِ فَلَمَّا رَآهُ أَبُوْبَكْرٍ بِالطَّرِيْقِ قَالَ: أَ أَمِيْرٌ أَوْ مَأْمُوْرٌ؟ فَقَالَ: بَلْ مَأْمُوْرٌ، ثُمَّ مَضَيَا، فَأَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ لِلنَّاسِ الْحَجَّ، وَالْعَرَبُ إِذْ ذَاكَ فِيْ تِلْكَ السَّنَةِ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ مِنَ الْحَجِّ، الَّتِيْ كَانُوْا عَلَيْهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ قَامَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالَّذِيْ أَمَرَهُ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ كَافِرٌ وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَمَنْ كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَهُوَ لَهُ إِلٰى مُدَّتِهِ وَأَجَّلَ النَّاسَ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ مِنْ يَوْمِ أَذَّنَ فِيْهِمْ لِيَرْجِعَ كُلُّ قَوْمٍ إِلٰى مَأْمَنِهِمْ أَوْ بِلَادِهِمْ، ثُمَّ لَا عَهْدَ لِمُشْرِكٍ وَلَا ذِمَّةَ إِلَّا أَحَدًا كَانَ لَهُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ إِلٰى مُدَّةٍ فَهُوَ لَهُ إِلٰى مُدَّتِهِ فَلَمْ يَحُجَّ بَعْدَ ذٰلِكَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَلَمْ يَطُفْ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ، ثُمَّ قَدِمَا عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [97]

[97] السیرۃ النبویۃ لابن ہشام: جزء2 ص461 حَجُّ أَبِيْ بَكْرٍ بِالنَّاسِ سَنَةَ تِسْعٍ

ترجمہ: ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں: مجھے حکیم بن حکیم بن عباد بن حنیف نے ابو جعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہم سے بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا: جب سورۃ براءۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو لوگوں کا امیر بنا کر حج کے لیے روانہ کر چکے تھے، آپ سے عرض کی گئی: یارسول اللہ! آپ یہ (سورۃ براءۃ) بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری طرف سے یہ بات صرف میرے اہلِ بیت میں سے ہی کوئی شخص پہنچا سکتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور فرمایا: سورہ براءۃ کی ابتدائی آیات لے کر مکہ جائیں اور یوم النحر (قربانی کے دن) جب لوگ منیٰ میں جمع ہوں تو ان کے درمیان یہ اعلان کر دیں کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہو گا، اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، نہ کوئی شخص بے لباس ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے، وہ اس کی مقررہ مدت تک باقی رہے گا۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی "عَضباء" پر سوار ہو کر روانہ ہوئے، راستے میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو فرمایا: کیا آپ امیر بن کر آئے ہیں یا مامور بن کر؟ آپ نے عرض کی: نہیں، بلکہ میں مامور ہوں (آپ کے ماتحت ہوں)۔ پھر دونوں حضرات آگے بڑھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حج کرایا، اور عرب کے لوگ اس سال اپنے ان طریقوں پر ہی تھے جو وہ زمانہ جاہلیت میں اختیار کرتے تھے۔ پھر جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور وہ اعلان فرمایا جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا کہ "اے لوگو! یاد رکھو، جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہو گا، اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، نہ ہی کوئی برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرے گا اور جس کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے، وہ اپنی مقررہ مدت تک باقی رہے گا۔" پھر لوگوں کے لئے چار مہینے کی مہلت مقرر کر دی گئی تاکہ ہر قوم اپنے ٹھکانے یا اپنے وطن لوٹ جائے۔ اس کے بعد (چار مہینے کے بعد) کسی مشرک کے لئے کوئی عہد یا کوئی ذمہ باقی نہیں سوائے ان کے جن کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی معاہدہ مقررہ مدت تک تھا، تو وہ اپنی مدت پوری کرے گا۔ چنانچہ اس سال کے بعد نہ کسی مشرک نے حج کیا اور نہ کسی نے برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ (حج کا فریضہ ادا کرنے کے

بعد) حضرت علی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس تشریف لائے۔

یمن میں بحیثیت قاضی:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَنِي رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْيَمَنِ، قَالَ: فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ! تَبْعَثُنِي إِلَى قَوْمٍ أَسَنَّ مِنِّي، وَأَنَا حَدِيثٌ لَا أُبْصِرُ الْقَضَاءَ؟ قَالَ: فَوَضَعَ يَدَهُ عَلَى صَدْرِي وَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ لِسَانَهُ وَاهْدِ قَلْبَهُ، يَا عَلِيُّ! إِذَا جَلَسَ إِلَيْكَ الْخَصْمَانِ فَلَا تَقْضِ بَيْنَهُمَا حَتّٰى تَسْمَعَ مِنَ الْآخَرِ كَمَا سَمِعْتَ مِنَ الْأَوَّلِ فَإِنَّكَ إِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ تَبَيَّنَ لَكَ الْقَضَاءُ". قَالَ: فَمَا اخْتَلَفَ عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ، أَوْ مَا أَشْكَلَ عَلَيَّ قَضَاءٌ بَعْدُ. [98]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف (بطور قاضی) بھیجا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے ایسے لوگوں کے پاس بھیج رہے ہیں جو عمر میں مجھ سے بڑے ہیں جبکہ میں ابھی کم عمر ہوں اور مجھے فیصلوں کا پورا تجربہ نہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک میرے سینے پر رکھا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اس کی زبان کو ثابت رکھ اور اس کے دل کو ہدایت دے۔ علی! جب آپ کے پاس فریقین مقدمہ لائیں تو ان کا فیصلہ نہ کرنا جب تک دوسرے کی بات بھی اسی طرح نہ سن لو جس طرح پہلے کی سنی ہے، کیونکہ جب تم ایسا کرو گے تو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو جائے گی۔ آپ فرماتے ہیں: اس کے بعد کبھی کوئی فیصلہ مجھ پر مشتبہ نہیں ہوا (یا یہ فرمایا کہ) نہ ہی کسی فیصلے میں مجھے کوئی الجھن پیش آئی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مالِ خمس میں تصرف:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا

---

[98] مسند احمد: ج1 ص544 رقم الحدیث 882

إِلٰى خَالِدٍ لِيَقْبِضَ الْخُمُسَ وَكُنْتُ أُبْغِضُ عَلِيًّا وَقَدِ اغْتَسَلَ فَقُلْتُ لِخَالِدٍ: أَلَا تَرٰى إِلٰى هٰذَا فَلَمَّا قَدِمْنَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ: يَا بُرَيْدَةُ أَتُبْغِضُ عَلِيًّا؟ فَقُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: لَا تُبْغِضْهُ فَإِنَّ لَهُ فِي الْخُمُسِ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ. [99]

ترجمہ: عبد اللہ بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خالد کی طرف بھیجا تاکہ خمس (مالِ غنیمت کا پانچواں حصہ) وصول کریں۔ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کچھ تحفظات تھے، اور وہ (اس وقت) غسل فرما چکے تھے۔ میں نے خالد سے کہا: کیا تم اس شخص کو نہیں دیکھتے؟ پھر جب ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو میں نے یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اے بریدہ! کیا تم علی سے تحفظات رکھتے ہو؟" میں نے عرض کی: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ان سے دلی میل نہ رکھو، کیونکہ ان کے لیے خمس میں اس سے زیادہ (حق) ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ يَقُوْلُ: بَعَثَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ فِيْ أَدِيْمٍ مَقْرُوْظٍ لَمْ تُحَصَّلْ مِنْ تُرَابِهَا، قَالَ: فَقَسَمَهَا بَيْنَ أَرْبَعَةِ نَفَرٍ بَيْنَ عُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ وَأَقْرَعَ بْنِ حَابِسٍ وَزَيْدِ الْخَيْلِ وَالرَّابِعُ: إِمَّا عَلْقَمَةُ وَإِمَّا عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ. [100]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یمن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک تھوڑا سا (کچا) سونا ایک چمڑے کے تھیلے میں بھیجا جس کی مٹی صاف نہیں کی گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چار آدمیوں عیینہ بن بدر، اقرع بن حابس، زید الخیل اور علقمہ یا عامر بن طفیل رضی اللہ عنہم کے درمیان تقسیم فرمایا۔

---

[99] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4350

[100] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4351

حجۃ الوداع

یمن سے قربانی کے جانور لانا:

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَكَانَ جَمَاعَةُ الْهَدْيِ الَّذِيْ قَدِمَ بِهٖ عَلِيٌّ مِنَ الْيَمَنِ وَالَّذِيْ أَتٰى بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةً. [101]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ جو قربانی کے جانور یمن سے لے کر آئے تھے اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ سے اپنے) ساتھ لائے تھے ان سب کی مجموعی تعداد ایک سو تھی۔

حجۃ الوداع میں شرکت:

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ عینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

رُوِيَ أَنَّ عَلِيًّا نَحَرَ بَاقِيَهَا وَيُقَالُ: أَهْدٰى مِائَةَ بَدَنَةٍ فَنَحَرَ ثَلَاثًا وَسِتِّيْنَ بِيَدِهٖ كُلَّ وَاحِدٍ عَنْ سَنَةٍ مِنْ عُمُرِهٖ وَفِيْهِ إِشَارَةٌ إِلٰى قَدْرِ عُمُرِهٖ وَأَعْطٰى عَلِيًّا فَنَحَرَ الْبَاقِيَ. [102]

ترجمہ: اور یہ بھی روایت میں ہے کہ باقی اونٹ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نحر کیے۔ یہ بھی روایات میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سو اونٹ قربانی کے لیے پیش فرمائے، جن میں سے 63 اونٹ اپنے دستِ مبارک سے نحر کیے، ہر ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر کے ایک ایک سال کے بدلے میں تھا اور اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کی مقدار کی طرف اشارہ ہے اور باقی قربانیاں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائیں، پھر انہوں نے انہیں نحر کیا۔

---

[101] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1218

[102] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج7 ص81 بَابُ التَّحْمِيْدِ وَالتَّسْبِيْحِ وَالتَّكْبِيْرِ

وفات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں خدمت:

امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاشْتَدَّ وَجَعُهُ، اسْتَأْذَنَ أَزْوَاجَهُ أَنْ يُمَرَّضَ فِي بَيْتِي، فَأَذِنَّ لَهُ. فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ تَخُطُّ رِجْلَاهُ الْأَرْضَ، وَكَانَ بَيْنَ الْعَبَّاسِ وَبَيْنَ رَجُلٍ آخَرَ. فَقَالَ عُبَيْدُ اللهِ: فَذَكَرْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ مَا قَالَتْ عَائِشَةُ، فَقَالَ لِي: وَهَلْ تَدْرِي مَنِ الرَّجُلُ الَّذِي لَمْ تُسَمِّ عَائِشَةُ؟ قُلْتُ: لَا، قَالَ: هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. [103]

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری شدید ہو گئی اور آپ کو بہت تکلیف ہونے لگی تو آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات سے اجازت طلب فرمائی کہ مجھے عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں (مرض کے دوران) رکھا جائے، تو انہوں نے اجازت دے دی۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے درمیان باہر تشریف لائے، آپ کے دونوں قدم زمین پر خط کھینچ رہے تھے۔ آپ کے ساتھ حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے اور ایک دوسرا آدمی تھا۔ عبید اللہ کہتے ہیں: میں نے یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو وہ دوسرا آدمی کون تھا جس کا نام حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نہیں لیا؟ میں نے کہا: نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: وہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔

فائدہ:

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام مبارک کیوں نہیں لیا؟ اس بارے

[103] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2588

میں شارح صحیح مسلم امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت676ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُهَا: (فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ) وَفَسَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍ الْآخَرَ بِـ "عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ" وَفِي الطَّرِيقِ الْآخَرِ: (فَخَرَجَ وَيَدٌ لَهُ عَلَى الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَيَدُهُ عَلَى رَجُلٍ آخَرَ)، وَجَاءَ فِي غَيْرِ مُسْلِمٍ: بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ، وَطَرِيقُ الْجَمْعِ بَيْنَ هٰذَا كُلِّهِ أَنَّهُمْ كَانُوا يَتَنَاوَبُونَ الْأَخْذَ بِيَدِهِ الْكَرِيمَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَارَةً هٰذَا، وَتَارَةً ذَاكَ وَذَاكَ وَيَتَنَافَسُونَ فِي ذٰلِكَ وَهٰؤُلَاءِ هُمْ خَوَاصُّ أَهْلِ بَيْتِهِ الرِّجَالُ الْكِبَارُ وَكَانَ الْعَبَّاسُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَكْثَرَهُمْ مُلَازَمَةً لِلْأَخْذِ بِيَدِهِ الْكَرِيمَةِ الْمُبَارَكَةِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ أَنَّهُ أَدَامَ الْأَخْذَ بِيَدِهِ وَإِنَّمَا يَتَنَاوَبُ الْبَاقُونَ فِي الْيَدِ الْأُخْرٰى وَأَكْرَمُوا الْعَبَّاسَ بِاخْتِصَاصِهِ بِيَدٍ وَاسْتِمْرَارِهَا لَهُ؛ لِمَا لَهُ مِنَ السِّنِّ وَالْعُمُومَةِ وَغَيْرِهِمَا وَلِهٰذَا ذَكَرَتْهُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مُسَمًّى، وَأَبْهَمَتِ الرَّجُلَ الْآخَرَ؛ إِذْ لَمْ يَكُنْ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الْبَاقِينَ مُلَازِمًا فِي جَمِيعِ الطَّرِيقِ وَلَا مُعْظَمِهِ، بِخِلَافِ الْعَبَّاسِ، وَاللهُ أَعْلَمُ. [104]

ترجمہ: ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول: (فَخَرَجَ بَيْنَ رَجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا الْعَبَّاسُ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو آدمیوں کے درمیان باہر تشریف لائے، جن میں ایک حضرت عباس رضی اللہ عنہ تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دوسرے آدمی کی تفسیر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کی ہے جبکہ دوسری روایت میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں باہر تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہاتھ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ پر تھا اور دوسرا ہاتھ ایک اور آدمی پر تھا۔ اور صحیح مسلم کے علاوہ دوسری روایات میں آیا ہے: دو آدمیوں میں سے ایک حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ تھے۔

ان تمام روایات میں تطبیق کی صورت یہ ہے کہ یہ حضرات باری باری نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک تھامتے تھے۔ کبھی یہ سہارا دیتے اور کبھی وہ، اور سب اس سعادت کے حصول میں ایک دوسرے سے سبقت

[104] شرح صحیح مسلم للنووی: ج1 ص178 بَابُ اسْتِخْلَافِ الْإِمَامِ إِذَا عَرَضَ لَهُ عُذْرٌ مِنْ مَرَضٍ

حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہ حضرات اہلِ بیت کے معزز اور بڑے افراد تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ ان سب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک کو زیادہ دیر تک تھامنے والے تھے، یا یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ مسلسل ایک ہاتھ پکڑے رکھتے تھے جبکہ باقی حضرات دوسرے ہاتھ کو باری باری تھامتے تھے۔ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس لیے یہ خصوصی شرف دیا کہ وہ عمر میں بڑے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا تھے، اور دیگر فضائل بھی رکھتے تھے۔ اسی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا نام صراحت کے ساتھ ذکر فرمایا، جبکہ دوسرے آدمی کا نام مبہم رکھا؛ کیونکہ باقی تین حضرات میں سے کوئی ایک پورے راستے یا زیادہ تر راستے میں مسلسل ساتھ نہیں رہا تھا، بخلاف حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے۔ واللہ اعلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَمَرَنِي النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ آتِيَهُ بِطَبَقٍ يَكْتُبُ فِيهِ مَا لَا تَضِلُّ أُمَّتُهُ مِنْ بَعْدِهِ، قَالَ: فَخَشِيتُ أَنْ تَفُوتَنِي نَفْسُهُ. قَالَ: قُلْتُ: إِنِّي أَحْفَظُ وَأَعِي، قَالَ: "أُوصِي بِالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَمَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ". [105]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کاغذ لانے کا حکم دیا تاکہ آپ اس میں ایسی ہدایات لکھ دیں جن کی موجودگی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت گمراہ نہ ہو سکے، مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کاغذ لینے کے لئے جاؤں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پرواز کر جائے، اس لئے میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ مجھے زبانی بتا دیجئے، میں اسے یاد رکھوں گا، فرمایا میں نماز اور زکوٰۃ کی وصیت کرتا ہوں نیز غلاموں کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید کرتا ہوں۔

---

[105] مسند احمد: ج1 ص468 رقم الحدیث 693

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دینے کا شرف:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: غَسَّلْتُ رَسُوْلَ اللهِ فَذَهَبْتُ أَنْظُرُ مَا يَكُوْنُ مِنَ الْمَيِّتِ فَلَمْ أَرَ شَيْئًا وَكَانَ طَيِّبًا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيًّا وَمَيِّتًا وَلِيَ دَفْنَهُ وَإِجْنَانَهُ دُوْنَ النَّاسِ أَرْبَعَةٌ: عَلِيٌّ وَالْعَبَّاسُ وَالْفَضْلُ وَ صَالِحٌ مَوْلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلُحِدَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَحْدًا وَنُصِبَ عَلَيْهِ اللَّبِنُ نَصْبًا. [106]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا، پھر میں یہ دیکھنے لگا کہ میت میں (عام طور پر) کیا تبدیلی آتی ہے، مگر مجھے کوئی تبدیلی نظر نہ آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی میں بھی پاکیزہ تھے اور وفات کے بعد بھی پاکیزہ رہے۔ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین اور قبر میں اُتارنے کی خدمت عام لوگوں کے بجائے صرف چار افراد نے انجام دی: حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل بن عباس اور حضرت صالح رضی اللہ عنہم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لحد بنائی گئی اور اس پر کچی اینٹیں باقاعدہ طور پر نصب کی گئیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

[106] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج1 ص689 رقم الحدیث 1379

عہدِ صدیقی میں

حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہُ وَجْہَہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام کی خدمات میں مسلسل مصروف رہے بالکل اسی طرح اپنے سے پہلے تین خلفائے کرام رضی اللہ عنہم کے زمانے میں بھی اسلام کی خدمات میں مسلسل مصروف رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرات خلفائے ثلاثہ (ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم) کی عقیدت محبت اور احترام تھا۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت:

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ... فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: جَزَاكُمُ اللهُ خَيْرًا يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذٰلِكَ لَمَا صَالَحْنَاكُمْ ثُمَّ أَخَذَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ بِيَدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: هٰذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوْهُ ثُمَّ انْطَلَقُوْا فَلَمَّا قَعَدَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَامَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْا بِهٖ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهٗ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! فَبَايَعَهٗ ثُمَّ لَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْهُ حَتّٰى جَاءُوْا بِهٖ فَقَالَ: ابْنَ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيَّهٗ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهٖ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ فَبَايَعَاهُ.[107]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا... (درمیان میں طویل کلام جسے حذف کیا گیا ہے) تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انصار سے

---

[107] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج8 ص143 بَابُ الْأَئِمَّةِ مِنْ قُرَيْشٍ

فرمایا: اے گروہِ انصار! اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اور تمہارے کہنے والے کو ثابت قدم رکھے۔ اگر تم اس کے خلاف کوئی اور طریقہ اختیار کرتے تو ہم تم سے صلح نہ کرتے۔ پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر کا ہاتھ پکڑ کر کہا: (اے لوگو!) یہ تمہارے امیر ہیں، ان کی بیعت کرو۔ چنانچہ لوگ بیعت کرنے لگے۔ پھر جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو آپ نے لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے۔ آپ نے ان کے بارے میں پوچھا۔ کچھ انصاری حضرات گئے اور انہیں لے آئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول کے چچا زاد اور داماد! کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو ان کے بارے میں پوچھا یہاں تک کہ لوگ انہیں بھی لے آئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور ان کے حواری! کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف ڈالنا چاہتے تھے؟ انہوں نے بھی کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر دونوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

خلیفہ اوّل سے کمال درجہ محبت:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا بَرَزَ أَبُوْ بَكْرٍ إِلَى الْقِصَّةِ وَاسْتَوٰى عَلٰى رَاحِلَتِهٖ أَخَذَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ بِزِمَامِهَا وَقَالَ: إِلٰى أَيْنَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ أَقُوْلُ لَكَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ أُحُدٍ: لُمَّ سَيْفَكَ وَلَا تَفْجَعْنَا بِنَفْسِكَ وَارْجِعْ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَوَ اللهِ لَئِنْ فُجِعْنَا بِكَ لَا يَكُوْنُ لِلْإِسْلَامِ نِظَامٌ أَبَدًا فَرَجَعَ. [108]

[108] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص707 خُرُوجُهٗ إِلٰى ذِي الْقَصَّةِ حِيْنَ عَقَدَ أَلْوِيَةَ الْأُمَرَاءِ الْأَحَدَ عَشَرَ

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مقام قِصَّہ کی طرف روانہ ہونے لگے اور اپنی سواری پر سوار ہو گئے تو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ان کی سواری کی لگام پکڑ لی اور عرض کی: اے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ میں آپ سے وہی بات عرض کر رہا ہوں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ اُحد کے دن فرمائی تھی: اپنی تلوار نیام میں رکھ لیجیے، ہمیں اپنی جان جانے کے صدمے میں مبتلا نہ کیجیے اور مدینہ واپس تشریف لے چلیں۔ اللہ کی قسم! اگر ہمیں آپ کا صدمہ پہنچ گیا تو اسلام کا نظام کبھی قائم نہ رہ سکے گا۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے۔

منکرینِ زکوٰۃ سے قتال پر معاونت:

امام محب الدین احمد بن عبد اللہ بن محمد طبری رحمہ اللہ (ت 694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَعَنْهُ (عَلِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) وَقَدْ شَاوَرَهُ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ قِتَالِ أَهْلِ الرِّدَّةِ بَعْدَ أَنْ شَاوَرَ الصَّحَابَةَ فَاخْتَلَفُوْا عَلَيْهِ فَقَالَ لَهُ: مَا تَقُوْلُ يَا أَبَا الْحَسَنِ؟ فَقَالَ: أَقُوْلُ لَكَ: إِنْ تَرَكْتَ شَيْئًا مِمَّا أَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ فَأَنْتَ عَلٰى خِلَافِ سُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. قَالَ: أَمَا إِنْ قُلْتَ ذٰلِكَ لَأُقَاتِلَنَّهُمْ وَإِنْ مَنَعُوْنِيْ عِقَالًا. [109]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے مرتدین سے قتال کے بارے میں ان سے مشورہ کیا، اس سے پہلے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کریں، جن کی آراء مختلف ہوں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابو الحسن! (حضرت علی کی کنیت)! آپ کیا رائے دیتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ نے ان سے وہ چیز بھی چھوڑ دی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سے لیا کرتے تھے تو آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی مخالفت ہو جائے گی۔ یہ سن کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر آپ یہی کہتے ہیں تو اللہ کی قسم! میں ان سے ضرور قتال کروں گا، چاہے وہ مجھ سے

[109] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ج 3 ص 174 ذِكْرُ اِتِّبَاعِهِ لِلسُّنَّةِ

ایک رسی (عقال) ہی دینے سے انکار کیوں نہ کریں۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو افضل اور مقدم رکھنا:

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٍ: قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ. [110]

ترجمہ: محمد بن حنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ) سے پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟ تو میرے والد نے فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون؟ جواب دیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)۔

امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟؛ أَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ؛ عُمَرُ. [111]

ترجمہ: ابوجحیفہ (وہب بن عبداللہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ کیا میں تمہیں اس امت میں پیغمبر کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس امت میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

---

[110] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3671

[111] مسند احمد: ج1 ص541 رقم الحدیث 871

سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدا میں نمازیں ادا کرنا:

حافظ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ حرانی حنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّي خَلْفَ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَعَ سَائِرِ الْمُسْلِمِيْنَ فِي هٰذِهِ الْوِلَايَةِ وَيَأْتَمِرُ لِأَمْرِهٖ كَمَا يَأْتَمِرُ لَهٗ سَائِرُ مَنْ مَعَهٗ وَنَادٰى عَلِيٌّ مَعَ النَّاسِ فِيْ هٰذِهِ الْحِجَّةِ بِأَمْرِ أَبِيْ بَكْرٍ. [112]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اس مدتِ خلافت میں تمام مسلمانوں کے ساتھ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کرتے تھے اور ان کے احکامات کی اسی طرح تعمیل کرتے تھے جس طرح باقی تمام مسلمان ان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ اسی حج کے موقع پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں (مشرکین کے حج اور برہنہ طواف کی ممانعت کا) اعلان بھی کیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مقام:

امام ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ آجُرّیؒ بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُسَيْدِ بْنِ صَفْوَانَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَمَّا قُبِضَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَسُجِّيَ عَلَيْهِ ارْتَجَّتِ الْمَدِيْنَةُ بِالْبُكَاءِ كَيَوْمِ قُبِضَ النَّبِيّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بَاكِيًا مُسْتَرْجِعًا مُسْرِعًا وَهُوَ يَقُوْلُ: اَلْيَوْمَ انْقَطَعَتْ خِلَافَةُ النُّبُوَّةِ حَتّٰى وَقَفَ عَلٰى بَابِ الْبَيْتِ الَّذِيْ فِيْهِ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مُسَجًّى فَقَالَ: رَحِمَكَ اللهُ أَبَا بَكْرٍ! كُنْتَ إِلْفَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنِيْسَهٗ وَمُسْتَرَاحَهُ وَثِقَتَهٗ وَمَوْضِعَ سِرِّهٖ وَمُشَاوَرَتِهٖ وَكُنْتَ أَوَّلَ الْقَوْمِ إِسْلَامًا وَأَخْلَصَهُمْ إِيْمَانًا وَأَسَدَّهُمْ يَقِيْنًا وَأَخْوَفَهُمْ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَأَعْظَمَهُمْ غِنَاءً فِيْ دِيْنِ اللهِ وَأَحْوَطَهُمْ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَأَحْدَبَهُمْ عَلَى الْإِسْلَامِ وَأَمَنَّهُمْ عَلٰى أَصْحَابِهٖ ... صَدَّقْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ

[112] منہاج السنۃ النبویہ لابن تیمیہ: ج5 ص490

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ كَذَّبَهُ النَّاسُ فَسَمَّاكَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي تَنْزِيلِهِ صِدِّيْقًا فَقَالَ فِيْ كِتَابِهِ ﴿ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ ﴾ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿ وَصَدَّقَ بِهٖ ﴾ أَبُوْبَكْرٍ.[113]

ترجمہ: حضرت اُسید بن صفوان رضی اللہ عنہ جو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں؛ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا اور آپ کو کفن دیا گیا تو مدینہ منورہ رونے والوں کی آوازوں سے گونج اٹھا، بالکل اسی طرح جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے دن ہوا تھا۔

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھتے ہوئے، تیزی سے آئے اور یہ کہتے جا رہے تھے: "آج نبی کا (پہلا) خلیفہ چلا گیا۔"

یہاں تک کہ وہ اس گھر کے دروازے پر پہنچے جس میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی رہائش تھی اور آپ کا جسدِ مبارک ڈھانپا ہوا تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ آپ پر رحم فرمائے، اے ابو بکر! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے قریبی ساتھی، ان کے محب و غمخوار، ان کے سکون کا باعث، ان کے رازدار، اور قابل اعتماد شخص تھے۔ آپ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے، سب سے زیادہ خالص ایمان والے، سب سے مضبوط یقین رکھنے والے، اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ ڈرنے والے، دینِ اسلام میں سب سے زیادہ فائدہ پہنچانے والے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے بڑے محافظ اسلام کے سب سے زیادہ خیر خواہ اور صحابہ کے بارے میں سب سے زیادہ امانت دار تھے..... جب سب لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا تو آپ نے ان کی تصدیق کی۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن کریم) میں آپ کا نام "صدیق" رکھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ﴾ "جو سچ لے کر آیا" اس سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور ﴿وَصَدَّقَ بِهٖ﴾ "اور جس نے اس کی تصدیق کی" اس سے مراد "ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں"۔

---

[113] الشریعہ للآجُرّی: رقم الحدیث 1893 ذِكْرُ مَذْهَبِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِيْ أَبِيْ بَكْرٍ

عہدِ فاروقی میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ مجلسِ شوریٰ کے ممتاز رکن اور اہم مشیر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت، دانائی اور فقاہت کے معترف تھے اور ان کے بارے میں نہایت اعلیٰ رائے رکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ قول مشہور ہے:

"وَأَقْضَانَا عَلِيٌّ." [114]

کہ ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کرنے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ ایسی عظیم شخصیت تھے جو صحیح رائے دینے میں کبھی بخل نہیں کرتے تھے، مسائل کے حل کے لیے بھرپور کوشش فرماتے اور اسلامی ریاست کے نظم ونسق کو مستحکم بنانے میں اہم کردار ادا کرتے۔

سنگسار نہ کرنے کا مشورہ:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي ظَبْيَانَ الْجَنْبِيِّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُتِيَ بِامْرَأَةٍ قَدْ زَنَتْ فَأَمَرَ بِرَجْمِهَا فَذَهَبُوا بِهَا لِيَرْجُمُوهَا فَلَقِيَهُمْ عَلِيٌّ فَقَالَ: مَا هٰذِهِ؟ قَالُوْا: زَنَتْ فَأَمَرَ عُمَرُ بِرَجْمِهَا. فَانْتَزَعَهَا عَلِيٌّ مِنْ أَيْدِيْهِمْ وَرَدَّهُمْ فَرَجَعُوْا إِلٰى عُمَرَ فَقَالَ: مَا رَدَّكُمْ؟ قَالُوْا: رَدَّنَا عَلِيٌّ، قَالَ: مَا فَعَلَ هٰذَا عَلِيٌّ إِلَّا لِشَيْءٍ قَدْ عَلِمَهُ فَأَرْسَلَ إِلٰى عَلِيٍّ فَجَاءَ وَهُوَ شِبْهُ الْمُغْضَبِ فَقَالَ: مَا لَكَ رَدَدْتَّ هٰؤُلَاءِ؟ قَالَ: أَمَا سَمِعْتَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى يَسْتَيْقِظَ وَعَنِ الصَّغِيْرِ حَتّٰى يَكْبَرَ وَعَنِ الْمُبْتَلٰى حَتّٰى يَعْقِلَ قَالَ: بَلٰى قَالَ عَلِيٌّ: فَإِنَّ هٰذِهٖ مُبْتَلَاةُ بَنِيْ فُلَانٍ فَلَعَلَّهٗ أَتَاهَا وَهُوَ بِهَا. فَقَالَ عُمَرُ: لَا أَدْرِيْ، قَالَ: وَأَنَا لَا أَدْرِيْ، فَلَمْ يَرْجُمْهَا. [115]

---

[114] صحیح البخاری:4481

[115] مسند احمد: ج2ص148 رقم الحدیث1327

ترجمہ: حضرت ابو ظبیان الجنبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے سنگسار (شرعی سزا) کرنے کا حکم دیا، لوگ اسے رجم کرنے کے لیے لے جارہے تھے۔ راستے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ان سے مل گئے اور پوچھا: یہ کیا معاملہ ہے؟ انہوں نے کہا: اس عورت نے زنا کیا ہے، اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے رجم کا حکم دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو ان سے چھڑا لیا اور انہیں واپس لوٹا دیا۔ وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس واپس آئے (اور سارا واقعہ بیان کر دیا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: تم کیوں واپس آ گئے (رجم کیوں نہیں کیا)؟

انہوں نے کہا: ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے واپس لوٹا دیا (سنگسار نہیں کرنے دیا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: علی نے یہ کام کسی ایسے علم کی بنیاد پر کیا ہے جو انہیں ہی معلوم ہے۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ جیسے ہی وہ تشریف لائے، ان کے چہرے پر غصے کے آثار تھے۔ فرمایا: آپ نے انہیں کیوں واپس لوٹا دیا؟ (سنگسار کیوں نہیں کرنے دیا)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے: پہلا وہ جو سویا ہو، یہاں تک کہ وہ بیدار ہو جائے؛ دوسرا نابالغ بچے سے، جب تک وہ بالغ نہ ہو جائے؛ اور تیسرا مجنون شخص سے، جب تک وہ تندرست نہ ہو جائے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیوں نہیں (میں نے سنا ہے)۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ عورت فلاں قبیلے کی عقل سے محروم عورت ہے، ممکن ہے کہ اس کے ساتھ یہ فعل اس حالت میں ہوا ہو کہ وہ عقل میں نہ ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے معلوم نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اور مجھے بھی معلوم نہیں۔ چنانچہ اس عورت کو رجم نہیں کیا گیا۔

فائدہ:

فقہ اسلامی کا ضابطہ یہ ہے کہ جہاں اگر شرعی سزا کے نفاذ میں کہیں شبہ ہو جائے تو سزا ساقط ہو جاتی ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی رحمہ اللہ (189ھ) لکھتے ہیں:

وَالْحُدُوْدُ تَنْدَرِئُ بِالشُّبُهَاتِ . [116]

ترجمہ: حدود (شرعی سزائیں) شبہات کی وجہ سے ساقط ہو جاتی ہیں۔

علی رضی اللہ عنہ نہ ہوتے تو عمر رضی اللہ عنہ نقصان میں ہوتے:

امام صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبد اللہ الصفدی رحمہ اللہ (ت 764ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: كَانَ عُمَرُ يَتَعَوَّذُ مِنْ قَضِيَّةٍ مُعْضَلَةٍ لَيْسَ لَهَا أَبُوْ حَسَنٍ وَقَالَ فِي الْمَجْنُوْنَةِ الَّتِيْ أَمَرَ بِرَجْمِهَا وَفِي الَّتِيْ وَضَعَتْ لِسِتَّةِ أَشْهُرٍ فَأَرَادَ عُمَرُ رَجْمَهَا فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ: إِنَّ اللهَ يَقُوْلُ ﴿وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا﴾ ... وَقَالَ لَهُ: إِنَّ اللهَ رَفَعَ الْقَلَمَ عَنِ الْمَجْنُوْنِ.. الْحَدِيْثَ وَكَانَ عُمَرُ يَقُوْلُ: لَوْلَا عَلِيٌّ هَلَكَ عُمَرُ . [117]

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہمیشہ اس بات سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے کہ کوئی ایسا پیچیدہ (فقہی) مقدمہ میرے سامنے آجائے جس کا (حل بتانے والا) ابو الحسن (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) موجود نہ ہو اور یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُس مجنون عورت کے بارے میں کہی تھی جس کے بارے میں انہوں نے سنگسار کرنے کا حکم دے دیا تھا اور اُس عورت کے بارے میں بھی کہ جو چھ ماہ بعد بچہ لے آئی تھی۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے بھی رجم کرنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "اور اس کا حمل اور دودھ چھڑانا ملا کر تیس مہینے ہیں"۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے یہ بھی کہا: "اللہ نے مجنون سے قلم اٹھالیا ہے" (یعنی وہ شریعت کے مکلف نہیں، یہ سن کر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکثر فرمایا کرتے تھے: "اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔"

---

[116] الجامع الصغیر للامام محمد بن حسن الشیبانی: ص 292 كِتَابُ الْحُدُوْدِ، بَابٌ فِيْهِ مَسَائِلُ مُتَفَرِّقَةٌ

[117] الوافی بالوفیات للصفدی: ج 21 ص 179 عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ

فائدہ:

یہ الفاظ آپ رضی اللہ عنہ کے خوف خدا، کمالِ دیانت، انصاف پسندی، بلندیِ اخلاق کی علامت ہیں۔ باوجودیکہ آپ رضی اللہ عنہ بڑے تھے لیکن چھوٹوں کی جو بات درست نظر آئی اسے قبول فرمایا۔

خلیفہ کا خرچ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَيُّوبَ بْنِ أَبِي أُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: مَكَثَ عُمَرُ زَمَانًا لَا يَأْكُلُ مِنَ الْمَالِ شَيْئًا حَتّٰى دَخَلَتْ عَلَيْهِ فِي ذٰلِكَ خَصَاصَةٌ وَ أَرْسَلَ إِلٰى أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَشَارَهُمْ فَقَالَ: قَدْ شَغَلْتُ نَفْسِي فِي هٰذَا الْأَمْرِ فَمَا يَصْلُحُ لِي مِنْهُ؟ فَقَالَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ: كُلْ وَأَطْعِمْ، قَالَ: وَقَالَ ذٰلِكَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ، وَقَالَ لِعَلِيٍّ: مَا تَقُوْلُ أَنْتَ فِي ذٰلِكَ؟ قَالَ: غَدَاءً وَعَشَاءً، قَالَ: فَأَخَذَ عُمَرُ بِذٰلِكَ. [118]

ترجمہ: حضرت ایوب بن ابی امامہ بن سہل بن حنیف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک طویل عرصہ تک بیت المال سے کچھ بھی نہیں لیتے تھے یہاں تک کہ ان کا گزر بسر مشکل ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلایا، مشورہ کیا، اور فرمایا: ”میں نے خود کو اس (خلافت کے) کام میں پوری طرح مشغول کر لیا ہے، تو بیت المال میں سے میرے لیے کتنا لینا درست ہے؟ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ خود بھی (بقدر کفایت) کھائیں اور دوسروں کو بھی کھلائیں۔ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل رضی اللہ عنہ نے بھی یہی بات کہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: علی! آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بس صبح کا کھانا اور شام کا کھانا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی رائے کو اختیار کر لیا۔

---

[118] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص233 ذِكْرُ اسْتِخْلَافِ عُمَرَ

سن ہجری کا مشورہ:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ قَالَ: سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ: جَمَعَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ النَّاسَ فَسَأَلَهُمْ مِنْ أَيِّ يَوْمٍ نَكْتُبُ؟ [فَقَالَ عَلِيٌّ: مِنْ يَوْمِ هَاجَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَتَرَكَ أَرْضَ الشِّرْكِ] فَفَعَلَهُ عُمَرُ .[119]

ترجمہ: حضرت عثمان بن عبید اللہ بن ابی رافع سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے سعید بن مسیب کو کہتے ہوئے سنا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا: ہم تاریخ لکھنے کی ابتدا کس دن سے کریں؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس دن سے (ابتدا کریں) جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (مکہ سے مدینہ) ہجرت فرمائی اور شرک کی سرزمین کو چھوڑا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی رائے پر عمل کیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو نائب مقرر کرنا:

امام ابو الفرج جمال الدین عبد الرحمٰن بن الجوزی رحمہ اللہ (ت 597ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عُثْمَانَ وَأَبِي حَارِثَةَ وَالرَّبِيعِ بِإِسْنَادِهِمْ قَالُوا: حَجَّ عُمَرُ بِأَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهُنَّ أَوْلِيَاؤُهُنَّ [مِمَّنْ] لَا تَحْتَجِبْنَ مِنْهُ وَجَعَلَ فِيْ مُقَدَّمِ قِطَارِهِنّ: عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ، وَفِي مُؤَخِّرِهِ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ، فَلَمَّا رَدَّهُنَّ شَخَصَ بِهِمَا وَبِالْعَبَّاسِ وَخَلَّفْنَا عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى النَّاسِ .[120]

ترجمہ: حضرت ابو عثمان، ابو حارثہ اور ربیع رحمہم اللہ اپنی اپنی اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے ساتھ حج ادا کیا۔ ان کے ساتھ ان کے وہ

---

[119] تاریخ الطبری: ج4ص39 ذِكْرُ وَقْعَةِ قَرْقِيسِيَاءَ

[120] المنتظم فی تاریخ الملوک والامم: ج4ص327 ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ ثَلَاثٍ وَعِشْرِينَ، فَتْحُ إِصْطَخْرَ

اولیاء (محرم رشتہ دار) بھی تھے جن سے پردہ لازم نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے قافلے کے آگے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور قافلے کے پیچھے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو رکھا۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو واپس بھیج دیا تو وہ خود حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت عثمان بن عفان اور حضرت عباس رضی اللہ عنہم کے ساتھ روانہ ہوئے اور ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی رہنمائی و قیادت کے لیے اپنا جانشین مقرر فرمایا۔

قیادتِ عمر رضی اللہ عنہ؛ نیابتِ علی رضی اللہ عنہ:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ ابْنُ جَرِيْرٍ رَحِمَهُ اللهُ: وَرَكِبَ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ أَوَّلِ يَوْمٍ مِنَ الْمُحَرَّمِ هٰذِهِ السَّنَةَ فِي الْجُيُوْشِ مِنَ الْمَدِيْنَةِ فَنَزَلَ عَلٰى مَاءٍ يُقَالُ لَهٗ "صِرَارٌ" فَعَسْكَرَ بِهٖ عَازِمًا عَلٰى غَزْوِ الْعِرَاقِ بِنَفْسِهٖ وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ وَاسْتَصْحَبَ مَعَهٗ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ وَسَادَاتِ الصَّحَابَةِ. [121]

ترجمہ: امام ابنِ جریر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ اس سال یکم محرم کے دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے لشکروں کے ساتھ روانہ ہوئے اور ایک مقام پر پڑاؤ ڈالا جسے "صِرار" کہا جاتا تھا۔ وہاں انہوں نے قیام کیا اس ارادے کے ساتھ کہ خود اپنی قیادت میں عراق پر لشکر کشی کریں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اپنی نیابت کے لیے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور جلیل القدر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ہمراہ لیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو ترجیح:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ حَاصَرَ بَيْتَ الْمَقْدِسِ وَضَيَّقَ عَلَيْهِمْ حَتّٰى أَجَابُوْا إِلَى الصُّلْحِ بِشَرْطِ أَنْ يَقْدَمَ إِلَيْهِمْ أَمِيْرُ

---

[121] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص39 سَنَةُ أَرْبَعَ عَشْرَةَ مِنَ الْهِجْرَةِ

الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ. فَكَتَبَ إِلَيْهِ أَبُوْ عُبَيْدَةَ بِذٰلِكَ فَاسْتَشَارَ عُمَرُ النَّاسَ فِيْ ذٰلِكَ فَأَشَارَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ بِأَنْ لَا يَرْكَبَ إِلَيْهِمْ لِيَكُوْنَ أَحْقَرَ لَهُمْ وَأَرْغَمَ لِأُنُوْفِهِمْ وَأَشَارَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ بِالْمَسِيْرِ إِلَيْهِمْ لِيَكُوْنَ أَخَفَّ وَطْأَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ حِصَارِهِمْ بَيْنَهُمْ فَهَوِيَ مَا قَالَ عَلِيٌّ وَلَمْ يَهْوَ مَا قَالَ عُثْمَانُ وَسَارَ بِالْجُيُوْشِ نَحْوَهُمْ وَاسْتَخْلَفَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ . [122]

ترجمہ: پھر مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کر لیا اور اہلِ شہر پر دباؤ بڑھایا، یہاں تک کہ وہ صلح پر آمادہ ہو گئے، مگر اس شرط کے ساتھ کہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خود تشریف لائیں۔ یہ بات حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے تحریر کے ذریعے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک پہنچائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس معاملے میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ فرمایا۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ آپ خود وہاں تشریف نہ لے جائیں تاکہ دشمن کی نظر میں وہ زیادہ ذلیل ہوں اور ان کی ناک رگڑی جائے۔

جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ آپ خود ان کے پاس تشریف لے جائیں، تاکہ مسلمانوں کے لیے محاصرہ آسان ہو جائے اور ان پر سے دباؤ ہلکا ہو جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رائے کو پسند فرمایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رائے کو اختیار نہ فرمایا۔ چنانچہ آپ لشکروں کے ساتھ ان کی طرف روانہ ہوئے اور مدینہ منورہ میں اپنی نیابت کے لیے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔

سفرِ شام اور نیابتِ علی رضی اللہ عنہ:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ عُثْمَانَ وَأَبِيْ حَارِثَةَ وَالرَّبِيْعِ قَالُوْا: وَخَرَجَ عُمَرُ وَخَلَّفَ عَلِيًّا عَلَى الْمَدِيْنَةِ وَخَرَجَ مَعَهُ بِالصَّحَابَةِ وَأَغَذُّوا السَّيْرَ وَاتَّخَذَ أَيْلَةَ طَرِيْقًا حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْهَا تَنَحّٰى عَنِ الطَّرِيْقِ. [123]

---

[122] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص60 فَتْحُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ عَلٰى يَدَيْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

[123] تاریخ الطبری: ج4 ص63 ذِكْرُ الْخَبَرِ عَنْ سَيْفٍ فِيْ ذٰلِكَ

ترجمہ: حضرت ابو عثمان، حضرت ابو حارثہ اور حضرت ربیع رحمہم اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ (مدینہ سے شام سفر کے لیے) روانہ ہوئے اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ میں نائب مقرر فرمایا۔ آپ رضی اللہ عنہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر نکلے، سفر کی رفتار تیز رکھی اور "اَیلہ" کے راستے کو اختیار فرمایا۔ یہاں تک کہ جب "اَیلہ" مقام کے قریب پہنچے تو آپ نے مرکزی راستے سے ہٹ کر (ایک طرف ہو کر) سفر کیا۔

خواب کے بارے میں گفتگو:

امام ابو محمد عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس رازی رحمہ اللہ (ت 327ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: الْعَجَبُ مِنْ رُؤْيَا الرَّجُلِ إِنَّهُ يَبِيتُ فَيَرَى الشَّيْءَ لَمْ يَخْطُرْ لَهُ عَلَى بَالِهِ فَتَكُونُ رُؤْيَا كَأَخْذٍ بِالْيَدِ وَيَرَى الرَّجُلُ الرُّؤْيَا فَلَا تَكُونَ رُؤْيَاهُ شَيْئًا! فَقَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: أَفَلَا أُخْبِرُكَ بِذٰلِكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ يَقُولُ اللهُ تَعَالَى ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَ يُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ﴾ فَاللهُ يَتَوَفَّى الْأَنْفُسَ كُلَّهَا فَمَا رَأَتْ وَهِيَ عِنْدَهُ فِي السَّمَاءِ فَهِيَ الرُّؤْيَا الصَّادِقَةُ وَمَا رَأَتْ إِذَا أُرْسِلَتْ إِلَى أَجْسَادِهَا تَلَقَّتْهَا الشَّيَاطِينُ فِي الْهَوَاءِ فَكَذَبَتْهَا وَأَخْبَرَتْهَا بِالْأَبَاطِيلِ فَكَذَبَتْ فِيهَا فَعَجِبَ عُمَرُ مِنْ قَوْلِهِ. [124]

ترجمہ: حضرت سُلیم بن عامر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آدمی کے خواب پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ رات گزارتا ہے اور خواب میں ایسی چیز دیکھ لیتا ہے جس کا اس کے دل میں کوئی خیال بھی نہیں آیا ہوتا، پھر وہ خواب گویا ہاتھ پکڑ لینے کے مانند (بالکل واضح) ہوتا ہے اور کبھی آدمی خواب دیکھتا ہے مگر اس کا خواب کچھ بھی نہیں ہوتا (یعنی بے حقیقت ہوتا ہے)۔

[124] تفسیر القرآن العظیم لابن ابی حاتم الرازی: ج 13 ص 279 تفسیر سورۃ الزمر، رقم الآیۃ 42

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! کیا میں آپ کو اس کی حقیقت نہ بتاؤں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ﴾ اللہ تعالیٰ تمام جانوں کو قبض کرلیتا ہے۔ جو روح (نیند میں) اس کے پاس آسمان میں ہوتی ہے، وہ جو کچھ دیکھتی ہے وہی سچا خواب ہوتا ہے، اور جو روح واپس اس کے جسم کی طرف بھیج دی جاتی ہے تو اسے ہوا میں شیاطین مل جاتے ہیں، وہ اس کے خواب میں جھوٹ اور باطل باتیں ملا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ خواب جھوٹا ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس قول پر پسندیدگی کا اظہار کیا۔

باہمی رشتہ داری:

امام ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ آجُرّیؒ بغدادی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ: أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ، خَطَبَ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُمَّ كُلْثُومٍ، فَقَالَ: أَنْكِحْنِيهَا، فَقَالَ عَلِيٌّ: إِنِّي أَرْصُدُهَا لِابْنِ أَخِي جَعْفَرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ عُمَرُ: أَنْكِحْنِيهَا، فَوَاللهِ مَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَرْصُدُ مِنْ أَمْرِهَا مَا أَرْصُدُهُ، فَأَنْكَحَهُ، فَأَتَى عُمَرُ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ: رَفِّئُونِي، فَقَالُوا: بِمَنْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ؟ قَالَ: لِأُمِّ كُلْثُومٍ ابْنَةِ عَلِيٍّ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِنَّ كُلَّ سَبَبٍ وَنَسَبٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا مَا كَانَ مِنْ نَسَبِي وَسَبَبِي". فَأَحْبَبْتُ أَنْ يَكُونَ بَيْنِي وَبَيْنَ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَسَبًا. [125]

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اُن کی صاحبزادی حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا کا رشتہ طلب کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

---

[125] الشریعہ للآجُرّی: ص622 رقم الحدیث 1774 بَابُ ذِكْرِ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ

فرمایا: اُن کا نکاح مجھ سے کر دیجئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اُنہیں اپنے بھائی جعفر رضی اللہ عنہ کے بیٹے کے لیے روکا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اُن کا نکاح مجھ سے کر دیجئے، اللہ کی قسم! لوگوں میں سے کوئی بھی اُن کے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کی نسبت سے وہ شرف و تعلق حاصل کرنے کا خواہش مند نہیں جیسا میں خواہش مند ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن کا نکاح حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کر دیا۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ مہاجرین کے پاس آئے اور فرمایا: مجھے مبارک باد دو۔ انہوں نے پوچھا: کس بات پر، اے امیر المؤمنین؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت اُمِّ کلثوم رضی اللہ عنہا، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی) کی بیٹی ہیں، ان سے (میرے نکاح پر)۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: "قیامت کے دن ہر سبب اور ہر نسب منقطع ہو جائے گا، سوائے میرے نسب اور میرے سبب کے۔" لہٰذا میں نے یہ پسند کیا کہ میرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان نسبی تعلق قائم ہو جائے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کے لیے شوریٰ میں نامزد کرنا:

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خنجر مار کر زخمی کیا گیا اور انہیں یقین ہو گیا کہ اب زندگی مکمل ہو چکی ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تیمارداری کے لیے آتے اور کہتے کہ اے امیر المؤمنین! وصیت فرما کر اپنا جانشین مقرر کر دیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم؛ وفات کے وقت جن لوگوں سے راضی تھے میں ان سے زیادہ حقدار کسی کو نہیں سمجھتا اور وہ یہ ہیں: حضرت علی، حضرت عثمان، زبیر، طلحہ، سعد، عبد الرحمٰن، رضی اللہ عنہم اجمعین۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ ... [قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:] يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ! ... انْطَلِقْ إِلَى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَقُلْ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ وَلَا تَقُلْ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فَإِنِّي لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِينَ أَمِيرًا وَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ. فَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِي فَقَالَ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ

وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ: كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِي وَلَأُوثِرَنَّهُ بِهِ الْيَوْمَ عَلَى نَفْسِي فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيلَ: هَذَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ قَالَ: ارْفَعُونِي فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ فَقَالَ: مَا لَدَيْكَ؟ قَالَ: الَّذِي تُحِبُّ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ أَذِنَتْ قَالَ: الْحَمْدُ لِلَّهِ، مَا كَانَ مِنْ شَيْءٍ أَهَمُّ إِلَيَّ مِنْ ذَلِكَ فَإِذَا أَنَا قَضَيْتُ فَاحْمِلُونِي ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ: يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِي فَأَدْخِلُونِي وَإِنْ رَدَّتْنِي رُدُّونِي إِلَى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ. وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِينَ حَفْصَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَالنِّسَاءُ تَسِيرُ مَعَهَا فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَاءَهَا مِنَ الدَّاخِلِ، فَقَالُوا: أَوْصِ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ !اسْتَخْلِفْ قَالَ: مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهَذَا الْأَمْرِ مِنْ هَؤُلَاءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِينَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ فَسَمَّى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَالزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَ الرَّحْمَنِ وَقَالَ: يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهِ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ فَإِنِّي لَمْ أَعْزِلْهُ عَنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ. [126]

ترجمہ: عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت ہے (حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے فرمایا) اے عبد اللہ بن عمر! امّ المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتے ہیں اور یہ نہ کہنا کہ امیر المؤمنین، اس لیے کہ آج میں مؤمنوں کا امیر نہیں ہوں۔ اور یہ کہنا کہ عمر بن الخطاب اجازت چاہتے ہیں کہ انہیں اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ چنانچہ انہوں (حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ) نے سلام عرض کیا اور (اندر آنے کی) اجازت طلب کی، جب ان کے پاس آئے تو دیکھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیٹھی رو رہی تھیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: عمر بن الخطاب آپ کو سلام کہتے ہیں اور اجازت چاہتے ہیں کہ انہیں اپنے دونوں ساتھیوں (نبی اور صدیق) کے ساتھ دفن کیا جائے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اس جگہ کو اپنے لیے رکھنا چاہتی تھی، لیکن آج میں اپنی ذات پر انہیں ترجیح دیتی ہوں۔ جب وہ واپس آیا تو

---

[126] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3700

کہا گیا: یہ عبد اللہ بن عمر آ گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اٹھاؤ۔ چنانچہ ایک شخص نے آپ کو سہارا دیا۔ آپ نے فرمایا: کیا خبر لائے ہو؟ انہوں نے کہا: وہی جو آپ کو پسند ہے، اے امیر المؤمنین! انہوں نے اجازت دے دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: الحمد للہ! میرے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی بات اہم نہ تھی۔ پھر فرمایا: جب میری روح قبض ہو جائے تو مجھے اٹھا کر لے جانا، پھر سلام کہنا اور کہنا کہ عمر بن الخطاب اجازت چاہتے ہیں۔ اگر وہ اجازت دے دیں تو مجھے وہاں داخل کر دینا، اور اگر مجھے لوٹا دیں تو مجھے مسلمانوں کے قبرستان میں واپس لے جانا۔

اتنے میں امّ المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں اور ان کے ساتھ عورتیں بھی تھیں۔ جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم کھڑے ہو گئے۔ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوئیں اور کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ کر روتی رہیں۔ پھر مردوں نے اجازت چاہی تو وہ ان کے لیے اندر داخل ہو گئیں، اور ہم نے اندر سے ان کے رونے کی آواز سنی۔ لوگوں نے کہا: امیر المؤمنین! وصیت فرمایئے، کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجیے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اس معاملے میں ان لوگوں سے زیادہ کسی کو حق دار نہیں پاتا، یہ وہ جماعت ہے جن کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں وفات پائے کہ آپ ان سے راضی تھے۔ آپ نے نام لیے: حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت سعد اور حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہم۔ فرمایا: عبد اللہ بن عمر تم پر گواہ ہوں گے، لیکن انہیں اس معاملے میں کوئی اختیار نہیں ہو گا، بلکہ یہ ان کے لیے تعزیت کے طور پر ہے۔ اگر خلافت حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حصے میں آئے تو وہی اس کے اہل ہیں اور اگر نہ آئے تو جسے بھی امیر بنایا جائے وہ ان سے مدد لے کیونکہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو نہ کسی کمزوری کی وجہ سے معزول کیا تھا اور نہ کسی خیانت کی بنا پر۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو برقرار رکھنا:

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ خَيْرٍ: كُنْتُ قَرِيبًا مِنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِينَ جَاءَهُ أَهْلُ نَجْرَانَ قَالَ: قُلْتُ: إِنْ كَانَ رَادًّا عَلَى عُمَرَ شَيْئًا فَالْيَوْمَ قَالَ: فَسَلَّمُوا وَاصْطَفُّوا بَيْنَ يَدَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ أَدْخَلَ بَعْضُهُمْ يَدَهُ فِي كُمِّهِ

فَأَخْرَجَ كِتَابًا فَوَضَعَهُ فِيْ يَدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالُوْا: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! خَطُّكَ بِيَمِيْنِكَ وَإِمْلَاءُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكَ. قَالَ: فَرَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَدْ جَرَتِ الدُّمُوْعُ عَلٰى خَدِّهٖ قَالَ: ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهٗ إِلَيْهِمْ فَقَالَ: يَا أَهْلَ نَجْرَانَ! إِنَّ هٰذَا لَآخِرُ كِتَابٍ كَتَبْتُهٗ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا: فَأَعْطِنَا مَا فِيْهِ. قَالَ: سَأُخْبِرُكُمْ عَنْ ذَاكَ. إِنَّ الَّذِيْ أَخَذَ مِنْكُمْ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَمْ يَأْخُذْهُ لِنَفْسِهٖ إِنَّمَا أَخَذَهٗ لِجَمَاعَةٍ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ الَّذِيْ أَخَذَ مِنْكُمْ خَيْرًا مِمَّا أَعْطَاكُمْ وَاللهِ لَا أَرُدُّ شَيْئًا مِمَّا صَنَعَهٗ عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ عُمَرَ كَانَ رَشِيْدَ الْأَمْرِ. [127]

ترجمہ: عبدِ خیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریب موجود تھا جب اہلِ نجران ان کے پاس آئے۔ میں نے دل میں کہا کہ اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کسی فیصلے کو رد کرنا ہو تو آج کا دن ہے۔ چنانچہ وہ لوگ سلام کر کے ان کے سامنے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ پھر ان میں سے ایک شخص نے اپنی آستین میں ہاتھ ڈال کر ایک تحریر نکالی اور اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رکھ دی۔ انہوں نے کہا: اے امیر المؤمنین! یہ آپ ہی کا لکھا ہوا ہے، آپ کے ہاتھ کی تحریر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے لکھوایا تھا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پھر آپ نے سر اٹھا کر ان سے فرمایا: اے اہلِ نجران! یہ وہ آخری تحریر ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھی تھی۔ انہوں نے کہا: ہمیں اس میں درج حق دے دیجیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اس کی حقیقت بتاتا ہوں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تم سے جو کچھ لیا تھا، وہ اپنے لیے نہیں لیا تھا بلکہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے لیے لیا تھا اور جو کچھ تم سے لیا گیا وہ اس سے بہتر تھا جو تمہیں دیا گیا۔ اللہ کی قسم! میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کسی فیصلے کو تبدیل نہیں کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ معاملہ فہم اور راہِ راست پر تھے۔

---

[127] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج10 ص205 بَابُ مَنِ اجْتَهَدَ مِنَ الْحُكَّامِ ثُمَّ تَغَيَّرَ اجْتِهَادُهٗ

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ حِيْنَ قَدِمَ الْكُوفَةَ: مَا قَدِمْتُ لِأُحِلَّ عُقْدَةً شَدَّهَا عُمَرُ. [128]

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: میں اس لیے نہیں آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قائم کیے ہوئے کسی مضبوط بندھن کو کھول دوں۔ (یعنی ان کے فیصلوں کو غلط قرار دوں یا کالعدم قرار دوں بلکہ ان کے فیصلے اسی طرح جاری رہیں گے جیسے انہوں نے طے فرمائے تھے)

عمر رضی اللہ عنہ کی ناپسند علی رضی اللہ عنہ کی ناپسند:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو الْكَنُودِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عُبَيْدٍ فَدَخَلَهَا عَلِيٌّ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ لِثِنْتَيْ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ مِنْ رَجَبٍ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ فَقِيْلَ لَهُ: انْزِلْ بِالْقَصْرِ الْأَبْيَضِ فَقَالَ: لَا! إِنَّ عُمَرَ كَانَ يَكْرَهُ نُزُوْلَهُ فَأَنَا أَكْرَهُهُ لِذٰلِكَ. [129]

ترجمہ: ابنِ ابی الکنود عبید الرحمٰن بن عبید رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پیر کے دن، رجب کی بارہ راتیں گزرنے کے بعد، سن 36ھ میں (کوفہ) داخل ہوئے۔ آپ سے کہا گیا کہ آپ قصرِ ابیض (سفید محل) میں قیام فرمائیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس میں قیام کو ناپسند کرتے تھے، میں بھی اسی وجہ سے اسے ناپسند کرتا ہوں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جائیداد عطا کرنا:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[128] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج17 ص65 رقم الحدیث 32668 مَا ذُكِرَ فِيْ فَضْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

[129] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص271 فَصْلٌ فِيْ ذِكْرِ وَقْعَةِ صِفِّيْنَ بَيْنَ أَهْلِ الْعِرَاقِ

عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَقْطَعَ عَلِيًّا يَنْبُعَ وَأَضَافَ إِلَيْهَا غَيْرَهَا. [130]

ترجمہ: حضرت جعفر (صادق رحمہ اللہ) اپنے والد (امام محمد باقر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ینبع (نامی علاقہ) عطا فرمایا، اور اس کے ساتھ مزید زمینیں بھی ان میں شامل کر دیں۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اظہارِ رشک:

امام ابویوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری رحمہ اللہ (ت 182ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ لِعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ مُسَجًّى: مَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ تَعَالَى بِمِثْلِ صَحِيفَتِهِ مِنْ هٰذَا الْمُسَجَّى. [131]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات فرمائی جب کفن حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں لپٹے ہوئے تھے: اس کفن پوش سے بہترین میرے نزدیک کوئی شخص نہیں میرا بھی دل چاہتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کروں جیسا ان کا نامۂ اعمال ہے میرا اعمال نامہ بھی ان کے مشابہ ہو۔

شہادتِ عمر رضی اللہ عنہ پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا خراجِ تحسین:

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنِّي لَوَاقِفٌ فِي قَوْمٍ يَدْعُونَ اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلَى سَرِيرِهِ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِي قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهُ عَلَى مَنْكِبِي يَقُولُ: رَحِمَكَ اللهُ إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّي كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُنْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَفَعَلْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَانْطَلَقْتُ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُو أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ

---

[130] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج17 ص530 رقم الحدیث 33700 مَا قَالُوا فِي الْوَالِي أَلَهُ أَنْ يُقْطِعَ شَيْئًا مِنَ الْأَرْضِ

[131] کتاب الآثار لابی حنیفۃ بروایۃ القاضی ابی یوسف: ص215 رقم الحدیث 952 بَابُ الْغَزْوِ وَالْجَيْشِ

مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ . [132]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے۔ اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے میرے پیچھے سے آکر میرے کندھوں پر کہنیاں رکھ دیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم کرے! مجھے تو یہی قوی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جمع کرے گا۔ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر و عمر تھے، میں نے اور ابو بکر و عمر نے یہ کام کیا، میں اور ابو بکر و عمر گئے۔ اس لیے مجھے امید یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حق میں کلماتِ خیر:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَقُولُ: وُضِعَ عُمَرُ عَلَى سَرِيرِهِ فَتَكَنَّفَهُ النَّاسُ يَدْعُونَ وَيُصَلُّونَ قَبْلَ أَنْ يُرْفَعَ وَأَنَا فِيهِمْ فَلَمْ يَرُعْنِي إِلَّا رَجُلٌ آخِذٌ مَنْكِبِي فَإِذَا عَلِيٌّ، فَتَرَحَّمَ عَلَى عُمَرَ وَقَالَ: مَا خَلَّفْتَ أَحَدًا أَحَبَّ إِلَيَّ أَنْ أَلْقَى اللهَ بِمِثْلِ عَمَلِهِ مِنْكَ وَايْمُ اللهِ إِنْ كُنْتُ لَأَظُنُّ أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ وَحَسِبْتُ أَنِّي كُنْتُ كَثِيرًا أَسْمَعُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: ذَهَبْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَدَخَلْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ . [133]

ترجمہ: حضرت ابنِ ابی مُلیکہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے

---

[132] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3677

[133] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3685

ہوئے سنا کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جنازے کی چارپائی پر رکھا گیا تو لوگ جمع ہو گئے۔ سب دعا میں مشغول تھے اور انہیں اٹھائے جانے سے پہلے نماز (جنازہ کی تیاری) کر رہے تھے اور میں بھی انہی میں شامل تھا۔ اتنے میں اچانک کسی نے میرا کندھا تھاما میں چونکا۔ پلٹ کر دیکھا تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے رحمت کی دعا کی اور فرمایا: آپ کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں جو مجھے آپ سے زیادہ محبوب ہو کہ میں اللہ سے ملاقات اس کے جیسے عمل کے ساتھ کروں۔ قسم بخدا! مجھے یقین تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (حضرت ابو بکر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ہی رکھے گا۔ میں نے اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میں، ابو بکر اور عمر گئے؛ میں، ابو بکر اور عمر داخل ہوئے؛ اور میں، ابو بکر اور عمر نکلے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

عہدِ عثمانی میں

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کرنا:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد شوریٰ کے فیصلے کے مطابق خلافت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی اور اس شوریٰ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ وَلَّاهُمْ عُمَرُ اجْتَمَعُوْا فَتَشَاوَرُوْا فَقَالَ لَهُمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: لَسْتُ بِالَّذِيْ أُنَافِسُكُمْ عَلٰى هٰذَا الْأَمْرِ وَلٰكِنَّكُمْ إِنْ شِئْتُمْ اخْتَرْتُ لَكُمْ مِنْكُمْ فَجَعَلُوْا ذٰلِكَ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَلَمَّا وَلَّوْا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ أَمْرَهُمْ فَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى مَا أَرٰى أَحَدًا مِنَ النَّاسِ يَتْبَعُ أُولٰئِكَ الرَّهْطَ وَلَا يَطَأُ عَقِبَهُ وَمَالَ النَّاسُ عَلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشَاوِرُوْنَهُ تِلْكَ اللَّيَالِيَ حَتّٰى إِذَا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ أَصْبَحْنَا مِنْهَا فَبَايَعْنَا عُثْمَانَ قَالَ الْمِسْوَرُ: طَرَقَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بَعْدَ هَجْعٍ مِنَ اللَّيْلِ فَضَرَبَ الْبَابَ حَتّٰى اسْتَيْقَظْتُ فَقَالَ: أَرَاكَ نَائِمًا فَوَاللهِ مَا اكْتَحَلْتُ هٰذِهِ الثَّلَاثَ بِكَثِيْرِ نَوْمٍ، انْطَلِقْ فَادْعُ الزُّبَيْرَ وَسَعْدًا فَدَعَوْتُهُمَا لَهُ فَشَاوَرَهُمَا ثُمَّ دَعَانِيْ فَقَالَ: ادْعُ لِيْ عَلِيًّا فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتّٰى ابْهَارَّ اللَّيْلُ ثُمَّ قَامَ عَلِيٌّ مِنْ عِنْدِهٖ وَهُوَ عَلٰى طَمَعٍ وَقَدْ كَانَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَخْشٰى مِنْ عَلِيٍّ شَيْئًا ثُمَّ قَالَ: ادْعُ لِيْ عُثْمَانَ فَدَعَوْتُهُ فَنَاجَاهُ حَتّٰى فَرَّقَ بَيْنَهُمَا الْمُؤَذِّنُ بِالصُّبْحِ فَلَمَّا صَلّٰى لِلنَّاسِ الصُّبْحَ، وَاجْتَمَعَ أُولٰئِكَ الرَّهْطُ عِنْدَ الْمِنْبَرِ فَأَرْسَلَ إِلٰى مَنْ كَانَ حَاضِرًا مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ وَأَرْسَلَ إِلٰى أُمَرَاءِ الْأَجْنَادِ، وَكَانُوْا وَافَوْا تِلْكَ الْحَجَّةَ مَعَ عُمَرَ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا تَشَهَّدَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ! يَا عَلِيُّ إِنِّيْ قَدْ نَظَرْتُ فِيْ أَمْرِ النَّاسِ فَلَمْ أَرَهُمْ يَعْدِلُوْنَ بِعُثْمَانَ فَلَا تَجْعَلَنَّ عَلٰى نَفْسِكَ سَبِيْلًا فَقَالَ: أُبَايِعُكَ عَلٰى سُنَّةِ اللهِ وَرَسُوْلِهٖ وَالْخَلِيْفَتَيْنِ مِنْ بَعْدِهٖ فَبَايَعَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

وَبَايَعَهُ النَّاسُ الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ وَأُمَرَاءُ الْأَجْنَادِ وَالْمُسْلِمُونَ. [134]

ترجمہ: مسور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ وہ گروہ (شوریٰ) جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منتخب کیا تھا وہ لوگ جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا: میں اس منصب کے لیے تمہارے ساتھ مقابلہ نہیں کروں گا، لیکن اگر تم چاہو تو میں تم میں سے کسی کو منتخب کر دوں۔ جب یہ فیصلہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو سب لوگ حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ مجھے کوئی شخص ان دوسرے حضرات کے پیچھے چلتا یا ان کی طرف دھیان دیتا نظر نہ آتا تھا۔ لوگ مسلسل ان راتوں میں حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کے پاس آتے اور ان سے مشورے کرتے رہے، یہاں تک کہ وہ رات آ پہنچی جس کی صبح فیصلہ ہونا تھا۔ ہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

مسور بن مخرمہ کہتے ہیں کہ عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ رات کے وقت میرے دروازے پر آئے، مجھے جگایا اور کہا": میں نے اس رات تقریباً نہیں سویا۔ جاؤ، زبیر اور سعد کو بلاؤ۔ "میں نے انہیں بلایا، اور عبد الرحمٰن نے ان دونوں سے مشورہ کیا۔ پھر اس نے کہا": اب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے ان سے رات گئے تک باتیں کی، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کچھ امید لے کر واپس چلے گئے، حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کو کسی بات کا اندیشہ بھی تھا۔ بعد ازاں حضرت عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا": اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ "میں نے انہیں بلایا اور وہ بھی آئے۔ یہ گفتگو اس وقت تک جاری رہی جب تک فجر کی اذان نہ ہوئی۔ پھر فجر کی نماز کے بعد وہ تمام گروہ، مہاجرین، انصار اور فوج کے امراء منبر کے پاس جمع ہوئے۔ اس موقع پر عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا": اے علی! میں نے لوگوں کا حال دیکھا، اور میں نے انہیں حضرت عثمان کے حق میں عدل کرتے نہیں پایا، لہٰذا اپنے آپ پر زحمت نہ ڈالو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:" میں آپ سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور ان کے

[134] صحیح البخاری: رقم الحدیث 7207

بعد دونوں خلفاء کے طریقے پر بیعت کرتا ہوں" اس کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بیعت کی اور مہاجرین، انصار، فوج کے امرا اور تمام مسلمانوں نے بھی بیعت کی۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے مشیر:

امام ابو العرب محمد بن احمد بن تمیم افریقی رحمہ اللہ (ت 333ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ: خَرَجْتُ مِنْ مَنْزِلِيْ بِلَيْلٍ طَوِيْلٍ أُرِيْدُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا عُثْمَانُ فِي مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فَصَلَّيْتُ خَلْفَهُ ثُمَّ جَلَسَ فَدَعَا لَيْلًا طَوِيْلًا حَتّٰى أَذَّنَ الْمُؤَذِّنُ، ثُمَّ قَامَ مُنْصَرِفًا إِلٰى بَيْتِهٖ وَقُمْتُ فِيْ وَجْهِهٖ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ: يَا ابْنَ مَخْرَمَةَ! وَاتَّكَأَ عَلٰى يَدِيْ إِنِّي اسْتَخَرْتُ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ فِي لَيْلَتِيْ هٰذِهٖ فِيْ بَعْثَةِ الْجُيُوْشِ إِلٰى إِفْرِيْقِيَّةَ وَقَدْ كَتَبَ إِلَيَّ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَعْدٍ يُخْبِرُ بِجَرَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ عَلَيْهِمْ وَقُرْبِ حَوْزِهِمْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَقُلْتُ: خَارَ اللهُ لِأَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ لِلْمُسْلِمِيْنَ قَالَ: فَمَا رَأْيُكَ يَا ابْنَ مَخْرَمَةَ؟ فَقُلْتُ: اغْزُهُمْ قَالَ عُثْمَانُ: أَسْتَخِيْرُ اللهَ إِنِّيْ أَجْمَعُ الْيَوْمَ الْأَكَابِرَ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْتَشِيْرُهُمْ فَمَا أَجْمَعُوْا عَلَيْهِ فَعَلْتُهُ أَوْ مَا أَجْمَعَ عَلَيْهِ أَكْثَرُهُمْ فَعَلْتُهُ فَكُنْ أَنْتَ رَسُوْلِيْ إِلَيْهِمْ وَاحْضُرْ مَعَهُمْ فَإِنَّكَ لَسْتَ بِحَمْدِ اللهِ دُوْنَ أَحَدٍ فِيْ عَقْلِكَ وَرَأْيِكَ وَإِنْ كَانَ لِلْقَوْمِ سَوَابِقُ قَدْ سَبَقُوْكَ بِهَا لِأَسْنَانِهِمْ وَلِمَا أَرَادَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مِنْ إِسْعَادِهِمْ وَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَقُلْتُ: وَاللهِ مَا سَمّٰى لِيْ مَنْ أَدْعُوْ لَهُ فَجَلَسْتُ عَلٰى بَابِهٖ فَلَمْ أَنْشَبْ أَنْ خَرَجَ وَقَدْ أَحْدَثَ وُضُوْءًا، فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّكَ قُلْتَ لِيْ: اجْمَعْ وَلَمْ تُسَمِّ لِيْ مَنْ أَجْمَعُ؟ فَقَالَ: ائْتِ عَلِيًّا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَالْعَبَّاسَ بْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ... فَخَلَا بِهِمْ رَجُلًا رَجُلًا وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ فِي الْمَسْجِدِ بَعْدَ أَنْ صَلَّى الصُّبْحَ وَطَلَعَتِ الشَّمْسُ فَلَمْ يَزَلْ جَالِسًا يُشَاوِرُهُمْ حَتّٰى مَتَعَ النَّهَارُ. [135]

ترجمہ: حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں ایک لمبی رات میں اپنے گھر سے مسجد جانے کے

[135] طبقات علماء افریقیة: ص12 ذِكْرُ مَنْ دَخَلَ إِفْرِيْقِيَّةَ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ

ارادے سے نکلا، تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ؛ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے نماز میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ پھر وہ بیٹھ گئے اور بہت دیر تک دعا کرتے رہے یہاں تک کہ مؤذن نے اذان دے دی۔ پھر وہ اپنے گھر کی طرف جانے کے لیے اٹھے۔ میں ان کے سامنے آیا اور انہیں سلام کیا۔

انہوں نے فرمایا: اے ابنِ مخرمہ! (انہوں نے میرے ہاتھ پر سہارا لیا) اور فرمایا: میں نے آج کی رات لشکروں کو افریقہ بھیجنے کے معاملے میں اللہ عزوجل سے خیر طلب کی ہے (استخارہ کیا ہے)۔ اور مجھے عبد اللہ بن سعد نے لکھا ہے کہ دشمن مسلمانوں پر چڑھ دوڑے ہیں، اور ان کی فوج مسلمانوں کے بہت قریب آپہنچی ہے۔

میں نے عرض کی: اللہ؛ امیر المؤمنین اور مسلمانوں کے لیے خیر کا فیصلہ فرمائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابنِ مخرمہ! تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے عرض کی: آپ ان پر حملہ کریں (ان سے جنگ کریں)۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ سے خیر طلب کرتا ہوں، میں آج نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے بڑے بڑے حضرات کو جمع کروں گا اور ان سے مشورہ کروں گا۔ جس پر وہ سب متفق ہوں گے، میں وہی کروں گا، (یا یہ فرمایا کہ) جس بات پر ان کی اکثریت متفق ہوگی، میں وہی کروں گا۔

آپ میرے نمائندہ بن کر ان کے پاس جاؤ اور ان کے ساتھ رہو، کیونکہ الحمدللہ عقل ورائے میں آپ کسی سے کم نہیں ہو، اگرچہ ان لوگوں کے کچھ ایسے فضائل ہیں جن میں وہ تم سے عمر کے لحاظ سے پہلے ہیں، اس وجہ سے بھی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کی سعادت کا ارادہ فرمایا ہے۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے گھر میں داخل ہوگئے۔ میں نے کہا: اللہ کی قسم! انہوں نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ میں کن لوگوں کو بلاؤں۔ چنانچہ میں ان کے دروازے پر بیٹھ گیا۔ ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ باہر نکل آئے، اور انہوں نے تازہ وضو کیا ہوا تھا۔ میں نے عرض کی: امیر المؤمنین! آپ نے مجھے فرمایا تھا کہ لوگوں کو جمع کرو، لیکن یہ نہیں بتایا کہ کن کو جمع کروں؟ انہوں نے فرمایا: علی، طلحہ، زبیر اور عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہم کو بلاؤ.. پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد میں اپنے بیٹھنے کی جگہ پر، نمازِ صبح پڑھنے اور سورج نکل آنے کے بعد، ان میں سے ہر ایک کے ساتھ الگ الگ مشورہ کرتے رہے۔ اور وہ برابر بیٹھے مشورہ کرتے رہے یہاں تک کہ دن کافی چڑھ آیا۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَعِيْدٍ ... قَالَ: حَدَّثَنِي جَدِّي قَالَ: كَانَ عُثْمَانُ إِذَا جَلَسَ عَلَى الْمَقَاعِدِ جَاءَهُ الْخَصْمَانِ فَقَالَ لِأَحَدِهِمَا: اذْهَبْ، ادْعُ عَلِيًّا وَقَالَ لِلْآخَرِ: اذْهَبْ ادْعُ طَلْحَةَ وَالزُّبَيْرَ وَنَفَرًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُوْلُ لَهُمَا: تَكَلَّمَا ثُمَّ يُقْبِلُ عَلَى الْقَوْمِ فَيَقُوْلُ: مَا تَقُوْلُوْنَ؟ فَإِنْ قَالُوْا مَا يُوَافِقُ رَأْيَهُ أَمْضَاهُ وَإِلَّا نَظَرَ فِيْهِ بَعْدُ فَيَقُوْمَانِ وَقَدْ سَلِمَا. [136]

ترجمہ: حضرت عمر بن عثمان بن عبد اللہ بن سعید رحمہ اللہ سے روایت ہے... وہ کہتے ہیں: مجھے میرے دادا (عبد اللہ بن سعید) نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب (فیصلہ کرنے کے لیے) مجلسِ قضاء میں بیٹھتے اور دو فریق (مقدمہ لڑنے والے) ان کے پاس آتے تو آپ ان میں سے ایک سے فرماتے: جاؤ! حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ۔ اور دوسرے سے فرماتے: جاؤ! حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کو بلاؤ۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں سے فرماتے: اپنی بات بیان کرو۔ اس کے بعد آپ حاضرین کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: آپ لوگ کیا کہتے ہو؟

اگر وہ حضرات ایسی بات کہتے جو آپ کی رائے کے مطابق ہوتی تو آپ اسی کو نافذ فرما دیتے، اور اگر وہ بات آپ کی رائے کے مطابق نہ ہوتی تو آپ اس معاملے میں بعد میں مزید غور فرماتے۔ پھر دونوں فریق اٹھ جاتے اور وہ سلامتی کے ساتھ (یعنی مطمئن اور محفوظ) واپس چلے جاتے۔

قرآن کریم کو ایک قراءت پر جمع کرنے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے:

امام ابو بکر محمد بن حسین الآجرّی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ الْجُعْفِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: أَيُّهَا النَّاسُ! اَللهَ اَللهَ، وَإِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِيْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَقَوْلَكُمْ: خَرَّاقُ الْمَصَاحِفِ، فَوَاللهِ مَا

[136] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج10 ص192 بَابُ مَنْ يُشَاوِرُ

خَرَقَهَا إِلَّا عَنْ مِلَاءٍ مِنَّا أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَنَا، فَقَالَ: مَا تَقُولُونَ فِيْ هٰذِهِ الْقِرَاءَةِ الَّتِيْ قَدِ اخْتَلَفَ فِيهَا النَّاسُ يَلْقَى الرَّجُلُ الرَّجُلَ فَيَقُولُ: قِرَاءَتِيْ خَيْرٌ مِنْ قِرَاءَتِكَ وَقِرَاءَتِيْ أَفْضَلُ مِنْ قِرَاءَتِكَ، وَهٰذَا شَبِيْهٌ بِالْكُفْرِ فَقُلْنَا: مَا الرَّأْيُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ؟ قَالَ: أَرٰى أَنْ أَجْمَعَ النَّاسَ عَلٰى مُصْحَفٍ وَاحِدٍ فَإِنَّكُمْ إِنِ اخْتَلَفْتُمُ الْيَوْمَ كَانَ مَنْ بَعْدَكُمْ أَشَدَّ اخْتِلَافًا. فَقُلْنَا: فَنِعْمَ مَا رَأَيْتَ، فَأَرْسَلَ إِلٰى زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَسَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ، فَقَالَ: يَكْتُبُ أَحَدُكُمَا وَيُمْلِ الْآخَرُ فَإِذَا اخْتَلَفْتُمَا فِي شَيْءٍ فَارْفَعَاهُ إِلَيَّ فَكَتَبَ أَحَدُهُمَا وَأَمْلَى الْآخَرُ فَمَا اخْتَلَفَا فِي شَيْءٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَ جَلَّ إِلَّا فِي حَرْفٍ فِيْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَقَالَ أَحَدُهُمَا: "التَّابُوْتُ" وَقَالَ الْآخَرُ: "التَّابُوْهُ"، فَرَفَعَاهُ إِلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: "التَّابُوْتُ"، قَالَ: وَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: لَوْ وُلِّيْتُ مِثْلَ الَّذِيْ وَلِيَ لَصَنَعْتُ مِثْلَ الَّذِيْ صَنَعَ.[137]

ترجمہ: حضرت سوید بن غفلہ جُعفی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو! اور تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو (حد سے بڑھنے) سے بچو، اور تمہارا یہ کہنا کہ وہ (قرآن کریم کے) قدیم نسخوں کو پھاڑنے والے ہیں (یہ بات نہ کہو)۔ اللہ کی قسم! انہوں نے یہ کام ہم اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی اور مشورے سے ہی کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ہمیں جمع کیا اور فرمایا: آپ اس قراءت کے بارے میں کیا کہتے ہو جس میں لوگوں نے اختلاف کر لیا ہے؟ ایک آدمی دوسرے آدمی سے ملتا ہے تو کہتا ہے: میری قراءت تمہاری قراءت سے بہتر ہے، اور میری قراءت تمہاری قراءت سے افضل ہے۔ یہ بات کفر کے مشابہ ہے۔ ہم نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میری رائے یہ ہے کہ میں لوگوں کو ایک ہی مصحف پر جمع کر دوں، کیونکہ اگر آپ آج اختلاف کرو گے تو تمہارے بعد آنے والے لوگ اس سے بھی زیادہ اختلاف کریں گے۔ ہم نے عرض کی: آپ نے

[137] الشریعہ للآجُرّی: ص469 رقم الحدیث 1304 بَابُ ذِكْرِ أَتْبَاعِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فِي خِلَافَتِهِ لِسُنَنِ أَبِي بَكْرٍ

بہت اچھا فیصلہ کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت زید بن ثابت اور حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہما کے پاس پیغام بھیجا اور فرمایا: تم دونوں میں سے ایک لکھے اور دوسرا لکھوائے اور اگر تم دونوں کسی بات میں اختلاف کرو تو اسے میرے پاس لے آنا۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا، ایک نے لکھا اور دوسرے نے لکھوایا۔ کتاب اللہ میں کسی چیز میں ان کا اختلاف نہیں ہوا، سوائے سورت بقرہ کے ایک لفظ کے۔ ان دونوں میں سے ایک نے کہا: "التَّابُوْتُ" اور دوسرے نے کہا: "التَّابُوْهُ"۔ انہوں نے یہ اختلاف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: درست "التَّابُوْتُ" ہے۔ راوی کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر مجھے بھی وہی ذمہ داری دی جاتی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دی گئی تھی تو میں بھی وہی کرتا جو انہوں نے کیا۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت:

امام ابوزید عمر بن شبہ بن عبیدہ بصری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَرْسَلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِلَيْهِ: إِنَّ مَعِيَ خَمْسَمِائَةِ دَارِعٍ فَأْذَنْ لِي فَأَمْنَعَكَ مِنَ الْقَوْمِ فَإِنَّكَ لَمْ تُحْدِثْ شَيْئًا بَعْدَ التَّوْبَةِ يُسْتَحَلُّ بِهِ دَمُكَ. فَقَالَ: جُزِيتَ خَيْرًا مَا أُحِبُّ أَنْ يُهَرَاقَ دَمٌ بِسَبَبِي. [138]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف یہ پیغام بھیجا کہ میرے پاس پانچ سو (500) زرہ پوش نوجوان موجود ہیں۔ آپ مجھے اجازت دیں، میں ان لوگوں (بلوائیوں) کو آپ سے مار بھگاؤں گا۔ آپ نے ایسا کوئی کام نہیں کیا جس کی وجہ سے آپ کو قتل کرنا جائز ہو گیا ہو۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی طرف سے آپ کو جزائے خیر عطا ہو، میں یہ نہیں چاہتا کہ میری خاطر (شہر رسول میں) خون بہایا جائے۔

حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا پہرہ دینا:

امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ لِلْحَسَنِ وَ الْحُسَيْنِ: اذْهَبَا بِسَيْفَيْكُمَا حَتّٰى تَقُوْمَا عَلٰى بَابِ عُثْمَانَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) فَلَا

[138] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج4 ص1149 رُجُوْعِ أَهْلِ مِصْرَ بَعْدَ شُخُوْصِهِمْ

تَدَعَا أَحَدًا يَصِلُ إِلَيْهِ. [139]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرات حسنین رضی اللہ عنہما سے فرمایا: تلواریں لے کر عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر (پہرے دار بن کر) کھڑے ہو جاؤ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس کسی کو بھی نہ پہنچنے دو۔

امام ابو زید عمر بن شبہ بن عبیدہ بن ریطۃ النمیری رحمہ اللہ (ت 262ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لِابْنَيْهِ: كَيْفَ قُتِلَ وَأَنْتُمَا عَلَى الْبَابِ؟ وَلَطَمَ الْحَسَنَ وَضَرَبَ الْحُسَيْنَ. [140]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں کو جھنجھوڑ کر فرمایا کہ تمہارے ہوتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کیسے شہید کر دیا گیا؟ (دشمن اپنے مقصد میں کیسے کامیاب ہو گیا؟) اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو تھپڑ مارا، حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بھی مارا۔

دورانِ محاصرہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا پانی بھیجنا:

امام احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد بلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ) لکھتے ہیں:

حَاصَرَ النَّاسُ عُثْمَانَ وَمَنَعُوهُ الْمَاءَ فَأَشْرَفَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ: أَفِيكُمْ عَلِيٌّ؟ فَقَالُوا: لَا ، قَالَ: أَفِيكُمْ سَعْدٌ؟ فَقَالُوا: لَا ، فَسَكَتَ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَحَدٌ يُبَلِّغُ فَيَسْقِينَا مَاءً ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ عَلِيًّا فَبَعَثَ إِلَيْهِ بِثَلَاثِ قِرَبٍ مَمْلُوءَةٍ مَاءً فَمَا كَادَتْ تَصِلُ إِلَيْهِ وَجُرِحَ بِسَبَبِهَا عِدَّةٌ مِنْ مَوَالِيْ بَنِيْ هَاشِمٍ وَبَنِيْ أُمَيَّةَ حَتّٰى وَصَلَتْ. [141]

ترجمہ: لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا اور انہیں پانی سے روک دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ

---

[139] تاریخ الخلفاء للسیوطی: ص127 خِلَافَتُهُ وَمَا حَدَثَ فِيْ عَهْدِهٖ مِنَ الْأَحْدَاثِ

[140] تاریخ المدینۃ لابن شبہ: ج4 ص1305 رُجُوْعُ أَهْلِ مِصْرَ بَعْدَ شُخُوْصِهِمْ

[141] انساب الاشراف للبلاذری: ج6 ص185 وَمَا حَدَثَ فِيْ عَهْدِهٖ مِنَ الْأَحْدَاثِ

عنہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا: تم میں علی رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ پھر پوچھا: کیا تم میں سعد رضی اللہ عنہ موجود ہیں؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ عثمان رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے، اس کے بعد فرمایا: کیا کوئی ہے جو (میری بات) پہنچادے تاکہ ہمیں پانی پلایا جائے؟ یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پانی سے بھرے ہوئے تین مشکیزے بھیج دیے۔ وہ مشکل سے وہاں تک پہنچے ان کی وجہ سے بنی ہاشم اور بنی امیہ کے غلام زخمی بھی ہوئے، یہاں تک کہ وہ پانی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچ گیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اعلانِ براءت:

امام ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي لَيْلٰى: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَافِعًا حِضْنَيْهِ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَبْرَأُ إِلَيْكَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ. [142]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ دونوں ہاتھ اٹھائے دعا کر رہے تھے اور فرمارہے تھے: اللہ! میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون (کے معاملے) سے تیری بارگاہ میں براءت کا اظہار کرتا ہوں۔

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی مدح سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی زبانی:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ تَبَرَّأَ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَكَانَ يُقْسِمُ عَلٰى ذٰلِكَ فِي خُطَبِهٖ وَغَيْرِهَا أَنَّهُ لَمْ يَقْتُلْهُ وَلَا أَمَرَ بِقَتْلِهٖ وَلَا مَالَأَ وَلَا رَضِيَ بِهٖ.... كَانَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ خَيْرَنَا وَأَوْصَلَنَا لِلرَّحِمِ وَأَشَدَّنَا حَيَاءً وَأَحْسَنَنَا طُهُوْرًا وَأَتْقَانَا لِلرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ. [143]

---

[142] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل: ص452 رقم الحدیث 727

[143] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص207 سَنَةُ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ. فَصْلٌ فِيْ صِفَتِهٖ

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون سے اپنی مکمل براءت ظاہر کی اور اپنے خطبات اور دیگر مواقع پر اس بات پر قسم کھاتے تھے کہ نہ میں نے خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کیا، نہ ان کے قتل کا حکم دیا، نہ قاتلوں کا ساتھ دیا اور نہ قتل پر راضی ہوا۔ آپ فرماتے تھے عثمان رضی اللہ عنہ ہم میں سب سے بہتر، سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے، ہم میں سب سے زیادہ باحیا، سب سے زیادہ پاکیزہ تھے، اور اللہ عزوجل سے سب سے زیادہ ڈرنے والے تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بیٹوں کے نام خلفاء ثلاثہ کے نام پر:

امام ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَتَزَوَّجَ لَيْلٰى بِنْتَ مَسْعُوْدِ بْنِ خَالِدٍ النَّهْشَلِيَّةَ التَّمِيْمِيَّةَ فَوَلَدَتْ لَهٗ عُبَيْدَ اللهِ وَأَبَا بَكْرٍ قُتِلَا مَعَ الْحُسَيْنِ. [144]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لیلیٰ بنتِ مسعود بن خالد نہشلیہ تمیمیہ سے نکاح کیا، جن سے ان کے دو بیٹے پیدا ہوئے: عبید اللہ اور ابو بکر۔ یہ دونوں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ (کربلا میں) شہید ہوئے۔

امام ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَلَهٗ مِنَ الصَّهْبَاءِ بِنْتِ رَبِيْعَةَ التَّغْلِبِيَّةِ وَهِيَ مِنَ السَّبْيِ الَّذِيْنَ أَغَارَ عَلَيْهِمْ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ بِعَيْنِ التَّمْرِ وَوَلَدَتْ لَهٗ عُمَرَ بْنَ عَلِيٍّ. [145]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک زوجہ صہباء بنت ربیعہ تغلبیہ بھی تھیں۔ وہ ان قیدی عورتوں میں سے تھیں جن پر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عینُ التمر کے مقام پر حملہ کیا تھا۔ ان سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیٹے "عمر بن علی" پیدا ہوئے۔

---

[144] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج3 ص397 ذِكْرُ نَسَبِهٖ وَصِفَتِهٖ وَنِسَائِهٖ وَأَوْلَادِهٖ

[145] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج3 ص397 ذِكْرُ نَسَبِهٖ وَصِفَتِهٖ وَنِسَائِهٖ وَأَوْلَادِهٖ

امام ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَأَوَّلُ زَوْجَةٍ تَزَوَّجَهَا فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَتَزَوَّجْ عَلَيْهَا حَتّٰى تُوُفِّيَتْ عِنْدَهٗ وَكَانَ لَهٗ مِنْهَا الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَقَدْ ذُكِرَ أَنَّهٗ كَانَ لَهٗ مِنْهَا ابْنٌ آخَرُ يُقَالُ لَهٗ "مُحَسِّنٌ" وَأَنَّهٗ تُوُفِّيَ صَغِيْرًا وَزَيْنَبُ الْكُبْرٰى وَأُمُّ كُلْثُوْمِ الْكُبْرٰى ثُمَّ تَزَوَّجَ بَعْدَهَا أُمَّ الْبَنِيْنِ بِنْتَ حَرَامٍ الْكِلَابِيَّةَ فَوَلَدَتْ لَهُ الْعَبَّاسَ وَجَعْفَرًا وَعَبْدَ اللهِ وَعُثْمَانَ.[146]

ترجمہ: پہلی زوجہ جن سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کیا، وہ فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی حیات میں کسی اور سے نکاح نہیں کیا یہاں تک کہ وہ ان کی حیات میں وفات پا گئیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے (دو بیٹے) حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ ان سے ایک اور بیٹا بھی تھا جس کا نام محسن تھا، جن کا بچپن میں انتقال ہوا، اور ان سے حضرت زینب کبریٰ اور حضرت اُمِّ کلثوم کبریٰ رضی اللہ عنہما بھی پیدا ہوئیں۔ اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُمُّ البنین بنت حرام کِلابیہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا، جن سے (چار بیٹے) عباس، جعفر، عبد اللہ اور عثمان پیدا ہوئے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ
وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ

[146] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج3 ص397 ذِكْرُ نَسَبِهٖ وَصِفَتِهٖ وَنِسَائِهٖ وَأَوْلَادِهٖ

خلافتِ علی رضی اللہ عنہ

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ وَعُثْمَانُ مَحْصُورٌ قَالَ: فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ: إِنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقْتُوْلٌ ثُمَّ جَاءَ آخَرُ فَقَالَ: إِنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقْتُوْلٌ السَّاعَةَ قَالَ: فَقَامَ عَلِيٌّ، قَالَ مُحَمَّدٌ: فَأَخَذْتُ بِوَسَطِهِ تَخَوُّفًا عَلَيْهِ فَقَالَ: خَلِّ لَا أُمَّ لَكَ، قَالَ: فَأَتَى عَلِيٌّ الدَّارَ وَقَدْ قُتِلَ الرَّجُلُ فَأَتَى دَارَهُ فَدَخَلَهَا وَأَغْلَقَ عَلَيْهِ بَابَهُ فَأَتَاهُ النَّاسُ فَضَرَبُوْا عَلَيْهِ الْبَابَ فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَقَالُوْا: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ خَلِيْفَةٍ وَلَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ. فَقَالَ لَهُمْ عَلِيٌّ: لَا تُرِيْدُوْنِي، فَإِنِّيْ لَكُمْ وَزِيْرٌ خَيْرٌ مِنِّيْ لَكُمْ أَمِيْرٌ فَقَالُوْا: لَا وَاللهِ مَا نَعْلَمُ أَحَدًا أَحَقَّ بِهَا مِنْكَ. قَالَ: فَإِنْ أَبَيْتُمْ عَلَيَّ فَإِنَّ بَيْعَتِيْ لَا تَكُوْنُ سِرًّا وَلٰكِنْ أَخْرُجُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَمَنْ شَاءَ أَنْ يُبَايِعَنِيْ بَايَعَنِيْ، قَالَ: فَخَرَجَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَبَايَعَهُ النَّاسُ. [147]

ترجمہ: حضرت محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جبکہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا: امیر المؤمنین (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) قتل کر دیے گئے ہیں۔ پھر دوسرا شخص آیا اور اس نے کہا: امیر المؤمنین ابھی اسی وقت قتل کر دیے گئے ہیں۔

یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہو گئے۔ حضرت محمد ابن حنفیہ کہتے ہیں: میں نے آپ کی سلامتی کے خوف سے آپ کی کمر پکڑ لی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: چھوڑ دے!

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس گھر کی طرف گئے، تو معلوم ہوا کہ وہ شخص (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ) شہید کیے جا چکے ہیں۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لائے، اندر داخل ہوئے اور دروازہ بند کر لیا۔

لوگ آپ کے پاس آئے دروازہ کھٹکھٹایا، یہاں تک کہ اندر داخل ہو گئے اور کہنے لگے یہ شخص شہید کر دیا

[147] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل: ص 573 رقم الحدیث 969

گیاہے اور لوگوں کے لیے ایک خلیفہ ہوناضروری ہے اور ہم آپ سے زیادہ کسی کو اس خلافت کا حق دار نہیں جانتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ مجھے امیر المؤمنین بنانے کا ارادہ نہ کرو، میں تمہارے لیے وزیر بن کر رہوں تو یہ بہتر ہے اس سے کہ میں تمہارا امیر بنوں۔

لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم آپ سے زیادہ کسی کو اس کا حق دار نہیں جانتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تم پھر بھی یہ معاملہ میرے سپرد کرنا چاہتے ہو تو میری بیعت خفیہ نہیں ہوگی بلکہ میں مسجد میں جاؤں گا، پھر جو چاہے گا وہ آکر میری بیعت کرے گا۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں نے آپ کی بیعت کرلی۔

درج بالا عبارت سے بیعت کی چند شرائط معلوم ہو رہی ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیعت کے لیے کچھ شرائط متعین کیں:

1. بیعت کھلم کھلا ہوگی، چھپ کر نہیں۔
2. بیعت مسجد میں ہوگی (مسجد کے علاوہ نہیں)۔
3. بیعت پر تمام مسلمان راضی ہوں۔
4. خلافت کا نظام اپنے علم اور صوابدید کی بنیاد پر چلاؤں گا۔

تمام لوگوں نے اتفاق کیا اور اگلے دن صبح کو مسجد کے اندر بیعت کی گئی۔

بیعتِ علی رضی اللہ عنہ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رَحِمَهُ اللهُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ وَبُوْيِعَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَحِمَهُ اللهُ بِالْمَدِيْنَةِ .[148]

---

[148] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص22 ذِكْرُ قَتْلِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَبَيْعَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

ترجمہ: جب حضرت عثمان –اللہ ان پر رحم فرمائے– کو جمعہ کے دن شہید کیا گیا، یہ ذوالحج کی اٹھارویں تاریخ سن 35 ہجری تھا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ میں حضرت علی بن ابی طالب –اللہ ان پر رحم فرمائے– کی بیعت کی گئی۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي حِيْنَ قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَامَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَأَتَاهُ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ إِمَامٍ وَلَا نَجِدُ الْيَوْمَ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ لَا أَقْدَمَ سَابِقَةً وَلَا أَقْرَبَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تَفْعَلُوْا فَإِنِّي أَكُوْنُ وَزِيْرًا خَيْرٌ مِنْ أَنْ أَكُوْنَ أَمِيْرًا فَقَالُوْا: لَا! وَاللهِ مَا نَحْنُ بِفَاعِلِيْنَ حَتّٰى نُبَايِعَكَ قَالَ: فَفِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّ بَيْعَتِيْ لَا تَكُوْنُ خَفِيًّا وَلَا تَكُوْنُ إِلَّا عَنْ رِضَا الْمُسْلِمِيْنَ، قَالَ سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ فَلَقَدْ كَرِهْتُ أَنْ يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ مَخَافَةَ أَنْ يَشْغَبَ عَلَيْهِ وَأَبٰى هُوَ إِلَّا الْمَسْجِدَ فَلَمَّا دَخَلَ دَخَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فَبَايَعُوْهُ ثُمَّ بَايَعَهُ النَّاسُ. [149]

ترجمہ: حضرت محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ میں اپنے والد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے۔ میرے والد اٹھے، گھر تشریف لائے، ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام آئے اور کہا: حضرت عثمان شہید کر دیے گئے ہیں اور اب لوگوں کے لیے ایک امام (خلیفہ) کا ہونا ضروری ہے اور آج ہم کسی کو آپ سے زیادہ اس منصب کا حق دار نہیں سمجھتے؛ نہ کوئی آپ سے زیادہ قدیم ہے اور نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریبی۔ آپ نے فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ میرا وزیر رہنا امیر بننے سے بہتر ہے۔ کہا: نہیں، اللہ کی قسم! ہم ہرگز ایسا نہیں کریں گے جب تک ہم آپ کی بیعت نہ کر لیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مسجد میں (بیعت ہوگی)، کیونکہ میری بیعت پوشیدہ نہیں ہوگی اور نہ ہی مسلمانوں کی رضا کے بغیر ہوگی۔ سالم

[149] تاریخ الطبری: ج4 ص427 خِلَافَةُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

بن ابی الجعد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے پسند نہیں کیا کہ وہ مسجد جائیں، اس خوف سے کہ وہاں ہنگامہ نہ ہو جائے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صرف مسجد ہی جانے پر اصرار کیا۔ جب مسجد میں داخل ہوئے تو مہاجرین وانصار آئے اور ان سب نے بیعت کی پھر عام لوگوں نے بھی بیعت کر لی۔

سیدنا طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما کا بیعت کرنا:

امام محمد بن جریر بن یزید بن کثیر بن غالب طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي بَشِيْرٍ الْعَابِدِيِّ قَالَ: كُنْتُ بِالْمَدِيْنَةِ حِيْنَ قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَاجْتَمَعَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فِيْهِمْ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَأَتَوْا عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالُوْا: يَا أَبَا حَسَنٍ! هَلُمَّ نُبَايِعْكَ فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لِيْ فِيْ أَمْرِكُمْ أَنَا مَعَكُمْ فَمَنِ اخْتَرْتُمْ فَقَدْ رَضِيْتُ بِهِ فَاخْتَارُوْا وَاللهِ فَقَالُوْا مَا نَخْتَارُ غَيْرَكَ. [150]

ترجمہ: حضرت ابو بشیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں مدینہ میں موجود تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے۔ اس وقت مہاجرین اور انصار جمع ہوئے، جن میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے۔ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی: ابو الحسن! آیئے ہم آپ کی بیعت کریں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے تمہارے معاملے (میں جلدی) کی ضرورت نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں، تم جسے بھی منتخب کرو گے میں اسی پر راضی ہوں۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہم آپ کے سوا کسی کو منتخب نہیں کریں گے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہما کی خلافت پر اجماع:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

لَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ (رَحِمَهُ اللهُ) يَوْمَ الْجُمُعَةِ لِثَمَانِيَ عَشْرَةَ لَيْلَةً مَضَتْ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ وَبُوْيِعَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَحِمَهُ اللهُ بِالْمَدِيْنَةِ الْغَدَ مِنْ يَوْمِ قَتْلِ عُثْمَانَ بِالْخِلَافَةِ

---

[150] تاریخ الطبری: ج4 ص427 خِلَافَةُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

بَايَعَهُ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَسَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ وَسَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَعَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَأُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَسَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ وَأَبُوْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَخُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَجَمِيْعُ مَنْ كَانَ بِالْمَدِيْنَةِ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَغَيْرِهِمْ . [151]

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن شہید ہوئے، ذی الحجہ سن 35ھ کی اٹھارہ راتیں گزر چکی تھیں۔ مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت کی گئی اور یہ شہادت عثمان کے اگلے دن ہوئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید بن عمرو بن نفیل، عمار بن رضی اللہ عنہ، اسامہ بن زید، سہل بن حُنیف، ابو ایوب انصاری، محمد بن مسلمہ، زید بن ثابت، خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہم اور مدینہ میں موجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم اور دیگر تابعین نے بھی بیعت کی۔

خطبۂ خلافت:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَكَانَ أَوَّلُ خُطْبَةٍ خَطَبَهَا أَنَّهُ حَمِدَ اللهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللهَ تَعَالٰى أَنْزَلَ كِتَابًا هَادِيًا بَيَّنَ فِيْهِ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ فَخُذُوْا بِالْخَيْرِ وَدَعُوا الشَّرَّ. إِنَّ اللهَ حَرَّمَ حُرُمًا مُجْهُوْلَةً وَ فَضَّلَ حُرْمَةَ الْمُسْلِمِ عَلَى الْحُرُمِ كُلِّهَا وَشَدَّ بِالْإِخْلَاصِ وَالتَّوْحِيْدِ حُقُوْقَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ إِلَّا بِالْحَقِّ لَا يَحِلُّ أَذٰى مُسْلِمٍ إِلَّا بِمَا يَجِبُ بَادِرُوْا أَمْرَ الْعَامَّةِ. وَخَاصَّةُ أَحَدِكُمُ الْمَوْتُ فَإِنَّ النَّاسَ أَمَامَكُمْ وَإِنَّمَا خَلْفَكُمُ السَّاعَةُ تَحْدُوْبِكُمْ فَتَخَفَّفُوْا تَلْحَقُوْا. فَإِنَّمَا يَنْتَظِرُ بِالنَّاسِ أُخْرَاهُمُ اتَّقُوا اللهَ عِبَادَهٗ فِي عِبَادِهٖ وَبِلَادِهٖ. فَإِنَّكُمْ مَسْؤُوْلُوْنَ حَتّٰى عَنِ الْبِقَاعِ وَالْبَهَائِمِ ثُمَّ أَطِيْعُوا اللهَ وَلَا تَعْصُوْهُ، وَإِذَا رَأَيْتُمُ الْخَيْرَ فَخُذُوْا بِهٖ وَإِذَا رَأَيْتُمُ الشَّرَّ فَدَعُوْهُ: ﴿وَ

[151] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص22 ذِكْرُ قَتْلِ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَبَيْعَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

اذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ﴾.[152]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا پہلا خطبہ یہ تھا کہ آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی، فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک ہدایت دینے والی کتاب نازل فرمائی ہے، جس میں اس نے خیر اور شر کو واضح کر دیا ہے، لہٰذا خیر کو اختیار کرو اور شر سے بچو۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ حرمت والی چیزیں مقرر فرمائی ہیں، مسلمان کی حرمت کو تمام حرمتوں سے بڑھ کر قرار دیا ہے اور اخلاص اور توحید کے ذریعے مسلمانوں کے حقوق کو مضبوط کیا ہے۔ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں، سوائے حق کے تقاضے کے۔ کسی مسلمان کو تکلیف دینا جائز نہیں مگر ایسی صورت میں جس کا دین نے حق مقرر کیا ہو۔ لوگو! عوام کے معاملات میں جلدی فیصلہ اور درست اقدام کرو، کیونکہ تم میں سے ہر ایک کے لیے خاص چیز موت ہے۔ لوگ تمہارے آگے ہیں اور تمہارے پیچھے قیامت ہے جو ہانک رہی ہے، لہٰذا ہلکا بوجھ رکھو تاکہ منزل پالو، کیونکہ لوگ اپنی آخرت ہی کے منتظر ہیں۔ اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، اس کے بندوں کے بارے میں بھی اور اس کے شہروں کے بارے میں بھی؛ تم سے تو یہاں تک زمین کے ٹکڑوں اور جانوروں کے بارے تک پوچھا جائے گا۔ اللہ کی اطاعت کرو اور نافرمانی نہ کرو اور جب خیر دیکھو تو اسے اختیار کرو اور جب شر دیکھو تو اس سے بچو۔ یاد کرو جب تم زمین میں تھوڑے تھے، کمزور سمجھے جاتے تھے، ڈرتے تھے کہ لوگ تمہیں اچک لے جائیں گے، تو اللہ نے تمہیں پناہ دی، اپنی مدد سے تمہیں قوت بخشی اور تمہیں پاکیزہ رزق عطا فرمایا، تاکہ تم شکر ادا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

[152] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص243 ذِكْرُ بَيْعَةِ عَلِيٍّ بِالْخِلَافَةِ

فقہی ذوق

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جو فقہی و انتظامی فیصلے کیے گئے ان میں قرآن و سنت اور شیخین رضی اللہ عنہما کے فرامین کو حجت کے طور پر پیش کیا جاتا تھا۔ اور اسی کو اصل مأخذ کی حیثیت حاصل تھی۔

کتاب اللہ:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

وَبَقِيَ عَلِيٌّ بِالرَّبَذَةِ يَتَهَيَّأُ وَأَرْسَلَ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلَحِقَهُ مَا أَرَادَ مِنْ دَابَّةٍ وَسِلَاحٍ، وَأَمَرَ أَمْرَهُ وَقَامَ فِي النَّاسِ فَخَطَبَهُمْ وَقَالَ: إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَعَزَّنَا بِالإِسْلَامِ .... ثُمَّ عَادَ ثَانِيَةً. فَقَالَ: إِنَّهُ لَا بُدَّ مِمَّا هُوَ كَائِنٌ أَنْ يَكُوْنَ أَلَا وَإِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ سَتَفْتَرِقُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَسَبْعِيْنَ فِرْقَةً شَرُّهَا فِرْقَةٌ تَنْتَحِلُنِيْ وَلَا تَعْمَلُ بِعَمَلِيْ فَقَدْ أَدْرَكْتُمْ وَرَأَيْتُمْ فَالْزَمُوْا دِيْنَكُمْ وَاهْدُوْا بِهَدْيِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاتَّبِعُوْا سُنَّتَهُ وَاعْرِضُوْا مَا أُشْكِلَ عَلَيْكُمْ عَلَى الْقُرْآنِ فَمَا عَرَّفَهُ الْقُرْآنُ فَالْزَمُوْهُ وَمَا أَنْكَرَهُ فَرُدُّوْهُ وَارْضَوْا بِاللهِ جَلَّ وَعَزَّ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا، وَبِالْقُرْآنِ حَكَمًا وَإِمَامًا. [153]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ ربذہ میں ٹھہر کر تیاری کرتے رہے، آپ نے مدینہ پیغام بھیجا آپ کے لیے سواری اور اسلحہ وغیرہ جو آپ چاہتے تھے پہنچ گیا۔ آپ نے معاملات طے کیے، لوگوں میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسلام کے ذریعے عزت عطا فرمائی... فرمایا: جو ہونے والا ہے، اس کا ہونا یقینی ہے۔ خبر دار! یہ امت 73 فرقوں میں بٹ جائے گی، ان میں سب سے برا وہ فرقہ ہو گا جو میرا نام تو لے گا مگر میرے عمل پر نہیں چلے گا۔ تم نے حالات دیکھے لیے اور پا لیے، اس لیے لازماً اپنے دین کی اتباع کرو، اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق چلو، ان کی سنت کی پیروی کرو اور جو بات مشکل ہو اسے قرآن کے ذریعے حل کرو؛ جسے قرآن درست قرار دے

[153] تاریخ الطبری: 4 ص 478 ذِكْرُ الْخَبَرِ عَنْ مَسِيْرِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ نَحْوَ الْبَصْرَةِ

اس پر عمل کرو اور جسے قرآن رد کرے اسے رد کرو۔ اللہ عزوجل کو رب ماننے، اسلام کو دین ماننے، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے اور قرآن کو حکم (فیصل) اور امام ماننے پر راضی رہو۔

سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

لَمَّا انْصَرَفَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مِنَ النَّهْرَوَانِ قَامَ فِي النَّاسِ خَطِيبًا فَقَالَ بَعْدَ حَمْدِ اللهِ وَالثَّنَاءِ .. وَاقْتَدُوا بِهَدْيِ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنَّهُ أَفْضَلُ الْهَدْيِ وَاسْتَسِنُّوا بِسُنَّتِهِ فَإِنَّهَا أَفْضَلُ السُّنَنِ. [154]

ترجمہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ جنگِ نہروان سے فارغ ہو کر واپس ہوئے تو لوگوں کے درمیان کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا: ... اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی پیروی کرو، کیونکہ وہی سب سے بہترین ہدایت ہے اور ان کی سنت پر عمل کرو کیونکہ وہی سب سے افضل سنت ہے۔

اِجماع:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت310ھ) روایت کرتے ہیں:

فَقَدِمْتُ عَلَيْهِ بِهٰذَا الْكِتَابِ فَقَرَأَهُ عَلٰى أَصْحَابِهِ وَاسْتَشَارَهُمْ فِي الرَّأْيِ فَاجْتَمَعَ رَأْيُ عَامَّتِهِمْ عَلٰى قَوْلٍ وَاحِدٍ فَقَالُوا لَهُ: نَرٰى أَنْ تَكْتُبَ إِلٰى مَعْقِلِ ابْنِ قَيْسٍ فَيَتَّبِعَ أَثَرَ الْفَاسِقِ فَلَا يَزَالَ فِي طَلَبِهِ حَتّٰى يَقْتُلَهُ أَوْ يَنْفِيَهُ فَإِنَّا لَا نَأْمَنُ أَنْ يُفْسِدَ عَلَيْكَ النَّاسَ. [155]

ترجمہ: راوی کہتے ہیں: میں یہ خط لے کر ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے پاس حاضر ہوا تو انہوں نے اسے اپنے ساتھیوں کے سامنے پڑھ کر سنایا اور رائے کے بارے میں ان سے مشورہ کیا۔ چنانچہ ان کی اکثریت کی رائے ایک ہی

---

[154] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص328 ذِكْرُ مَنْ تُوُفِّيَ فِي هٰذِهِ السَّنَةِ مِنَ الْأَعْيَانِ. الْحَسَنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

[155] تاریخ الطبری: ج5 ص124 اَلْخِرِيتُ بْنُ رَاشِدٍ وَإِظْهَارُهُ الْخِلَافَ عَلٰى عَلِيٍّ

بات پر متفق ہو گئی۔ انہوں نے کہا: ہم یہ رائے دیتے ہیں کہ آپ معقل بن قیس کو لکھیں کہ وہ اس فاسق (خریت بن راشد) کا پیچھا کریں اور اس کی تلاش میں لگے رہیں، یہاں تک کہ یا تو اسے قتل کر دے یا جلاوطن کر دے کیونکہ ہمیں اندیشہ ہے کہ وہ آپ کے خلاف لوگوں کو بگاڑ دے گا (فساد پھیلائے گا)۔

عدل وانصاف:

امام ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ عَاصِمُ بْنُ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ: قَدِمَ عَلَى عَلِيٍّ مَالٌ مِنْ أَصْبَهَانَ فَقَسَّمَهُ عَلَى سَبْعَةِ أَسْهُمٍ فَوَجَدَ فِيهِ رَغِيفًا فَقَسَّمَهُ عَلَى سَبْعَةٍ وَدَعَا أُمَرَاءَ الْأَسْبَاعِ فَأَقْرَعَ بَيْنَهُمْ لِيَنْظُرَ أَيُّهُمْ يُعْطَى أَوَّلًا. [156]

ترجمہ: عاصم بن کلیب اپنے والد (کلیب الجرمی رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس اصبہان سے مال آیا، آپ نے اسے سات حصوں میں تقسیم فرمایا۔ اسی مال میں ایک روٹی بھی تھی جسے آپ نے سات حصوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر آپ نے ساتوں حصوں کے امراء کو بلایا اور ان کے درمیان قرعہ اندازی کی تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ ان میں سے سب سے پہلے کس کو دیا جائے۔

امام ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ يَحْيَى بْنُ سَلَمَةَ: اسْتَعْمَلَ عَلِيٌّ عَمْرَو بْنَ سَلَمَةَ عَلَى أَصْبَهَانَ فَقَدِمَ وَمَعَهُ مَالٌ وَزِقَاقٌ فِيهَا عَسَلٌ وَسَمْنٌ فَأَرْسَلَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ بِنْتُ عَلِيٍّ إِلَى عَمْرٍو تَطْلُبُ مِنْهُ سَمْنًا وَعَسَلًا فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا ظَرْفَ عَسَلٍ وَظَرْفَ سَمْنٍ، فَلَمَّا كَانَ الْغَدُ خَرَجَ عَلِيٌّ وَأَحْضَرَ الْمَالَ وَالْعَسَلَ وَالسَّمْنَ لِيُقْسَمَ فَعَدَّ الزِّقَاقَ فَنَقَصَتْ زِقَّيْنِ فَسَأَلَهُ عَنْهُمَا فَكَتَمَهُ وَقَالَ: نَحْنُ نُحْضِرُهُمَا فَعَزَمَ عَلَيْهِ إِلَّا ذَكَرَهَا لَهُ فَأَخْبَرَهُ فَأَرْسَلَ إِلَى أُمِّ كُلْثُومٍ فَأَخَذَ الزِّقَّيْنِ مِنْهَا فَرَآهُمَا قَدْ نَقَصَا فَأَمَرَ التُّجَّارَ بِتَقْوِيمِ مَا نَقَصَ مِنْهُمَا فَكَانَ ثَلَاثَةَ

[156] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج3 ص399 ذِكْرُ بَعْضِ سِيرَتِهِ

دَرَاهِمَ فَأَرْسَلَ إِلَيْهَا فَأَخَذَهَا مِنْهَا ثُمَّ قَسَّمَ الْجَمِيْعَ. [157]

ترجمہ: یحییٰ بن سلمہ کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سلمہ کو اصبہان کا عامل (گورنر) مقرر فرمایا۔ وہ وہاں سے واپس آئے تو ان کے ساتھ مال بھی تھا اور کچھ مشکیزے بھی تھے جن میں شہد اور گھی تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا نے عمرو بن سلمہ کو پیغام بھیجا کہ وہ انہیں کچھ گھی اور شہد دے دیں۔ عمرو نے ان کی طرف ایک برتن شہد کا اور ایک برتن گھی کا بھیج دیا۔ دوسرے دن آپ باہر تشریف لائے دیگر مال، شہد اور گھی منگوایا تاکہ انہیں تقسیم کیا جائے۔ آپ نے مشکیزوں کو گنا تو دو مشکیزے کم نکلے۔ آپ نے عمرو سے ان کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے بات چھپائی اور کہا: ہم انہیں لے آئیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر سختی کی یہاں تک کہ انہوں نے حقیقت بتا دی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا اور وہ دونوں مشکیزے ان سے واپس لے لیے۔ جب آپ نے انہیں دیکھا تو ان میں کچھ کمی پائی۔ آپ نے تاجروں کو حکم دیا کہ جتنی کمی ہوئی ہے اس کی قیمت لگائیں۔ وہ قیمت تین درہم بنی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیج کر وہ تین درہم بھی ان سے وصول کیے، اس کے بعد پورا مال سب کے درمیان برابر تقسیم کر دیا۔

نجوم پرستی کو مسترد کر دیا:

حافظ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ حرانی حنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) لکھتے ہیں:

وَلَمَّا أَرَادَ عَلِيّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ أَنْ يُسَافِرَ لِقِتَالِ الْخَوَارِجِ عَرَضَ لَهُ مُنَجِّمٌ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَا تُسَافِرْ فَإِنَّ الْقَمَرَ فِي الْعَقْرَبِ فَإِنَّكَ إِنْ سَافَرْتَ وَالْقَمَرُ فِي الْعَقْرَبِ هَزَمَ أَصْحَابُكَ أَوْ كَمَا قَالَ فَقَالَ عَلِيٌّ: بَلْ أُسَافِرُ ثِقَةً بِاللهِ وَتَوَكُّلًا عَلَى اللهِ وَتَكْذِيْبًا لَكَ فَسَافَرَ فَبُوْرِكَ لَهُ فِي ذٰلِكَ السَّفَرِ حَتّٰى قَتَلَ عَامَّةَ الْخَوَارِجِ. [158]

---

[157] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج3 ص400 ذِكْرُ بَعْضِ سِيْرَتِهٖ

[158] مجموع الفتاویٰ لابن تیمیہ: ج35 ص86 اَلِاعْتِقَادُ بِأَنَّ ظُهُوْرَ النُّجُوْمِ لَهُ عِلَاقَةٌ بِالسَّعْدِ وَالنَّحْسِ بَاطِلٌ

ترجمہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خوارج سے لڑائی کے لیے سفر کرنے کا ارادہ کیا تو ایک نجومی نے آپ کے سامنے پیش ہو کر کہا: امیر المؤمنین! آپ سفر نہ کریں، کیونکہ چاند عقرب کے برج میں ہے۔ اگر آپ اس وقت سفر کریں جب چاند عقرب میں ہو تو آپ کے ساتھی شکست کھا جائیں گے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری بات کو جھٹلانے کے لیے، اللہ پر بھروسہ اور توکل کے ساتھ میں سفر کروں گا۔ آپ رضی اللہ عنہ سفر پر روانہ ہوئے اور اللہ نے آپ کے سفر میں برکت دی، یہاں تک کہ انہوں نے خوارج کے زیادہ تر لوگوں کو قتل کر دیا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

فضائل واوصاف

کثرتِ فضائل کی بنیادی وجہ:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ أَحْمَدُ وَإِسْمَاعِيلُ الْقَاضِي وَالنَّسَائِيُّ وَأَبُو عَلِيٍّ النَّيْسَابُورِيُّ: لَمْ يَرِدْ فِي حَقِّ أَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ بِالْأَسَانِيدِ الْجِيَادِ أَكْثَرُ مِمَّا جَاءَ فِي عَلِيٍّ وَكَأَنَّ السَّبَبَ فِي ذٰلِكَ أَنَّهُ تَأَخَّرَ. [159]

ترجمہ: امام احمد، اسماعیل قاضی، امام نسائی اور ابو علی نیشاپوری رحمہم اللہ فرماتے ہیں: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی ایک کے حق میں بھی مضبوط سندوں کے ساتھ اتنی زیادہ روایات وارد نہیں ہوئیں جتنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حق میں آئی ہیں اور غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ (دوسرے خلفاء کے بعد) دیر سے رہے (یعنی زیادہ مدت تک زندہ رہے)۔

مؤمن؛ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہے:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَقَدْ عَهِدَ إِلَيَّ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ لَا يُحِبُّكَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضُكَ إِلَّا مُنَافِقٌ. [160]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: بے شک مجھ سے نبی اُمّی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد فرمایا کہ اے علی! آپ سے صرف مومن ہی محبت کرے گا اور تم سے بغض صرف منافق ہی رکھے گا۔

---

[159] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص71 بَابُ مَنَاقِبِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

[160] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3736

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت ایمان کی علامت ہے:

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زِرٍّ قَالَ: قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: وَالَّذِي فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَأَ النَّسَمَةَ إِنَّهُ لَعَهْدُ النَّبِيِّ (الْأُمِّيِّ) صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَيَّ: أَنْ لَا يُحِبَّنِي إِلَّا مُؤْمِنٌ وَلَا يُبْغِضَنِي إِلَّا مُنَافِقٌ. [161]

ترجمہ: حضرت زِرّ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اُس ذات کی جس نے دانہ کو پھاڑا (اور اس سے کھیتی پیدا فرمائی) اور جان دار کو پیدا فرمایا! بے شک یہ نبی اُمّی صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے بارے میں فرمان ہے کہ مجھ سے مومن ہی محبت کرے گا اور مجھ سے منافق ہی بغض رکھے گا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں

عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ: سَأَلَ رَجُلٌ الْبَرَاءَ وَأَنَا أَسْمَعُ قَالَ: أَشَهِدَ عَلِيٌّ بَدْرًا؟ قَالَ: بَارَزَ وَظَاهَرَ. [162]

ترجمہ: حضرت ابو اسحاق رحمہ اللہ سے روایت ہے: ایک شخص نے حضرت براء (بن عازب) رضی اللہ عنہ سے پوچھا اور میں اس گفتگو کو سن رہا تھا کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ بدر میں شریک ہوئے تھے؟ انہوں نے فرمایا: جی ہاں (صرف شرکت ہی نہیں بلکہ) آپ نے (دشمن سے خوب) مقابلہ بھی کیا اور دشمن پر غالب رہے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی برائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی برائی:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت بیان کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ الْجَدَلِيِّ قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ، فَقَالَتْ لِي: أَيُسَبُّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيكُمْ؟ قُلْتُ: مَعَاذَ اللهِ أَوْ سُبْحَانَ اللهِ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ

---

[161] صحیح مسلم: رقم الحدیث 78

[162] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3970

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِيْ. [163]

ترجمہ: حضرت ابو عبد اللہ الجدلی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں ام المومنین سیدہ ام سَلَمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہوا انہوں نے مجھ سے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے نامناسب بات کہتا ہے؟

میں نے عرض کی: معاذ اللہ! یا (از راہ تعجب یہ کہا) سبحان اللہ! یا اس سے ملتا جلتا لفظ۔

انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا در حقیقت اس نے مجھے برا بھلا کہا۔

سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا علم:

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن ہبۃ اللہ شافعی المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ جَسْرَةَ قَالَتْ: ذُكِرَ عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا صَوْمُ عَاشُورَاءَ فَقَالَتْ: مَنْ يَأْمُرُكُمْ بِصَوْمِهِ؟ قَالُوْا: عَلِيٌّ، قَالَتْ: أَمَا إِنَّهُ أَعْلَمُ مَنْ بَقِيَ بِالسُّنَّةِ. [164]

ترجمہ: حضرت جسرہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس عاشوراء (دسویں محرم) کے روزے کا ذکر کیا گیا، تو انہوں نے پوچھا: آپ لوگوں کو اس دن کے روزے کا حکم کون دیتا ہے؟ لوگوں نے کہا: علی (رضی اللہ عنہ)۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ بات یاد رکھو! یقیناً وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سنت کے بارے میں (اس وقت) باقی رہ جانے والوں میں سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

معمولات کی پابندی:

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَانَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى وَضَعَ

---

[163] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل: ص594 رقم الحدیث 1011

[164] تاریخ مدینۃ دمشق: ج42 ص408 عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

رِجلَهُ بَيْنِي وَبَيْنَ فَاطِمَةَ فَعَلَّمَنَا مَا نَقُولُ إِذَا أَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا ثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ تَسْبِيحَةً وَثَلَاثًا وَثَلَاثِيْنَ تَحْمِيْدَةً وَأَرْبَعًا وَثَلَاثِيْنَ تَكْبِيْرَةً، قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: فَمَا تَرَكْتُهُنَّ بَعْدُ. فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ قَالَ: وَلَا لَيْلَةَ صِفِّيْنَ. [165]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے یہاں تک کہ آپ نے اپنا پاؤں میرے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے درمیان رکھا، پھر ہمیں یہ سکھایا کہ جب ہم اپنے (آرام کرنے کے لیے) بستروں پر جائیں تو کیا کہیں:

33 مرتبہ سبحان اللہ، 33 مرتبہ الحمد للہ، اور 34 مرتبہ اللہ اکبر۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے اس کے بعد کبھی بھی انہیں نہیں چھوڑا۔ (یہ سن کر) ایک شخص نے آپ سے پوچھا: کیا معرکہ صفین کی رات بھی (اس عمل) نہیں چھوڑا؟

آپ نے فرمایا: نہیں، صفین کی رات بھی نہیں چھوڑا۔

کثیر الفتاویٰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم:

امام شمس الدین محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعد ابن قیم رحمہ اللہ (ت 751ھ) لکھتے ہیں:

وَالَّذِيْنَ حُفِظَتْ عَنْهُمُ الْفَتْوٰى مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِائَةٌ وَ نَيِّفٌ وَثَلَاثُوْنَ نَفْسًا مَا بَيْنَ رَجُلٍ وَامْرَأَةٍ وَكَانَ الْمُكْثِرُوْنَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ: عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعَائِشَةُ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. [166]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم، مردوں اور عورتوں میں سے جن حضرات سے فتاویٰ

---

[165] شعب الایمان للبیہقی: ج1ص426رقم الحدیث608

[166] اعلام الموقعین لابن القیم: ج1ص10 اَلْمُكْثِرُوْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ

محفوظ ہیں وہ 130 سے کچھ اوپر افراد ہیں۔ ان میں زیادہ فتوے دینے والے 7 تھے: حضرت عمر بن الخطاب، علی بن ابی طالب، عبد اللہ بن مسعود، ام المؤمنین عائشہ، زید بن ثابت، عبد اللہ بن عباس اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم۔

علم کی پختگی:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ: مَا كَانَ أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ يَقُوْلُ: سَلُوْنِيْ غَيْرَ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [167]

ترجمہ: حضرت سعید بن المسیّب رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے علاوہ لوگوں میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہا کرتا تھا کہ "مجھ سے پوچھ لو۔ (یہ علم میں پختگی کی علامت ہے)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علم کی گواہی:

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ قَالَ: قُلْتُ لِعَطَاءٍ: أَكَانَ فِيْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحَدٌ أَعْلَمُ مِنْ عَلِيٍّ؟ قَالَ: لَا وَاللهِ مَا أَعْلَمُهُ. [168]

ترجمہ: عبد الملک بن ابی سلیمان کہتے ہیں: میں نے عطاء سے پوچھا: اصحاب محمد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ علم والا کوئی تھا؟ انہوں نے کہا: نہیں، اللہ کی قسم! میں تو کسی کو ان سے زیادہ علم والا نہیں جانتا۔

علمِ حدیث میں مقام و مرتبہ:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوْقٍ، قَالَ: شَامَمْتُ أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ عِلْمَهُمْ انْتَهٰى إِلٰى

---

[167] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج3 ص1103 رقم الترجمۃ 1855 علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[168] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج3 ص1104 رقم الترجمۃ 1855 علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

سِتَّةٍ: إِلَى عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَبِي الدَّرْدَاءِ وَزَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ ثُمَّ شَامَمْتُ السِّتَّةَ فَوَجَدْتُ عِلْمَهُمْ انْتَهَى إِلَى عَلِيٍّ وَعَبْدِ اللهِ. [169]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہے کہ میں نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) کے علم کو پرکھا تو میں نے محسوس کیا کہ ان کا علم چھ افراد میں سمٹ جاتا ہے (اور وہ یہ ہیں) حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت ابو الدرداء، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم۔ پھر میں نے ان چھ کے علم کو بھی پرکھا تو میں اس نتیجے پر پہنچا کہ ان تمام کا علم بھی دو افراد میں سمٹ جاتا ہے (اور وہ یہ ہیں) حضرت علی اور حضرت عبد اللہ (بن مسعود) رضی اللہ عنہما۔

امام ابو یوسف یعقوب بن سفیان الفسوی رحمہ اللہ (ت 277ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ: انْتَهَى الْعِلْمُ إِلَى ثَلَاثَةٍ عَالِمٍ بِالْمَدِيْنَةِ وَعَالِمٍ بِالشَّامِ وَعَالِمٍ بِالْعِرَاقِ: فَعَالِمُ الْمَدِيْنَةِ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَعَالِمُ الْكُوْفَةِ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَعَالِمُ الشَّامِ أَبُو الدَّرْدَاءِ فَإِذَا الْتَقَوْا سَأَلَ عَالِمُ الشَّامِ وَعَالِمُ الْعِرَاقِ عَالِمَ الْمَدِيْنَةِ وَلَمْ يَسْأَلْهُمْ. [170]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ علم (اپنے کمال کو پہنچ کر) تین مقامات کے علماء میں سمٹ گیا: مدینہ کے عالم، شام کے عالم اور عراق کے عالم۔

- ✿ مدینہ کے عالم حضرت علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) تھے،
- ✿ کوفہ (عراق) کے عالم حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) تھے
- ✿ شام کے عالم حضرت ابو الدرداء (رضی اللہ عنہ) تھے۔

پھر جب یہ (آپس میں) ملتے تو شام کے عالم اور عراق کے عالم، مدینہ کے عالم (حضرت علی رضی اللہ عنہ)

---

[169] المعجم الکبیر للطبرانی: ج4 ص457 رقم الحدیث 8434

[170] المعرفة والتاريخ للفسوی: ج1 ص444 صَالِحُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَائِدَةَ

سے سوال کرتے تھے، جبکہ وہ (حضرت علی رضی اللہ عنہ) ان سے سوال نہیں کرتے تھے۔

زُہد و تقویٰ:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ هَارُوْنَ بْنِ عَنْتَرَةَ، عَنْ أَبِيْهِ، قَالَ: كَانَ أَبِيْ صِدِّيْقًا لِقَنْبَرٍ قَالَ: انْطَلَقْتُ مَعَ قَنْبَرٍ إِلٰى عَلِيٍّ، فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! قُمْ مَعِيْ، قَدْ خَبَّأْتُ لَكَ خَبِيْئَةً، فَانْطَلَقَ مَعَهُ إِلٰى بَيْتِهٖ، فَإِذَا أَنَا بِسَلَّةٍ مَمْلُوْءَةٍ جَامَاتٍ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ، فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّكَ لَا تَتْرُكُ شَيْئًا إِلَّا قَسَمْتَهُ أَوْ أَنْفَقْتَهُ، فَسَلَّ سَيْفَهُ فَقَالَ: وَيْلَكَ! لَقَدْ أَحْبَبْتَ أَنْ تُدْخِلَ بَيْتِيْ نَارًا كَبِيْرَةً، ثُمَّ اسْتَعْرَضَهَا بِسَيْفِهٖ فَضَرَبَهَا فَانْتَثَرَتْ بَيْنَ إِنَاءٍ مَقْطُوْعٍ نِصْفُهُ وَثُلُثُهُ، قَالَ: عَلَيَّ بِالْعُرَفَاءِ فَجَاءُوْا فَقَالَ: اقْسِمُوْا هٰذِهٖ بِالْحِصَصِ، قَالَ: فَفَعَلُوْا وَهُوَ يَقُوْلُ: يَا صَفْرَاءُ، يَا بَيْضَاءُ، غُرِّيْ غَيْرِيْ، قَالَ: وَجَعَلَ يَقُوْلُ:

هٰذَا جَنَايَ وَخِيَارُهُ فِيْهِ
اِذْ كُلُّ جَانٍ يَدُهُ إِلٰى فِيْهِ

قَالَ فِيْ بَيْتِ الْمَالِ مَسَالٌّ وَإِبَرٌ وَكَانَ يَأْخُذُ مِنْ كُلِّ قَوْمٍ خِرَاجَهُمْ مِنْ عَمَلِ أَيْدِيْهِمْ قَالَ وَ قَالَ لِلْعُرَفَاءِ: اقْسِمُوْا هٰذَا قَالُوْا: لَا حَاجَةَ لَنَا فِيْهِ، قَالَ: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَنَقْسِمُنَّهُ خَيْرَهُ مَعَ شَرِّهٖ. [171]

ترجمہ: حضرت ہارون بن عنترہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں میرے والد قنبر کے دوست تھے۔ وہ کہتے ہیں: میں قنبر کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا۔ قنبر نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میرے ساتھ تشریف چلیں، میں نے آپ کے لیے ایک چیز چھپا کر رکھی ہے۔

چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ ان کے گھر گئے۔ وہاں میں نے دیکھا کہ ایک ٹوکری سونے

[171] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج17 ص486 رقم الحدیث 33571 مَا قَالُوْا فِيْ عَدْلِ الْوَالِيْ وَقَسْمِهٖ قَلِيْلًا كَانَ أَوْ كَثِيْرًا

اور چاندی کے پیالوں سے بھری ہوئی ہے۔ قنبر نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! آپ کے پاس کوئی بھی چیز ہو تو آپ اسے تقسیم کر دیتے ہیں یا خرچ کر دیتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی تلوار کھینچ لی اور فرمایا: تیرا برا ہو! کیا آپ میرے گھر میں ایک بڑی آگ داخل کرنا چاہتے ہیں؟ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان برتنوں کو اپنی تلوار سے مارا تو وہ ٹوٹ پھوٹ کر بکھر گئے، کسی کا آدھا ٹوٹا اور کسی کا تہائی حصہ۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عرفاء (نگران) کو میرے پاس بلاؤ! وہ آئے تو آپ نے فرمایا: اسے حصوں کے مطابق تقسیم کر دو۔ چنانچہ انہوں نے تقسیم کر دیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ کہتے جاتے تھے: اے زرد (سونا)! اے سفید (چاندی)! کسی اور کو دھوکہ دینا، مجھے نہیں!

آپ یہ شعر بھی پڑھ رہے تھے: (جن کا ترجمہ یہ ہے) یہ میری کمائی ہے اور اس کا بہترین حصہ بھی اسی میں ہے، کیونکہ ہر کمانے والے کا ہاتھ اپنے ہی منہ کی طرف جاتا ہے۔

راوی کہتے ہیں: بیت المال میں (عام لوگوں کی ضرورت کے لیے) سوئیاں اور سلائی کے اوزار بھی ہوتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ہر قوم سے ان کا خراج ان کے اپنے ہاتھ کی کمائی (یعنی ان کی محنت کی پیداوار) سے لیتے تھے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرفاء سے فرمایا: اسے تقسیم کرو! انہوں نے کہا: ہمیں اس کی ضرورت نہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہم ضرور اسے تقسیم کریں گے، اس کے اچھے حصے کو بھی اور برے حصے کو بھی!

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ هَارُوْنَ بْنِ عَنْتَرَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: دَخَلْتُ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْخَوَرْنَقِ وَعَلَيْهِ سَمَلُ قَطِيْفَةٍ فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ اللهَ قَدْ جَعَلَ لَكَ لِأَهْلِ بَيْتِكَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ نَصِيْبًا وَأَنْتَ تَفْعَلُ هٰذَا بِنَفْسِكَ! فَقَالَ: إِنِّيْ وَاللهِ مَا أَرْزَؤُكُمْ شَيْئًا وَمَا هِيَ إِلَّا قَطِيْفَتِي الَّتِيْ أَخْرَجْتُهَا مِنْ بَيْتِيْ. [172]

---

[172] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج2 ص465 رقم الترجمۃ 131 عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

ترجمہ: ہارون بن عنترہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں خَوَرْنَق (مقام) میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس وقت آپ ایک پرانی سی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ نے اس (بیت المال کے) مال میں سے آپ کے لیے اور آپ کے اہلِ خانہ کے لیے بھی ایک حصہ مقرر فرمایا ہے، پھر آپ اپنے ساتھ یہ برتاؤ کیوں کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں تمہارے مال میں سے کچھ بھی کم نہیں کرتا اور یہ تو بس میری اپنی چادر ہے جو میں اپنے گھر سے لے آیا ہوں۔

امام ابوالحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَقَالَ الْحَسَنُ بْنُ صَالِحٍ: تَذَاكَرُوا الزُّهَّادَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَ عُمَرُ: أَزْهَدُ النَّاسِ فِي الدُّنْيَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ. [173]

ترجمہ: حسن بن صالح رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ کے پاس زاہد (دنیا سے بے رغبت) لوگوں کا تذکرہ ہو رہا تھا تو حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے فرمایا: دنیا سے سب سے زیادہ دور رہنے والے انسان حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں۔

عاجزی وانکساری:

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُمَرَ بْنِ قَيْسٍ قَالَ: قِيلَ لِعَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ: لِمَ تُرَقِّعُ قَمِيصَكَ؟ قَالَ: يَخْشَعُ الْقَلْبُ وَيَقْتَدِي بِهِ الْمُؤْمِنُ. [174]

ترجمہ: حضرت عمر بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ نے اپنی قمیص میں پیوند کیوں لگائے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا کرنے سے خشوع پیدا ہوتا ہے اور دوسرے مومن

[173] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج3 ص401 ذِكْرُ بَعْضِ سِيَرَتِهِ

[174] کتاب الزہد لاحمد بن حنبل: ج1 ص108 رقم الحدیث 699 زُهْدُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ

بھی اس کی پیروی کرتا ہے۔

سخاوت وفیاضی:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ أَنَّهُ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! إِنَّ لِيْ إِلَيْكَ حَاجَةً فَرَفَعْتُهَا إِلَى اللهِ قَبْلَ أَنْ أَرْفَعَهَا إِلَيْكَ فَإِنْ أَنْتَ قَضَيْتَهَا حَمِدْتُ اللهَ وَشَكَرْتُكَ وَإِنْ أَنْتَ لَمْ تَقْضِهَا حَمِدْتُ اللهَ وَعَذَرْتُكَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: اُكْتُبْ حَاجَتَكَ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنِّيْ أَكْرَهُ أَنْ أَرٰى ذُلَّ السُّؤَالِ فِيْ وَجْهِكَ. فَكَتَبَ: إِنِّيْ مُحْتَاجٌ، فَقَالَ عَلِيٌّ: عَلَيَّ بِحُلَّةٍ، فَأُتِيَ بِهَا، فَأَخَذَهَا الرَّجُلُ فَلَبِسَهَا، ثُمَّ أَنْشَأَ يَقُوْلُ:

كَسَوْتَنِيْ حُلَّةً تَبْلٰى مَحَاسِنُهَا ... فَسَوْفَ أَكْسُوْكَ مِنْ حُسْنِ الثَّنَا حُلَلَا

إِنْ نِلْتَ حَسَنَ ثَنَائِيْ نِلْتَ مَكْرُمَةً ... وَلَسْتُ أَبْغِيْ بِمَا قَدْ قُلْتُهُ بَدَلَا

إِنَّ الثَّنَاءَ لَيُحْيِيْ ذِكْرَ صَاحِبِهٖ ... كَالْغَيْثِ يُحْيِيْ نَدَاهُ السَّهْلَ وَالْجَبَلَا

لَا تَزْهَدِ الدَّهْرَ فِيْ خَيْرٍ تُوَاقِعُهُ ... فَكُلُّ عَبْدٍ سَيُجْزٰى بِالَّذِيْ عَمِلَا

فَقَالَ عَلِيٌّ: عَلَيَّ بِالدَّنَانِيْرِ. فَأُتِيَ بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَدَفَعَهَا إِلَيْهِ. قَالَ الْأَصْبَغُ: فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ حُلَّةً وَمِائَةَ دِيْنَارٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: أَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ. وَهٰذِهٖ مَنْزِلَةُ هٰذَا الرَّجُلِ عِنْدِيْ. [175]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور عرض کی: اے امیر المؤمنین! مجھے آپ سے ایک ضروری کام ہے، میں نے اسے آپ کے پاس پیش کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر دیا ہے۔ اگر آپ نے میری ضرورت پوری کر دی تو میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا اور آپ کا بھی شکریہ ادا کروں گا۔ اگر آپ نے پوری نہ کی تو بھی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کروں گا اور آپ کو معذور سمجھوں گا۔

---

[175] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص396 ذِكْرُ شَيْءٍ مِنْ سِيْرَتِهِ الْفَاضِلَةِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: زمین پر لکھ دو، کیونکہ مجھے یہ بات ناپسند ہے کہ میں تمہارے چہرے پر سوال کی ذلت دیکھوں۔ اس شخص نے لکھا: میں ضرورت مند ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک جوڑا (کپڑوں کا) لاؤ۔ چنانچہ وہ لایا گیا۔ اس شخص نے وہ لباس لیا اور پہن لیا، پھر اشعار کہنے لگا (جن کا ترجمہ یہ ہے):

آپ نے مجھے ایسا لباس پہنایا جس کی خوبیاں تو ایک دن مٹ جائیں گی، تو میں آپ کو اچھی تعریف کے ایسے لباس پہناؤں گا جو باقی رہیں گے۔ اگر آپ نے میری اچھی تعریف حاصل کر لی تو یقیناً آپ نے بزرگی اور شرافت پالی، اور میں نے جو کہا ہے اس پر میں کسی بدلے کا خواہاں نہیں ہوں۔ بے شک تعریف اپنے صاحب کے ذکر کو زندہ کر دیتی ہے، جیسے بارش اپنی نمی سے میدان اور پہاڑ دونوں کو زندہ کر دیتی ہے۔ زمانے میں کسی بھلائی سے جو تم کرو، اس سے کبھی بے رخی نہ کرو، کیونکہ ہر بندہ اپنے عمل کا بدلہ ضرور پائے گا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دینار لاؤ۔ چنانچہ سو دینار لائے گئے، آپ نے وہ اس شخص کو دے دیے۔ اصبغ کہتے ہیں: میں نے عرض کی، اے امیر المؤمنین! ایک لباس اور سو دینار بھی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہاں! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں کو ان کے مرتبے کے مطابق مقام دیں اور میرے نزدیک اس شخص کا یہی مقام ہے۔

مکارمِ اخلاق:

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن ہبۃ اللہ شافعی المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: قَالَ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: إِنِّي لَأَسْتَحْيِي مِنَ اللهِ أَنْ يَكُونَ ذَنْبٌ أَعْظَمَ مِنْ عَفْوِي أَوْ جَهْلٌ أَعْظَمَ مِنْ حِلْمِي أَوْ عَوْرَةٌ لَا يُوَارِيهَا سِتْرِي أَوْ خَلَّةٌ لَا يَسُدُّهَا جُودِي. [176]

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ سے حیا آتی ہے کہ کوئی گناہ میرے عفو و درگزر سے بڑا ہو، یا کوئی جہالت میری بردباری سے بڑھ کر ہو، یا کوئی ایسی خامی ہو جسے میرا پردہ پوشی کا رویہ نہ ڈھانپ لے، یا کوئی ایسی حاجت ہو جسے میری سخاوت پورا نہ کرے۔

---

[176] تاریخ مدینۃ دمشق: ج42 ص517 عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ

مشتبہ لقمہ سے اجتناب:

امام ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَ يَخْتِمُ عَلَى الْجِرَابِ الَّذِيْ فِيْهِ دَقِيْقُ الشَّعِيْرِ الَّذِيْ يَأْكُلُ مِنْهُ وَيَقُوْلُ: لَا أُحِبُّ أَنْ يَدْخُلَ بَطْنِي إِلَّا مَا أَعْلَمُ. [177]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس تھیلے پر (نشان کے طور پر) مہر لگا دیا کرتے تھے جس میں جَو کا آٹے ہوتا تھا، جسے وہ خود کھاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرے پیٹ میں وہ چیز داخل ہو جس کے بارے میں مجھے (اس کے حلال اور حرام ہونے کا) علم نہ ہو۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی نصیحت:

امام ابو عبد اللہ حسین بن حسن بن محمد بن حلیم الحلیمی رحمہ اللہ (ت 403ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَا يَرْجُوَنَّ الْعَبْدُ إِلَّا رَبَّهُ وَلَا يَخَافَنَّ إِلَّا ذَنْبَهُ وَلَا يَسْتَحْيِيْ الْعَالِمُ إِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ لَا يَعْلَمُهُ أَنْ يَقُوْلَ: لَا أَعْلَمُ وَلَا يَسْتَحْيِي الَّذِيْ لَا يَعْلَمُ أَنْ يَتَعَلَّمَ. وَعَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ فَإِنَّ الصَّبْرَ مِنَ الْإِيْمَانِ بِمَنْزِلَةِ الرَّأْسِ مِنَ الْجَسَدِ إِذَا قُطِعَ الرَّأْسُ بَانَ سَائِرُ الْجَسَدِ أَلَا إِنَّهُ لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا صَبْرَ لَهُ. قَالَ: مَكْتُوْبٌ فِي الْحِكْمَةِ: يَا بُنَيَّ! إِيَّاكَ وَشِدَّةَ الْغَضَبِ؛ فَإِنَّ شِدَّةَ الْغَضَبِ مُنْحِقَةٌ لِفُؤَادِ الْحَكِيْمِ. [178]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بندہ اللہ کے سوا کسی سے امید نہ رکھے اور اپنے گناہ کے سوا کسی سے نہ ڈرے۔ اور عالم سے جب کسی ایسی بات کے بارے میں پوچھا جائے جسے وہ نہیں جانتا تو یہ کہنے میں جھجک نہ کرے کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ اور جو شخص نہیں جانتا، وہ سیکھنے میں جھجک نہ کرے۔ تم پر صبر لازم ہے کیونکہ صبر کا

---

[177] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج3 ص401 ذِكْرُ بَعْضِ سِيْرَتِهٖ

[178] المنہاج فی شعب الایمان: ج3 ص395 اَلْحَادِي وَالسَّبْعُوْنَ مِنْ شُعَبِ الْإِيْمَانِ.. فِي الزُّهْدِ وَقِصَرِ الْأَمَلِ

ایمان سے وہی تعلق ہے جو سر کا جسم سے جب سر کٹ جائے تو سارا جسم بیکار ہو جاتا ہے۔ یہ بات اچھی طرح سمجھ لیں کہ جس میں صبر نہیں، اس کا ایمان نہیں۔ پھر فرمایا: حکمت میں لکھا ہوا ہے: اے میرے بیٹے! سخت غصے سے بچنا، کیونکہ سخت غصہ دانا آدمی کے دل کو تباہ کر دیتا ہے۔

جاہلیت کے آثار ختم کیے:

امام ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ جَنَازَةٍ فَقَالَ: أَيُّكُمْ يَنْطَلِقُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلا يَدَعُ بِهَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرَهُ وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَّاهُ وَلَا صُوْرَةً إِلَّا لَطَّخَهَا؟ فَقَالَ [رَجُلٌ]: أَنَا يَا رَسُوْلَ اللهِ! فَانْطَلَقَ فَهَابَ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ فَرَجَعَ. فَقَالَ عَلِيٌّ: أَنَا أَنْطَلِقُ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: فَانْطَلِقْ. فَانْطَلَقَ ثُمَّ رَجَعَ. فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! لَمْ أَدَعْ بِهَا وَثَنًا إِلَّا كَسَرْتُهُ وَلَا قَبْرًا إِلَّا سَوَّيْتُهُ، وَلَا صُوْرَةً إِلَّا لَطَّخْتُهَا. ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ عَادَ لِصَنْعَةِ شَيْءٍ مِنْ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ بِمَا أُنْزِلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [179]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں تھے اور فرمایا: "کون ایسا آدمی ہے جو مدینہ جائے اور وہاں جو بت دیکھے وہ اسے توڑ دے، کوئی قبر دیکھے تو اسے برابر کر دے اور کوئی تصویر دیکھے تو اسے مٹا دے؟ ایک شخص نے کہا: میں جاتا ہوں، یارسول اللہ! اور روانہ ہوا، تو لوگ خوفزدہ ہو گئے، اور واپس آ گیا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں جاتا ہوں، یارسول اللہ!" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی، حضرت علی رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے، واپس آ کر بتایا: یارسول اللہ! میں نے وہاں جو بھی بت دیکھا تو اسے توڑ دیا، جو کوئی قبر دیکھی تو اسے برابر کر دیا اور جو کوئی تصویر دیکھی تو اسے مٹا دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص دوبارہ ان میں سے کسی کام کو اختیار کرے گا تو وہ اس (دین) کا منکر ہو گا جو (مجھ) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر

[179] مسند احمد: ج1 ص455 رقم الحدیث 657

نازل کیا گیا ہے۔

علی مجھ سے ہے، میں علی سے ہوں:

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: عَلِيٌّ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ. [180]

ترجمہ: حضرت حُبشی بن جُنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔

حدیثِ کساء، مفہومِ اہلِ بیت:

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ : أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ: مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ؟ فَقَالَ: أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُوْنَ لِيْ وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ... وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ: ﴿ نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَ اَبْنَآءَكُمْ ﴾ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ: اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي. [181]

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ ابوتراب کے بارے میں کچھ سخت بات نہیں کہتے، اس کی کیا وجہ ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تک مجھے وہ تین باتیں یاد ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (حضرت علی

---

[180] سنن ابن ماجۃ: رقم الحدیث 119

[181] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2404

رضی اللہ عنہ) کے بارے میں ارشاد فرمائی ہیں۔ میں ہرگز ان کے بارے میں سخت اور نامناسب بات نہیں کہوں گا۔ ان میں سے اگر ایک بات بھی مجھے مل جائے تو وہ میرے لیے سرخ اونٹوں (یعنی دنیا کی قیمتی ترین چیز) سے زیادہ محبوب ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا...اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ﴿فَقُلۡ تَعَالَوۡا نَدۡعُ اَبۡنَآءَنَا وَ اَبۡنَآءَكُمۡ﴾ "پس کہہ دیجئے: آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں اور تم اپنے بیٹوں کو..." تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: "اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں۔

حدیث کے معاملے میں حد درجہ احتیاط:

امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَسْمَاءَ بْنِ الْحَكَمِ الْفَزَارِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُولُ: كُنْتُ رَجُلًا إِذَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا نَفَعَنِيَ اللهُ مِنْهُ بِمَا شَاءَ أَنْ يَنْفَعَنِي، وَإِذَا حَدَّثَنِي أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ اسْتَحْلَفْتُهُ فَإِذَا حَلَفَ لِي صَدَّقْتُهُ قَالَ: وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرٍ وَصَدَقَ أَبُو بَكْرٍ أَنَّهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: مَا مِنْ عَبْدٍ يُذْنِبُ ذَنْبًا فَيُحْسِنُ الطُّهُورَ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللهَ إِلَّا غَفَرَ اللهُ لَهُ ثُمَّ قَرَأَ هٰذِهِ الْآيَةَ: ﴿وَ الَّذِيۡنَ اِذَا فَعَلُوۡا فَاحِشَةً اَوۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ﴾. [182]

ترجمہ: حضرت اسماء بن حکم فزاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں وہ شخص ہوں کہ جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سنتا تو اللہ تعالیٰ مجھے اس سے جتنا فائدہ دینا چاہتے فائدہ پہنچاتے۔ جب مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں سے کوئی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے قسم لیتا، پھر اگر وہ قسم اٹھالیتا (کہ واقعی حدیث ہے) تو میں اس کی بات کو سچا مان لیتا۔ حضرت علی رضی

---

[182] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 1521

اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سنائی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ (حدیث بیان کرنے میں) سچے ہیں، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص کوئی گناہ کر بیٹھے (پھر گناہ کے بعد) اچھی طرح وضو کرے، (کھڑے ہونے کی ہمت ہو تو) کھڑا ہو کر (ورنہ بیٹھ کر) دو رکعت نماز پڑھے، اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی (جس کا مفہوم یہ ہے): وہ لوگ کہ جب کبھی کوئی بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کر لیتے ہیں تو فوراً اللہ کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں، (پھر اللہ سے) اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور اللہ کے سوا گناہوں کو کون بخش سکتا ہے؟ وہ جان بوجھ کر اپنے کیے پر اڑ نہیں جاتے۔

امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا إِذَا أَتَانَا الثَّبْتُ عَنْ عَلِيٍّ لَمْ نَعْدِلْ بِهِ. [183]

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب ہمیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کوئی پختہ (مستند) روایت پہنچ جاتی تھی تو ہم اس کے مقابلے میں کسی اور روایت کو ترجیح نہیں دیتے تھے۔

امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ رَبِيعَةَ الْوَالِبِيِّ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَهُ ابْنُ التَّيَّاحِ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! امْتَلَأَ بَيْتُ مَالِ الْمُسْلِمِينَ مِنْ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ قَالَ: اَللهُ أَكْبَرُ، قَالَ: فَقَامَ مُتَوَكِّيًا عَلَى ابْنِ التَّيَّاحِ حَتّٰى قَامَ عَلٰى بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ، فَقَالَ: هٰذَا جَنَايَ وَخِيَارُهُ فِيهِ وَكُلُّ جَانٍ يَدُهُ إِلٰى فِيهِ يَا ابْنَ التَّيَّاحِ! عَلَيَّ بِأَشْيَاخِ الْكُوفَةِ. قَالَ: فَنُودِيَ فِي النَّاسِ فَأَعْطٰى جَمِيعَ مَا فِي بَيْتِ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ يَقُولُ: يَا صَفْرَاءُ يَا بَيْضَاءُ غُرِّي غَيْرِي هَاوَهَا وَهُوَ يَقُولُ: يَا صَفْرَاءُ يَا بَيْضَاءُ غُرِّي غَيْرِي هَاوَهَا، حَتّٰى مَا بَقِيَ فِيهِ دِينَارٌ وَلَا دِرْهَمٌ ثُمَّ أَمَرَ بِنَضْحِهِ وَصَلّٰى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ. [184]

---

[183] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج3 ص1104 رقم الترجمۃ 1855 علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

[184] فضائل الصحابہ لاحمد بن حنبل: ص532 رقم الحدیث 884

ترجمہ: علی بن ربیعہ والبی حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ ابن التیّاح ان کے پاس آیا اور عرض کی: اے امیر المؤمنین! مسلمانوں کا بیت المال سونے اور چاندی سے بھر گیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے "اللہ اکبر" فرمایا۔ پھر آپ ابن التیّاح کے سہارے اٹھے اور بیت المال کے پاس پہنچے، اور فرمایا: یہ میری جمع پونجی ہے اور اس کی بہترین چیز بھی اسی میں ہے اور ہر صاحب مال کا ہاتھ اس کے منہ پر ہوتا ہے (یعنی ہر شخص اپنی کمائی میں سے حصہ لیتا ہے)۔ پھر فرمایا: اے ابن التیّاح! کوفہ کے بزرگوں کو میرے پاس بلاؤ۔ لوگوں میں اعلان کیا گیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں موجود تمام مال تقسیم کر دیا اور فرماتے جاتے تھے: اے سونے! اے چاندی! میرے علاوہ کسی اور کو لالچ دینا، میں تجھ سے بے رغبت ہوں۔ آپ یہ الفاظ دہراتے رہے یہاں تک کہ اس میں نہ کوئی دینار باقی رہا نہ درہم۔ آپ نے حکم دیا کہ اس جگہ کو دھویا جائے اور وہاں دو رکعت نماز ادا فرمائی۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

معرکۂ جمل

خلیفۂ ثالث سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت امتِ مسلمہ کی تاریخ کا نہایت دردناک سانحہ ہے۔ یہ شہادت چند باغی اور فتنہ پرور عناصر کے ہاتھوں واقع ہوئی جن کا مقصد اصلاح نہیں بلکہ انتشار پھیلانا تھا۔ اس سانحے نے پورے عالمِ اسلام کو صدمے اور بے چینی میں مبتلا کر دیا۔ مدینہ منورہ میں حالات اس قدر خراب ہو چکے تھے کہ امن و امان قائم رکھنا بھی ایک بڑا چیلنج بن گیا تھا اور قاتل مختلف لوگوں میں گھل مل گئے تھے جس سے فوری طور پر قصاص لینا مزید حالات خراب ہونے کا سبب بن سکتا تھا۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مسند خلافت پر فائز ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ کو آغاز ہی سے نہایت مشکل حالات کا سامنا تھا۔ ایک طرف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ناحق خون کے قصاص کا مسئلہ تھا، تو دوسری طرف امت کے منتشر حالات اور ممکنہ خانہ جنگی کا خطرہ۔ حکمت کے تحت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ پہلے حالات کو سنبھالا جائے، امن قائم کیا جائے، پھر مکمل تحقیق کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ناحق قتل کا قصاص لیا جائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا موقف:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

فَانْصَرَفَتْ إِلَى مَكَّةَ فَنَزَلَتْ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ فَقَصَدَتْ لِلْحَجَرِ فَسُتِرَتْ وَاجْتَمَعَ إِلَيْهَا النَّاسُ، فَقَالَتْ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ! إِنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُومًا، وَوَاللهِ لَأَطْلُبَنَّ بِدَمِهِ. [185]

ترجمہ: چنانچہ وہ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) مکہ کی طرف واپس ہوئیں، پھر مسجد کے دروازے پر قیام کیا اور حجرِ اسود کی طرف متوجہ ہوئیں۔ ان کو پردہ کیا گیا اور لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے۔ تب انہوں نے فرمایا: اے لوگو!

---

[185] تاریخ الطبری: ج4 ص459 قَوْلُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: وَاللهِ لَأَطْلُبَنَّ بِدَمِ عُثْمَانَ

یقیناً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کیا گیا اور اللہ کی قسم! میں ضرور ان کے خون کا مطالبہ کروں گی۔

سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا موقف:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: لَمَّا خَرَجَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَعَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ رَأَيْتُ طَلْحَةَ... فَقَالَ لِيْ: يَا عَلْقَمَةُ بْنَ وَقَّاصٍ! بَيْنَا نَحْنُ يَدٌ وَاحِدَةٌ عَلٰى مَنْ سِوَانَا إِذْ صِرْنَا جَبَلَيْنِ مِنْ حَدِيْدٍ يَطْلُبُ بَعْضُنَا بَعْضًا إِنَّهُ كَانَ مِنِّيْ فِيْ عُثْمَانَ شَيْءٌ لَيْسَ تَوْبَتِيْ إِلَّا أَنْ يُسْفَكَ دَمِيْ فِيْ طَلَبِ دَمِهٖ. [186]

ترجمہ: علقمہ بن وقاص اللیثی کہتے ہیں: جب حضرت طلحہ، زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہم (سفر میں) نکلے تو میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا... انہوں نے مجھ سے فرمایا: اے علقمہ بن وقاص! ایک وقت تھا کہ ہم سب اپنے علاوہ دوسروں کے مقابلے میں ایک ہی ہاتھ کی مانند تھے، پھر ایسا ہوا کہ ہم لوہے کے دو پہاڑ بن گئے جو ایک دوسرے کو تلاش کر رہے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملے میں میری طرف سے ایک ایسی بھول ہو گئی تھی اور میری توبہ اس کے سوا کوئی نہیں کہ میں ان کے خون کے مطالبے میں اپنا خون بہادوں۔

سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا موقف:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

قَالَ: نَنْهَضُ النَّاسَ فَيُدْرَكُ بِهٰذَا الدَّمِ لِئَلَّا يَبْطُلَ فَإِنَّ فِيْ إِبْطَالِهٖ تَوْهِيْنَ سُلْطَانِ اللهِ بَيْنَنَا أَبَدًا إِذَا لَمْ يُفْطَمِ النَّاسُ عَنْ أَمْثَالِهَا لَمْ يَبْقَ إِمَامٌ إِلَّا قَتَلَهٗ هٰذَا الضَّرْبُ. [187]

ترجمہ: (حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں ہم لوگوں کو ابھاریں گے تاکہ خون عثمان ضائع نہ ہو اور ان کے خون

---

[186] تاریخ الطبری: ج4 ص476 دُخُوْلُهُمُ الْبَصْرَةَ وَالْحَرْبُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ

[187] تاریخ الطبری: ج4 ص461 دُخُوْلُهُمُ الْبَصْرَةَ وَالْحَرْبُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ

کا بدلہ مل جائے اس لیے کہ ان کے خون کے رائیگاں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے درمیان ہمیشہ کے لیے اللہ کی طرف سے اسلامی حکمرانی کی توہین باقی رہے گی، اگر لوگ اس طرح کے خون کا راستہ نہیں روکیں گے تو آئندہ جو بھی مسلمانوں کا امام (خلیفہ) ہو گا اس کو اسی طرح کے (باغی) لوگ قتل کریں گے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا موقف:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حَبِيْبِ بْنِ أَبِيْ ثَابِتٍ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ يَوْمَ الْجَمَلِ: اَللّٰهُمَّ لَيْسَ هٰذَا أَرَدْتُ، اَللّٰهُمَّ لَيْسَ هٰذَا أَرَدْتُ. [188]

ترجمہ: حضرت حبیب بن ابی ثابت رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معرکہ جمل کے دن فرمایا: اے اللہ! میرا یہ مقصد (قتال) نہیں تھا، اے اللہ! میرا (مسلمانوں کے درمیان قتال کا) مقصد نہیں تھا۔

فائدہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ اس بارے میں بالکل باہمی ٹکراؤ نہیں چاہتے تھے۔

بصرہ روانگی:

حضرت عائشہ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بصرہ کی طرف اس نیت سے روانہ ہوئے کہ لوگوں کو فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کریں اور قاتلانِ عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف آواز بلند ہو۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی بصرہ تشریف لائے تو فریقین کے درمیان ملاقات ہوئی، بات چیت ہوئی اور معاملہ صلح تک پہنچ گیا۔ یہ طے ہو چکا تھا کہ جنگ نہیں ہو گی اور مل جل کر قتل عثمان کے قصاص کے لیے منظم طریقہ اختیار کیا جائے گا۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدٍ وَطَلْحَةَ قَالَا: وَمَضَى النَّاسُ حَتّٰى إِذَا عَاجُوْا عَنِ الطَّرِيْقِ وَكَانُوْا بِفِنَاءِ الْبَصْرَةِ لَقِيَهُمْ عُمَيْرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ التَّمِيْمِيُّ فَقَالَ: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَنْشُدُكِ بِاللهِ أَنْ تَقْدَمِيَ الْيَوْمَ عَلٰى قَوْمٍ

[188] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج21 ص391 رقم الحدیث 38957 كِتَابُ الْجَمَلِ فِيْ مَسِيْرِ عَائِشَةَ وَعَلِيٍّ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ

تُرَاسِلِيْ مِنْهُمْ أَحَدًا فَيَكْفِيْكَهُمْ! فَقَالَتْ: جِئْتَنِي بِالرَّأْيِ امْرُؤٌ صَالِحٌ، قَالَ: فَعَجِّلِي ابْنَ عَامِرٍ فَلْيَدْخُلْ فَإِنَّ لَهُ صَنَائِعَ فَلْيَذْهَبْ إِلَى صَنَائِعِهِ فَلْيَلْقَوُا النَّاسَ حَتَّى تَقْدُمِي وَيَسْمَعُوا مَا جِئْتُمْ فِيْهِ. فَأَرْسَلَتْهُ فَانْدَسَّ إِلَى الْبَصْرَةِ، فَأَتَى الْقَوْمَ وَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِلَى رِجَالٍ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَكَتَبَتْ إِلَى الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ وَصَبْرَةَ بْنِ شَيْمَانَ وَأَمْثَالِهِمْ مِنَ الْوُجُوْهِ وَمَضَتْ حَتَّى إِذَا كَانَتْ بِالْحَفِيْرِ انْتَظَرَتِ الْجَوَابَ بِالْخَبَرِ. [189]

ترجمہ: محمد اور طلحہ کہتے ہیں: لوگ چلتے رہے، یہاں تک کہ جب راستہ بھول گئے اور بصرہ کے نواحی علاقے میں پہنچے تو ان کی ملاقات عمیر بن عبد اللہ تمیمی سے ہوئی۔ اس نے کہا: اے ام المؤمنین! میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آج آپ خود ایسے لوگوں کے پاس آگے نہ بڑھیں، بلکہ ان میں سے کسی ایک کو پیغام بھیج دیں، وہی آپ کو ان سب کے معاملے سے کافی رہے گا۔ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے مجھے اچھا مشورہ دیا ہے، تم نیک آدمی ہو۔ اس نے کہا: تو پھر ابنِ عامر کو اس کام کے لیے جلدی سے بصرہ کی طرف روانہ کر دیجیے، کیونکہ وہاں ان کے کچھ احسانات اور تعلقات ہیں، وہ اپنے جان پہچان والوں کے پاس جائیں، لوگوں سے ملاقات کریں، یہاں تک کہ آپ (معاملات بہتر ہونے تک) خود پہنچ جائیں اور لوگ وہ بات سن لیں جس مقصد کے لیے آپ آئی ہیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے انہیں (ان عامر کو) بھیج دیا، وہ چھپتے ہوئے بصرہ میں داخل ہوئے اور لوگوں کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بصرہ کے چند آدمیوں کو خطوط لکھے اور حضرت احنف بن قیس، حضرت صبرہ بن شیمان رضی اللہ عنہما اور ان جیسے دوسرے معزز اور بااثر لوگوں کو بھی خط لکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا ساتھ ساتھ سفر کو جاری رکھا یہاں تک کہ جب مقام حفیر پر پہنچیں تو وہاں خطوط کے جواب کے انتظار میں ٹھہر گئیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا خط مبارک:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

---

[189] تاریخ الطبری: ج4 ص461 دُخُوْلُهُمُ الْبَصْرَةَ وَالْحَرْبُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ

وَكَتَبَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنهَا إِلٰى أَهْلِ الْكُوْفَةِ مَعَ رَسُوْلِهِمْ: أَمَّا بَعْدُ! فَإِنِّيْ أُذَكِّرُكُمُ اللهَ عَزَّوَجَلَّ وَالْإِسْلامَ. أَقِيْمُوْا كِتَابَ اللهِ بِإِقَامَةِ مَا فِيْهِ. اتَّقُوا اللهَ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِهِ وَكُوْنُوْا مَعَ كِتَابِهِ. فَإِنَّا قَدِمْنَا الْبَصْرَةَ فَدَعَوْنَاهُمْ إِلٰى إِقَامَةِ كِتَابِ اللهِ بِإِقَامَةِ حُدُوْدِهٖ فَأَجَابَنَا الصَّالِحُوْنَ إِلٰى ذٰلِكَ، وَاسْتَقْبَلَنَا مَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِ بِالسِّلَاحِ، وَقَالُوا: لَنُتْبِعَنَّكُمْ عُثْمَانَ، لِيَزِيْدُوا الْحُدُوْدَ تَعْطِيْلًا. فَعَانَدُوْا فَشَهِدُوْا عَلَيْنَا بِالْكُفْرِ وَقَالُوْا لَنَا الْمُنْكَرَ. فَقَرَأْنَا عَلَيْهِمْ: ﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِيْنَ أُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ إِلٰى كِتٰبِ اللهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ﴾. فَأَذْعَنَ لِيْ بَعْضُهُمْ وَاخْتَلَفُوْا بَيْنَهُمْ فَتَرَكْنَاهُمْ وَذٰلِكَ فَلَمْ يَمْنَعْ ذٰلِكَ مَنْ كَانَ مِنْهُمْ عَلٰى رَأْيِهِ الْأَوَّلِ مِنْ وَضْعِ السِّلَاحِ فِيْ أَصْحَابِيْ وَعَزَمَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ إِلَّا قَاتَلُوْنِيْ حَتّٰى مَنَعَنِيَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ بِالصَّالِحِيْنَ فَرَدَّ كَيْدَهُمْ فِيْ نُحُوْرِهِمْ فَمَكَثْنَا سِتًّا وَعِشْرِيْنَ لَيْلَةً نَدْعُوْهُمْ إِلٰى كِتَابِ اللهِ وَإِقَامَةِ حُدُوْدِهٖ وَهُوَ حَقْنُ الدِّمَاءِ أَنْ تُهْرَاقَ دُوْنَ مَنْ قَدْ حَلَّ دَمُهٗ فَأَبَوْا وَاحْتَجُّوْا بِأَشْيَاءَ فَاصْطَلَحْنَا عَلَيْهَا فَخَافُوْا وَغَدَرُوْا وَخَانُوْا. فَجَمَعَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثَأْرَهُمْ فَأَقَادَهُمْ فَلَمْ يُفْلِتْ مِنْهُمْ إِلَّا رَجُلٌ، وَأَرْدَأَنَا اللهُ وَمَنَعَنَا مِنْهُمْ بِعُمَيْرِ بْنِ مَرْثَدٍ وَمَرْثَدِ بْنِ قَيْسٍ، وَنَفَرٍ مِنْ قَيْسٍ، وَنَفَرٍ مِنَ الرَّبَابِ وَالْأَزْدِ. [190]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اہلِ کوفہ کی طرف ان کے قاصد کے ساتھ یہ خط لکھا: اما بعد! میں تمہیں اللہ عزوجل اور اسلام کی یاد دہانی کراتی ہوں۔ اللہ کی کتاب کو قائم (مکمل عمل) کرو، یعنی جو کچھ اس میں ہے اسے نافذ کرو۔ اللہ سے ڈرو، اس کی رسی (دین) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اس کی کتاب کے ساتھ جڑے رہو۔

ہم بصرہ آئے اور وہاں کے لوگوں کو اللہ کی کتاب قائم کرنے کی دعوت دی، یعنی اس کی حدود نافذ کرنے کی دعوت دی۔ تو نیک لوگوں نے ہماری اس بات کو قبول کر لیا، اور وہ لوگ جن میں کوئی بھلائی نہ تھی، انہوں نے ہمارا استقبال ہتھیاروں کے ساتھ کیا، اور کہا: ہم ضرور تمہارے پیچھے پیچھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملے میں لگے رہیں گے، تاکہ حدود کو مزید معطل کیا جائے۔ انہوں نے ضد کی اور ہمارے خلاف کفر کی گواہی دی، ہمیں ناپسندیدہ

[190] تاریخ الطبری: ج4 ص472 دُخُوْلُهُمُ الْبَصْرَةَ وَالْحَرْبُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ

اور غلط باتیں کہیں۔ تو ہم نے ان کے سامنے یہ آیت پڑھی (جس کا مفہوم یہ ہے) کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ حصہ دیا گیا، انہیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے۔

ان میں سے چند لوگ میری بات مان گئے اور وہ آپس میں اختلاف کرنے لگے، چنانچہ ہم نے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔ لیکن اس کے باوجود ان میں سے وہ لوگ جو اپنے پہلے ہی نظریے پر قائم تھے، وہ میرے ساتھیوں پر ہتھیار اٹھانے سے باز نہ آئے۔

حضرت عثمان بن حُنیف رضی اللہ عنہ نے ان پر سختی کی اور ان سے عزم کے ساتھ مقابلہ کیا یہاں تک کہ وہ مجھ سے لڑنے پر آمادہ ہو گئے مگر اللہ عزوجل نے نیک لوگوں کے ذریعے مجھے بچا لیا اور ان کی چال کو انہی کے سینوں پر لوٹا دیا۔ ہم 26 راتیں ٹھہرے رہے، انہیں کتاب اللہ اور اس کی حدود قائم کرنے کی دعوت دیتے رہے اور یہ دراصل خون کو محفوظ رکھنا تھا اور ان کے سامنے یہ بات پیش کرتے ہیں کہ جس شخص کا خون بہانا حلال ہو انکا خون بہانا چاہیے لیکن انہوں نے یہ بات بھی نہ مانی اور مختلف باتوں کو دلیل بنایا۔ پھر ہم نے کچھ باتوں پر ان سے صلح کر لی، لیکن اس کے بعد انہیں کچھ خوف محسوس ہوا اس لیے انہوں نے غداری کی اور وعدہ توڑ دیا۔

اللہ عزوجل نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین کو جمع فرما دیا اور ان سے قصاص لیا، ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا سوائے ایک آدمی کے۔ اللہ عزوجل نے عمیر بن مرثد، مرثد بن قیس، بنو رباب اور بنو ازد کی ایک جماعت کے ساتھ ہماری مدد فرمائی۔

معاہدہ اور اس کی شرائط:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی بصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو الْيَقْظَانِ رَحِمَهُ اللهُ: وَوَلّٰى عَلِيٌّ الْبَصْرَةَ يَوْمَئِذٍ عُثْمَانَ بْنَ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيَّ، قَالَ وَسَارَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ وَمَنْ مَعَهُمَا حَتّٰى أَتَوُا الزَّابُوْقَةَ فَخَرَجَ إِلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ حُنَيْفٍ فَتَوَافَقُوْا حَتّٰى زَالَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ اصْطَلَحُوْا وَكَتَبُوْا بَيْنَهُمْ كِتَابًا أَنْ يَكُفُّوْا عَنِ الْقِتَالِ وَلِعُثْمَانَ دَارُ الْإِمَارَةِ

وَالْمَسْجِدُ وَبَيْتُ الْمَالِ وَالْكَلَاءُ وَأَنْ يَنْزِلَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ مِنَ الْبَصْرَةِ حَيْثُ شَاءَا وَلَا يَعْرِضَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ حَتّٰى يَقْدَمَ عَلِيٌّ. [191]

ترجمہ: ابو الیقظان کہتے ہیں: اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بصرہ کا گورنر حضرت عثمان بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا ہوا تھا۔ وہ کہتے ہیں: حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہما اور ان کے ساتھی چلتے ہوئے مقام "زابوقہ" تک پہنچ گئے۔ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ ان کے مقابلے کے لیے باہر آئے۔ دونوں فریق آپس میں بات چیت کرتے رہے یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا، اس کے بعد انہوں نے صلح کرلی اور آپس میں ایک معاہدہ لکھ لیا۔ اس معاہدے کی شرائط یہ تھیں:

- وہ لڑائی سے رک جائیں گے۔
- حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ کے پاس ہی گورنری کی عمارت، مسجد، بیت المال اور چراگاہیں رہیں گی۔
- حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما بصرہ میں جہاں چاہیں قیام کریں گے۔
- ان میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرے گا۔
- یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئیں۔

معرکہ آرائی:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

فَقَالَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي جَمَعَ لَنَا ثَأْرَنَا مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ، اَللّٰهُمَّ لَا تُبْقِ مِنْهُمْ أَحَدًا وَأَقِدْ مِنْهُمُ الْيَوْمَ فَاقْتُلْهُمْ فَجَادُّوهُمُ الْقِتَالَ فَاقْتَتَلُوْا أَشَدَّ قِتَالٍ وَمَعَهُ أَرْبَعَةُ قُوَّادٍ فَكَانَ حَكِيْمٌ بِحِيَالِ طَلْحَةَ وذُرَيْحٌ بِحِيَالِ الزُّبَيْرِ وَابْنُ الْمُحَرِّشِ بِحِيَالِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَتَّابٍ

---

[191] تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص109 فِيهَا وَقْعَةُ الْجَمَلِ

وَحُرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ بِحِيَالِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ، فَزَحَفَ طَلْحَةُ لِحَكِيمٍ وَهُوَ فِي ثَلَاثِ مِائَةِ رَجُلٍ، وَجَعَلَ حَكِيمٌ يَضْرِبُ بِالسَّيْفِ وَيَقُولُ:

اضْرِبُهُمْ بِالْيَابِسْ ضَرْبَ غُلَامٍ عَابِسْ
مِنَ الْحَيَاةِ آيِسْ فِي الْغُرُفَاتِ نَافِسْ [192]

ترجمہ: حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کا شکر ہے کہ اس نے اہل بصرہ کے تمام قاتلین کو ہمارے سامنے جمع کر دیا۔ اے اللہ! ان میں سے کسی کو زندہ باقی نہ چھوڑ، آج ان سے پورا بدلہ لے لے اور انہیں قتل کر دے۔ چنانچہ انہوں نے ان کے ساتھ پوری شدت سے جنگ کی اور نہایت شدید جنگ ہوئی۔ ان کے ساتھ چار سپہ سالار بھی تھے: حکیم؛ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے مقابل تھا، ذُریح؛ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے مقابل، ابنِ محرِّش؛ حضرت عبد الرحمٰن بن عتاب رضی اللہ عنہ کے مقابل اور حرُقوص بن زہیر؛ حضرت عبد الرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہ کے مقابل تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ تین سو آدمیوں کے ساتھ حکیم کی طرف بڑھتے اور حکیم تلوار چلاتا ہوا یہ کہتا تھا: میں انہیں خشک چیز سے مارتا ہوں عابس غلام کی طرح۔ میں زندگی سے مایوس ہو کر کھڑکیوں سے جھانک رہا ہوں۔

تیاری:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی بصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ أَبُو الْيَقْظَانِ: وَبَعَثَ عَلِيٌّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ إِلَى الْكُوفَةِ يَسْتَنْفِرَانِ النَّاسَ. [193]

ترجمہ: ابو الیقظان کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کو کوفہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ لوگوں کو (مدد اور جہاد کے لیے) ابھاریں اور جمع کریں۔

---

[192] تاریخ الطبری: ج4 ص470 دُخُولُهُمُ الْبَصْرَةَ وَالْحَرْبُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ

[193] تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص110 فِيهَا وَقْعَةُ الْجَمَلِ

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص کی کوشش:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

وَقُتِلَ ذُرَيْحٌ وَمَنْ مَعَهُ وَأَفْلَتَ حُرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ فِيْ نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَلَجَئُوْا إِلٰى قَوْمِهِمْ وَنَادٰى مُنَادِي الزُّبَيْرِ وَطَلْحَةَ بِالْبَصْرَةِ: أَلَا مَنْ كَانَ فِيْهِمْ مِنْ قَبَائِلِكُمْ أَحَدٌ مِمَّنْ غَزَا الْمَدِيْنَةَ فَلْيَأْتِنَا بِهِمْ فَجِيءَ بِهِمْ كَمَا يُجَاءُ بِالْكِلَابِ فَقُتِلُوْا فَمَا أَفْلَتَ مِنْهُمْ مِنْ أَهْلِ الْبَصْرَةِ جَمِيْعًا إِلَّا حُرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ فَإِنَّ بَنِيْ سَعْدٍ مَنَعُوْهُ وَكَانَ مِنْ بَنِيْ سَعْدٍ فَمَسَّهُمْ فِيْ ذٰلِكَ أَمْرٌ شَدِيْدٌ وَضَرَبُوْا لَهُمْ فِيْهِ أَجَلًا وَخَشَّنُوْا صُدُوْرَ بَنِيْ سَعْدٍ وَإِنَّهُمْ لَعُثْمَانِيَّةٌ حَتّٰى قَالُوْا: نَعْتَزِلُ وَغَضِبَتْ عَبْدُ الْقَيْسِ حِيْنَ غَضِبَتْ سَعْدٌ لِمَنْ قُتِلَ مِنْهُمْ بَعْدَ الْوَقْعَةِ وَمَنْ كَانَ هَرَبَ إِلَيْهِمْ إِلٰى مَا هُمْ عَلَيْهِ مِنْ لُزُوْمِ طَاعَةِ عَلِيٍّ. فَأَمَرَا لِلنَّاسِ بِأُعْطِيَاتِهِمْ وَأَرْزَاقِهِمْ وَحُقُوْقِهِمْ وَفَضَّلَا بِالْفَضْلِ أَهْلَ السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فَخَرَجَتْ عَبْدُ الْقَيْسِ وَكَثِيْرٌ مِنْ بَكْرِ بْنِ وَائِلٍ حِيْنَ زَوَوْا عَنْهُمُ الْفُضُوْلَ فَبَادَرُوْا إِلٰى بَيْتِ الْمَالِ وَأَكَبَّ عَلَيْهِمُ النَّاسُ فَأَصَابُوْا مِنْهُمْ وَخَرَجَ الْقَوْمُ حَتّٰى نَزَلُوْا عَلٰى طَرِيْقِ عَلِيٍّ. وَأَقَامَ طَلْحَةُ وَالزُّبَيْرُ لَيْسَ مَعَهُمَا بِالْبَصْرَةِ ثَأْرٌ إِلَّا حُرْقُوصٌ وَكَتَبُوْا إِلٰى أَهْلِ الشَّامِ بِمَا صَنَعُوْا وَصَارُوْا إِلَيْهِ: إِنَّا خَرَجْنَا لِوَضْعِ الْحَرْبِ وَإِقَامَةِ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ بِإِقَامَةِ حُدُوْدِهٖ فِي الشَّرِيْفِ وَالْوَضِيْعِ وَالْكَثِيْرِ وَالْقَلِيْلِ حَتّٰى يَكُوْنَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ هُوَ الَّذِيْ يَرُدُّنَا عَنْ ذٰلِكَ فَبَايَعَنَا خِيَارُ أَهْلِ الْبَصْرَةِ وَنُجَبَاؤُهُمْ وَخَالَفَنَا شِرَارُهُمْ وَنُزَّاعُهُمْ فَرَدُّوْنَا بِالسِّلَاحِ وَقَالُوْا فِيْمَا قَالُوْا: نَأْخُذُ أُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَهِيْنَةً أَنْ أَمَرَتْهُمْ بِالْحَقِّ وَحَثَّتْهُمْ عَلَيْهِ فَأَعْطَاهُمُ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ سُنَّةَ الْمُسْلِمِيْنَ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ حُجَّةٌ وَلَا عُذْرٌ اسْتَبْسَلَ قَتَلَةُ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ فَخَرَجُوْا إِلٰى مَضَاجِعِهِمْ فَلَمْ يُفْلِتْ مِنْهُمْ مُخْبِرٌ إِلَّا حُرْقُوصُ بْنُ زُهَيْرٍ وَاللهُ سُبْحَانَهٗ مُقِيْدُهٗ إِنْ شَاءَ اللهُ. [194]

ترجمہ: ذُریح اور اس کے تمام ساتھی قتل کر دیے گئے جبکہ حُرقوص بن زُہیر اپنے چند ساتھیوں سمیت بچ نکلنے میں

[194] تاریخ الطبری: ج4 ص471 دُخُوْلُهُمُ الْبَصْرَةَ وَالْحَرْبُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عُثْمَانَ بْنِ حُنَيْفٍ

کامیاب ہو گیا، اس نے اپنے قبیلے کے لوگوں کے پاس پناہ لی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے منادی (اعلان کرنے والا) نے بصرہ میں اعلان کیا: خبر دار! تم میں سے جس قبیلے میں کوئی ایسا شخص ہو جو مدینہ پر چڑھائی کرنے والوں میں شامل رہا ہو، وہ اسے ہمارے پاس لے آئے۔ چنانچہ ان لوگوں کو (گھسیٹ کر) اس طرح لایا گیا جیسے کتے لائے جاتے ہیں پھر انہیں قتل کر دیا گیا، حُرقوص بن زُہیر کے علاوہ اہلِ بصرہ میں سے کوئی بھی ان میں سے نہ بچ سکا، کیونکہ بنی سعد نے اسے بچالیا تھا، وہ خود بھی بنی سعد میں سے تھا۔

اس معاملے میں بنی سعد پر بڑی سختی آئی، ان کے لیے اس میں ایک مدت مقرر کی گئی، بنی سعد کے سینوں کو سخت کر دیا گیا (یعنی ان کے ساتھ سخت رویہ اختیار کیا گیا)، حالانکہ وہ عثمانی رجحان رکھتے تھے، یہاں تک کہ انہوں نے کہا: ہم الگ ہو جاتے ہیں۔ لوگوں کے قتل ہونے اور جو بھاگ کر ان کے پاس آ گئے تھے کے بعد قبیلہ عبد القیس اور قبیلہ سعد طیش میں آ گیا، ان لوگوں کے لیے بھی جو بھاگ کر ان کے پاس آ گئے تھے، اس حالت میں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اطاعت کو لازم پکڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان دونوں (حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) نے لوگوں کے لیے ان کے عطیات، ان کے وظائف اور ان کے حقوق مقرر کیے، اور سننے اور اطاعت کرنے والوں کو فضیلت دے کر ترجیح دی۔ عبد القیس اور بکر بن وائل میں سے بہت سے لوگ اس وقت نکل کھڑے ہوئے، جب ان سے زائد عطیات روک لیے گئے تو وہ بیت المال کی طرف لپکے، لوگ ان پر ٹوٹ پڑے، پس انہوں نے ان میں سے (کچھ مال) حاصل کر لیا۔ اور وہ لوگ نکلے یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے راستے پر جا ٹھہرے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بصرہ میں ٹھہرے رہے، حالانکہ ان دونوں کے پاس بصرہ میں بدلے کے طور پر صرف حُرقوص ہی باقی رہ گیا تھا۔ انہوں نے اہلِ شام کو اپنے کیے ہوئے کام اور جس نتیجے تک پہنچے اس کے بارے میں لکھا کہ ہم اس لیے نکلے ہیں کہ جنگ کو ختم کریں اور اللہ عزوجل کی کتاب کو قائم کریں، اس طرح کہ اس کی حدود کو بڑے اور چھوٹے، شریف اور عام، سب پر برابر نافذ کیا جائے، یہاں تک کہ اللہ عزوجل ہی ہمیں اس کام سے روک دے (یعنی جب اس کا حکم آجائے تو ہم رک جائیں)۔ اہلِ بصرہ کے بہترین اور ان کے معزز لوگوں نے ہماری بیعت کی اور ان کے بدترین لوگ اور شورش پسند عناصر ہمارے مخالف ہو گئے۔

انہوں نے ہمیں ہتھیار کے زور پر لوٹایا، اور اپنی باتوں میں یہ بھی کہا کہ ہم ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی

اللہ عنہا کو قیدی بنالیں گے، حالانکہ انہوں نے انہیں حق کا حکم دیا تھا اور اس پر ابھارا تھا۔ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کا طریقہ بار بار ان پر نافذ کیا (یعنی انہیں مہلت دیتا رہا)، یہاں تک کہ جب کوئی حجت اور کوئی عذر باقی نہ رہا، تو امیر المؤمنین کے قاتلوں نے جان توڑ کر لڑائی کی، اور وہ اپنے ٹھکانوں کی طرف نکل گئے۔ ان میں سے کوئی بھی باخبر شخص بچ نہ سکا، سوائے حُرقوص بن زُہیر کے اور اللہ سبحانہ اسے قابو میں لانے والا ہے، ان شاء اللہ۔

معرکہ جمل پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا اظہار افسوس:

امام ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب شامی طبرانی رحمہ اللہ (ت 360ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ الْجَمَلِ يَقُوْلُ لِابْنِهِ حَسَنٍ: يَا حَسَنُ! وَدِدْتُ أَنِّيْ كُنْتُ مِتُّ مُنْذُ عِشْرِيْنَ سَنَةً. [195]

ترجمہ: حضرت قیس بن عباد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معرکہ جمل کے دن اپنے صاحبزادے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ فرماتے ہوئے سنا: اے حسن! کاش میں اس سے 20 سال پہلے ہی وفات پا گیا ہوتا (تاکہ یہ جمل کا دن نہ دیکھنا پڑتا)

معرکہ جمل پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا اظہار افسوس:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ مَسْرُوْقٍ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا: عِنْدَكَ عِلْمٌ عَنْ ذِي الثُّدِيَّةِ الَّذِيْ أَصَابَهُ عَلِيٌّ فِي الْحَرُوْرِيَّةِ؟ قُلْتُ: لَا ... قَالَتْ: رَحِمَ اللهُ عَلِيًّا! لَقَدْ كَانَ عَلَى الْحَقِّ وَمَا كَانَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ إِلَّا كَمَا يَكُوْنُ بَيْنَ الْمَرْأَةِ وَأَحْمَائِهَا. [196]

ترجمہ: حضرت مسروق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان سے پوچھا: کیا آپ کو ذی

[195] المعجم الکبیر للطبرانی: ج1 ص72 رقم الحدیث 203

[196] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص325 اَلْحَدِيْثُ الرَّابِعُ عَشَرَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ

الثُدَیہ کے بارے میں کوئی علم ہے جسے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حروریہ (خوارج) میں قتل کیا تھا؟ میں نے کہا: نہیں.... حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے! یقیناوہ حق پر تھے، میرے اور ان کے درمیان جو کچھ ہوا وہ ایسا ہی تھا جیسے عورت اور اس کے سسرالی رشتہ داروں کے درمیان ہوتا ہے (اجتہادی نوعیت کا اختلاف تھا)۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

معرکۂ صفین

تاریخِ اسلام کے وہ واقعات جہاں جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان اختلاف یا جنگ کی صورت پیدا ہوئی، وہ امت کے لیے کسی آزمائش سے کم نہیں۔ اھل السنۃ والجماعۃ کا یہ بنیادی عقیدہ و نظریہ ہے کہ تمام صحابہ عادل ہیں، معیارِ حق ہیں، تنقید سے بالاتر ہیں، حجت ہیں اور ان کے باہمی اختلافات ومشاجرات کسی دنیاوی لالچ یا نفسانی خواہش پر مبنی نہیں تھے، بلکہ ان کی بنیاد خالص "اجتہاد" پر تھی۔

مرکزیتِ خلافت:

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی مظلومانہ شہادت کی وجہ سے اس وقت امتِ مسلمہ ایک شدید اضطراب و بے چینی کا شکار تھی۔ جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالی، تو آپ کا اولین مقصد امت کو ایک مرکز پر جمع کرنا تھا۔ اس کے لیے آپ نے تمام صوبائی گورنروں سے بیعت کا مطالبہ کیا تاکہ اجتماعیت سے مرکزیت کا قیام ہو سکے۔ اس وقت ملک شام کے گورنر حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما تھے، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے وہاں کے نظم ونسق کو بہت عمدہ طریقے سے سنبھالے ہوئے تھے۔

آپ رضی اللہ عنہ کا ارادہ یہ تھا کہ اہل شام بھی بیعت کر لیں تاکہ نظامِ خلافت کو استحکام ملے اور مرکزیت کے قیام کی تکمیل ہو سکے۔ جس کے بعد قاتلینِ عثمان کا مقدمہ شرعی عدالت میں پیش کیا جا سکے۔

مطالبۂ قصاص:

حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اور اہلِ شام کا اصل مطالبہ یہ تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو شرعی طور پر قصاص کے قانون کے مطابق سزا دی جائے، کیونکہ ان کے نزدیک یہ ایک واضح حقِ قصاص تھا جو شریعتِ مطہرہ نے ثابت کیا ہے۔ ان کا یہ مؤقف اپنی اصل کے اعتبار سے شریعت کے موافق اور ایک جائز مطالبہ تھا۔ البتہ اس مطالبہ کو عملی طور پر نافذ کرنے اور اس کی ترتیب و تدبیر میں وہ اس رائے پر تھے کہ فوری طور پر قصاص لیا جائے، اسی بنیاد پر یہ اختلاف "اصلِ مطالبہ" میں نہیں بلکہ "ترتیبِ تنفیذ" اور "اجتہادی فہم" میں تھا، جسے اہلِ علم اجتہادی اختلاف سے تعبیر کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ

پہلو	حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا مؤقف	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مؤقف
بنیادی ترجیح	مرکزیتِ خلافت کا قیام	قاتلوں سے قصاص
ترتیب عمل	پہلے بیعت پھر قصاص	پہلے قصاص پھر بیعت
اجتہادی دلیل	قصاص؛ حکومتی استحکام کے بغیر ممکن نہیں	قصاص میں تاخیر میں قاتلوں کی مضبوطی ہے
فائدہ	مجرم جلد پکڑے جائیں گے	قصاص سے ہی نظام مستحکم ہوگا
خطرہ	بیعت کے بغیر حکومت کا کمزور ہونا	قاتل بچ نکلیں گے
نتیجہ	پہلے بیعت لینے پر زور	پہلے قصاص لینے پر زور

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مؤقف:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ رَحِمَهُ اللهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حِيْنَ بَعَثَ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيَّ إِلٰى مُعَاوِيَةَ قَبْلَ وَقْعَةِ صِفِّيْنَ - وَذٰلِكَ حِيْنَ عَزَمَ عَلِيٌّ عَلٰى قَصْدِ الشَّامِ وَجَمْعِ الْجُيُوْشِ لِذٰلِكَ - وَكَتَبَ مَعَهُ كِتَابًا إِلٰى مُعَاوِيَةَ يَذْكُرُ لَهُ فِيْهِ أَنَّهُ قَدْ لَزِمَتْهُ بَيْعَتُهُ لِأَنَّهُ قَدْ بَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فَإِنْ لَمْ تُبَايِعْ اسْتَعَنْتُ بِاللهِ عَلَيْكَ وَقَاتَلْتُكَ وَقَدْ أَكْثَرْتَ الْقَوْلَ فِي قَتَلَةِ عُثْمَانَ فَادْخُلْ فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ النَّاسُ ثُمَّ حَاكِمِ الْقَوْمَ إِلَيَّ أَحْمِلْكَ وَإِيَّاهُمْ عَلٰى كِتَابِ اللهِ.[197]

ترجمہ: عامر الشعبی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے معرکہ صفین سے پہلے جب آپ نے شام کی طرف جانے اور اس کے لیے لشکر جمع کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت جریر بن عبد اللہ البجلی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا اور ان کے ساتھ ایک خط لکھا جس میں یہ ذکر تھا:

---

[197] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص522 سِتِّيْنَ مِنَ الْهِجْرَةِ، تَرْجَمَةُ مُعَاوِيَةَ

تم پر یہ ضروری ہے کہ میری بیعت کرو کیونکہ مہاجرین وانصار نے میری بیعت کرلی ہے۔ اگر آپ بیعت نہ کروگے تو میں اللہ تعالیٰ سے تمہارے مقابل مدد طلب کروں گا اور تم سے قتال کروں گا۔ تم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے بارے میں بہت گفتگو کی ہے، لہٰذا تم بھی اس معاملہ (بیعت) میں داخل ہو جاؤ جس میں دوسرے لوگ داخل ہو چکے ہیں، پھر اس قوم کے معاملہ (قصاص عثمان) کو میرے پاس فیصلے کے لیے لاؤ، میں تمہیں اور انہیں اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ دے کر چلاؤں گا۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا موقف:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ رَحِمَهُ اللهُ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا أَمْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّيْ وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهِ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ: فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأُسْلِمُ لَهُ. [198]

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں کیوں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن کیا آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں، اس لیے آپ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں اور میں یہاں کا نظام ان کے سپرد کر دوں گا۔

---

[198] تاریخ الاسلام للذہبی: ج3 ص540 وقعۃ صفین

چنانچہ وہ لوگ حضرت علی بن ابی طالب کے پاس آئے اور اس بارے میں گفتگو کی، مگر انہوں نے کسی کو ان کے حوالے نہ کیا۔ اس کے بعد اہلِ شام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں حضرت علی کے خلاف جنگ کا پختہ ارادہ کر لیا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ جنگ:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَقِيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ يَقُوْلُ: كَانَ أَبِيْ يُرِيْدُ أَنْ يَغْزُوَ مُعَاوِيَةَ وَأَهْلَ الشَّامِ فَجَعَلَ يَعْقِدُ لِوَاءَهُ ثُمَّ يَحْلِفُ لَا يَحُلُّهُ حَتّٰى يَسِيْرَ فَيَأْبٰى عَلَيْهِ النَّاسُ وَ يَنْتَشِرُ رَأْيُهُمْ وَيَجْبُنُوْنَ فَيَحُلُّهُ وَيُكَفِّرُ عَنْ يَمِيْنِهِ حَتّٰى فَعَلَ ذٰلِكَ أَرْبَعَ مَرَّاتٍ وَكُنْتُ أَرٰى حَالَهُ فَأَرٰى مَا لَا يَسُرُّنِيْ. [199]

ترجمہ: عبد اللہ بن محمد بن عقیل کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن الحنفیہ رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: میرے والد حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ اور اہلِ شام کے خلاف لشکر کشی کا ارادہ رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ اپنا جھنڈا باندھتے، پھر قسم کھاتے کہ جب تک روانہ نہ ہوں گے اسے نہیں کھولیں گے، مگر لوگ اس پر مخالفت کرتے اور ان کی رائے منتشر ہو جاتی اور وہ بزدلی کا اظہار کر کے (جنگ نہ کرنے کی رائے) دیتے، تو آپ جھنڈا کھول دیتے اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کرتے۔ یہاں تک کہ آپ نے ایسا چار مرتبہ کیا۔ میں آپ کی یہ حالت دیکھتا تھا تو مجھے ایسی بات نظر آتی جو مجھے خوش نہیں کرتی تھی۔

روانگی صفین:

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

سَارَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِي الْجُيُوْشِ مِنَ الْعِرَاقِ حَتّٰى نَزَلَ بِصِفِّيْنَ وَسَارَ مُعَاوِيَةُ حَتّٰى نَزَلَ

[199] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج5 ص69 بروایت محمد ابن حنفیة

هُنَاكَ وَذٰلِكَ فِيْ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ سِتٍّ وَثَلَاثِيْنَ. [200]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ عراق سے اپنے لشکروں کو لے کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ نے صفین کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی وہاں اپنی فوج کے ساتھ پہنچے اور وہیں قیام کیا۔ یہ واقعہ ماہ ذوالحج 36 ہجری کا ہے۔

صفین کا محل وقوع:

امام شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حَمَوی رحمہ اللہ (ت 626ھ) لکھتے ہیں:

صِفِّينُ: بِكَسْرَتَيْنِ وَتَشْدِيْدِ الْفَاءِ ... وَهُوَ مَوْضِعٌ بِقُرْبِ الرَّقَّةِ عَلٰى شَاطِئِ الْفُرَاتِ مِنَ الْجَانِبِ الْغَرْبِيِّ بَيْنَ الرَّقَّةِ وَبَالِسَ وَكَانَتْ وَقْعَةُ صِفِّيْنَ بَيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَمُعَاوِيَةَ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ). [201]

ترجمہ: صِفِّین (اس لفظ کی صحیح عربی ادائیگی یوں ہے کہ اس کے پہلے دو حروف ص' اور ف پر زیر آتی ہے اور ف پر تشدید ہوتی ہے، یعنی اسے صِفِّین پڑھا جاتا ہے) یہ (شام میں) رَقّہ شہر کے قریب دریائے فرات کے مغربی کنارے پر واقع ہے اور رقّہ اور بالِس کے درمیان کا علاقہ شمار ہوتا ہے۔ اسی مقام پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مشہور تاریخی معرکہ پیش آیا۔

صفین میں مدت قیام:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

فَأَقَامُوْا إِلٰى شَهْرِ ذِي الْحِجَّةِ ثُمَّ شَرَعُوْا فِي الْمُقَاتَلَةِ . . . فَاقْتَتَلُوْا شَهْرَ ذِي الْحِجَّةِ بِكَمَالِهٖ. [202]

---

[200] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 13 ص 107 فَصْلٌ: وَأَمَّا قَوْلُهٗ: حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ

[201] معجم البلدان للحِمَوی: ج 3 ص 414 تحت صفین

[202] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج 4 ص 278 دَخَلَتْ سَنَةُ سَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ

ترجمہ: وہ ذوالحجہ کے مہینے تک اسی حالت میں رہے، اس کے بعد باقاعدہ لڑائی شروع کردی... چنانچہ پورے ذوالحجہ کے مہینے میں جنگ جاری رہی۔

مصالحتی کوششیں:

حافظ ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَلَمَّا فَرَغَ عَلِيٌّ مِنْ أَهْلِ الْجَمَلِ أَرْسَلَ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْبَجَلِيَّ إِلٰى مُعَاوِيَةَ يَدْعُوْهُ إِلَى الدُّخُوْلِ فِيْمَا دَخَلَ فِيْهِ النَّاسُ فَامْتَنَعَ. [203]

ترجمہ: جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اہلِ جمل سے فارغ ہوگئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تاکہ وہ انہیں اس بات کی دعوت دیں کہ جس معاملہ میں لوگ داخل ہوچکے ہیں (یعنی بیعت واطاعت) اس میں وہ بھی داخل ہوجائیں مگر انہوں نے انکار کردیا۔

حافظ ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ مُسْلِمِ الْخَوْلَانِيِّ، أَنَّهُ قَالَ لِمُعَاوِيَةَ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا فِي الْخِلَافَةِ أَوْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ قَالَ: لَا وَإِنِّيْ لَأَعْلَمُ أَنَّهُ أَفْضَلُ مِنِّيْ وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهِ وَوَلِيُّهُ أَطْلُبُ بِدَمِهِ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهُ يَدْفَعُ لَنَا قَتَلَةَ عُثْمَانَ فَأَتَوْهُ فَكَلَّمُوْهُ فَقَالَ: يَدْخُلُ فِي الْبَيْعَةِ وَيُحَاكِمُهُمْ إِلَيَّ، فَامْتَنَعَ مُعَاوِيَةُ. [204]

ترجمہ: حضرت ابو مسلم الخولانی رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: کیا آپ خلافت کے معاملہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جھگڑ رہے ہیں؟ یا آپ اپنے آپ کو اُن جیسا سمجھتے ہیں؟

---

[203] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج13 ص108 فَصْلٌ: وَأَمَّا قَوْلُهُ: حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ

[204] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج13 ص107 فَصْلٌ: وَأَمَّا قَوْلُهُ: حَتّٰى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نہیں، اور میں یہ بات اچھی طرح جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حق دار ہیں، لیکن کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو ظلماً شہید کیا گیا ہے اور میں ان کا چچازاد اور ان کے خون کا ولی ہوں، میں ان کے خون کا مطالبہ کرتا ہوں۔ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کو ہمارے حوالے کر دیں۔ چنانچہ وہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے گفتگو کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ بیعت میں داخل ہو جائیں، پھر ان لوگوں کے معاملہ کا فیصلہ میرے پاس لے آئیں۔ لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کر دیا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَخَرَجَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَأَبُوْ أُمَامَةَ فَدَخَلَا عَلٰى مُعَاوِيَةَ فَقَالَا لَهٗ: يَا مُعَاوِيَةُ! عَلَامَ تُقَاتِلُ هٰذَا الرَّجُلَ؟ فَوَاللهِ إِنَّهٗ لَأَقْدَمُ مِنْكَ وَمِنْ أَبِيْكَ سَلْمًا وَأَقْرَبُ مِنْكَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ. فَقَالَ: أُقَاتِلُهٗ عَلٰى دَمِ عُثْمَانَ وَأَنَّهٗ آوٰى قَتَلَتَهٗ. فَاذْهَبَا إِلَيْهِ فَقُوْلَا لَهٗ فَلْيُقِدْنَا مِنْ قَتَلَةِ عُثْمَانَ ثُمَّ أَنَا أَوَّلُ مَنْ يُبَايِعُهٗ مَنْ أَهْلِ الشَّامِ فَذَهَبَا إِلٰى عَلِيٍّ. فَقَالَا لَهٗ ذٰلِكَ. فَقَالَ: هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تَرَوْنَ. فَخَرَجَ خَلْقٌ كَثِيْرٌ فَقَالُوْا: كُلُّنَا قَتَلَةُ عُثْمَانَ فَمَنْ شَاءَ فَلْيَرْمِنَا وَلْيَكِدْنَا. قَالَ: فَرَجَعَ أَبُو الدَّرْدَاءِ وَأَبُوْ أُمَامَةَ فَلَمْ يَشْهَدَا لَهُمْ قِتَالًا بَلْ لَزِمَا بُيُوْتَهُمَا. [205]

ترجمہ: اور حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے معاویہ! آپ اس شخص (حضرت علی رضی اللہ عنہ) سے کس بنا پر قتال کر رہے ہیں؟ اللہ کی قسم! وہ آپ سے اور آپ کے والد سے قبول اسلام میں سبقت لے جانے والے ہیں، وہ آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہیں اور اس معاملے) خلافت (کے

---

[205] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص277 ثُمَّ دَخَلَتْ سَنَةُ سَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ

زیادہ حق دار ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ان سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کے بدلے میں قتال کر رہا ہوں، اور اس وجہ سے کہ انہوں نے ان کے قاتلوں کو اپنے پاس پناہ دی ہوئی ہے۔ اس لیے آپ دونوں ان کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کے بدلے کا حق دلائیں، پھر میں اہلِ شام میں سب سے پہلے ان کی بیعت کرنے والا ہوں گا۔ چنانچہ وہ دونوں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور یہ بات ان کے سامنے پیش کی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جنہیں تم دیکھ رہے ہو (یعنی یہی گروہ موجود ہے)۔

اس پر بہت سے لوگ باہر نکل آئے اور کہنے لگے: ہم سب ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں، جس کا دل چاہے ہم پر حملہ کرلے یا ہمیں سزا دے لے۔

راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ واپس لوٹ آئے اور کسی بھی فریق کے ساتھ جنگ میں شریک نہ ہوئے بلکہ اپنے گھروں میں بیٹھ گئے۔

فریقین کی افرادی قوت:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی بصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ حَرْبِ بْنِ خَالِدِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ قَالَ: فَصَلَ مُعَاوِيَةُ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) مِنَ الشَّامِ إِلٰى صِفِّيْنَ فِيْ سَبْعِيْنَ أَلْفًا قَالَ: وَسَأَلْتُ زَيْدَ بْنَ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ قُلْتُ: فِيْ كَمْ كَانَ عَلِيٌّ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ)؟ قَالَ: فِيْ مِائَةِ أَلْفٍ. [206]

ترجمہ: حضرت حرب بن خالد بن یزید بن معاویہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے صفین کی طرف ستر ہزار افراد کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب رحمہم اللہ سے پوچھا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سپاہیوں کی کتنی تعداد تھی؟

---

[206] تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص116 تَفْصِيْلُ خَبَرِ صِفِّيْن

انہوں نے جواب دیا: ایک لاکھ (1,00,000) سپاہیوں کے ساتھ تھے۔

فائدہ: یہ تعداد حتمی نہیں، تاریخ کی کتب میں اس کے علاوہ دیگر اقوال بھی ملتے ہیں۔

معرکہ صفین (حق وخطا) کا آغاز:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی بصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) لکھتے ہیں:

فِيْهَا وَقْعَةُ صِفِّيْنَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ لِسَبْعٍ خَلَوْنَ مِنْ صَفَرَ سَنَةَ سَبْعٍ وَ ثَلَاثِيْنَ وَكَانَ الصُّلْحُ لَيْلَةَ السَّبْتِ لِعَشْرٍ خَلَوْنَ مِنْ صَفَرَ. [207]

ترجمہ: اسی میں معرکہ صفین بدھ کے دن، 7 صفر (37 ہجری کو) پیش آئی اور صلح ہفتہ کی رات، 10 صفر کو ہوئی۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عسکری ہدایات:

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مِخْنَفٍ: حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُنْدُبٍ الْأَزْدِيُّ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ كَانَ يَأْمُرُنَا فِيْ كُلِّ مَوْطِنٍ لَقِيْنَا فِيْهِ مَعَهُ عَدُوًّا فَيَقُوْلُ: لَا تُقَاتِلُوا الْقَوْمَ حَتّٰى يَبْدَءُوْكُمْ فَأَنْتُمْ بِحَمْدِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى حُجَّةٍ وَتَرْكُكُمْ إِيَّاهُمْ حَتّٰى يَبْدَءُوْكُمْ حُجَّةٌ أُخْرٰى لَكُمْ فَإِذَا قَاتَلْتُمُوْهُمْ فَهَزَمْتُمُوْهُمْ فَلَا تَقْتُلُوْا مُدْبِرًا وَلَا تُجْهِزُوْا عَلٰى جَرِيْحٍ وَلَا تَكْشِفُوْا عَوْرَةً وَلَا تُمَثِّلُوْا بِقَتِيْلٍ فَإِذَا وَصَلْتُمْ إِلٰى رِحَالِ الْقَوْمِ فَلَا تَهْتِكُوْا سِتْرًا وَلَا تَدْخُلُوْا دَارًا إِلَّا بِإِذْنٍ وَلَا تَأْخُذُوْا شَيْئًا مِنْ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا مَا وَجَدْتُمْ فِيْ عَسْكَرِهِمْ وَلَا تُهَيِّجُوا امْرَأَةً بِأَذًى وَإِنْ شَتَمْنَ أَعْرَاضَكُمْ وَسَبَبْنَ أُمَرَاءَكُمْ وَصُلَحَاءَكُمْ فَإِنَّهُنَّ ضِعَافُ الْقُوٰى وَالْأَنْفُسِ. [208]

ترجمہ: ابو مخنف کہتے ہیں کہ مجھے عبد الرحمٰن بن جندب ازدی نے اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے بتایا کہ

[207] تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص 115 تَفْصِيْلُ خَبَرِ صِفِّيْنَ

[208] تاریخ الطبری: ج 5 ص 10 تَكْتِيْبُ الْكَتَائِبِ وَتَعْبِئَةُ النَّاسِ لِلْقِتَالِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیں ہر اس موقع پر، جہاں ہم ان کے ساتھ کسی دشمن سے ملتے، حکم دیتے اور فرماتے تھے:

لوگوں سے اس وقت تک جنگ نہ کرو جب تک وہ تم سے جنگ شروع نہ کریں، کیونکہ تم اللہ عزوجل کے فضل سے حق پر ہو، اور تمہارا انہیں چھوڑ دینا یہاں تک کہ وہ خود ابتدا کریں، تمہارے لیے (امن پسند ہونے کی) ایک اور دلیل ہے۔ پھر جب تم ان سے جنگ کرو اور انہیں شکست دے چکو تو:

1. پیٹھ پھیر کر بھاگنے والے کو قتل نہ کرو۔
2. نہ ہی زخمی کو ختم کرو۔
3. نہ کسی کو بے لباس کرو۔
4. اور نہ کسی مقتول کے ساتھ مثلہ (اعضاء کاٹنا یا بے حرمتی) کرو۔

اور جب تم ان کے پڑاؤ (خیموں) تک پہنچ جاؤ تو:

1. کسی پردے کو نہ پھاڑو۔
2. اجازت کے بغیر کسی گھر میں داخل نہ ہو۔
3. ان کے مال میں سے کچھ نہ لو سوائے اس کے جو تمہیں ان کے لشکر میں ملے۔
4. کسی عورت کو تکلیف دے کر نہ بھڑکاؤ اگرچہ وہ تمہاری عزتوں کو برا کہیں اگرچہ تمہارے امیروں اور نیک لوگوں کو گالیاں دیں، کیونکہ وہ کمزور ہوتی ہیں قوت میں بھی اور نفس کے اعتبار سے بھی۔

عسکری ہدایات پر عمل:

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: شَهِدْتُ صِفِّيْنَ فَكَانُوْا لَا يُجْهِزُوْنَ عَلٰى جَرِيْحٍ وَلَا يَقْتُلُوْنَ مُوَلِّيًا وَلَا يَسْلُبُوْنَ قَتِيْلًا. [209]

---

[209] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج2 ص499 رقم الحدیث 2707

ترجمہ: حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں معرکہ صفین میں موجود تھا، تو وہ لوگ کسی زخمی کو ختم نہیں کرتے تھے، اور پیٹھ پھیر کر جانے والے کو قتل نہیں کرتے تھے، اور کسی مقتول کا سامان (لوٹ) نہیں لیتے تھے۔

لشکرِ علی رضی اللہ عنہ کی ترتیب:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی بصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) لکھتے ہیں:

وَلِوَاءُ عَلِيٍّ مَعَ هَاشِمِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَفِي مَيْسَرَةِ عَلِيٍّ: رَبِيعَةُ وَعَلَيْهِمِ ابْنُ عَبَّاسٍ وَفِي مَيْمَنَةِ عَلِيٍّ: أَهْلُ الْيَمَنِ، عَلَيْهِمُ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ.[210]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جھنڈا ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کے پاس تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کے بائیں حصے میں ربیعہ تھے اور ان پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ مقرر تھے۔ اور دائیں حصے میں اہلِ یمن تھے، اور ان پر اشعث بن قیس مقرر تھے۔

لشکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی ترتیب:

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی بصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) لکھتے ہیں:

لِوَاءُ مُعَاوِيَةَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ الْمُغِيرَةِ الْمَخْزُومِيِّ وَعَلَى الْخَيْلِ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَعَلَى الرَّجَّالَةِ مُسْلِمُ بْنُ عُقْبَةَ الْمُرِّيُّ وَعَلَى الْمَيْمَنَةِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَعَلَى الْمَيْسَرَةِ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ الْفِهْرِيُّ وَعَلٰى أَهْلِ حِمْصَ الْمَيْمَنَةِ ذُو الْكَلَاعِ وَعَلٰى أَهْلِ قِنَّسْرِينَ عَلَى الْمَيْمَنَةِ زُفَرُ بْنُ الْحَارِثِ وَعَلٰى أَهْلِ الْأُرْدُنِّ الْمَيْسَرَةِ أَبُو الْأَعْوَرِ السُّلَمِيُّ وَعَلٰى أَهْلِ فِلَسْطِينِ الْمَيْسَرَةِ مَسْلَمَةُ بْنُ مَخْلَدٍ وَعَلٰى رَجَّالَةِ أَهْلِ دِمَشْقَ بُسْرُ بْنُ أَرْطَاةَ.[211]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا جھنڈا عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید بن مغیرہ مخزومی کے پاس تھا۔ اور گھڑ

---

[210] تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص116 تَفْصِيلُ خَبَرِ صِفِّيْن

[211] تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص118 تَفْصِيلُ خَبَرِ صِفِّيْن

سوار لشکر پر عبید اللہ بن عمر بن خطاب مقرر تھے، اور پیدل فوج پر مسلم بن عقبہ مری مقرر تھے۔ دائیں حصہ پر عبد اللہ بن عمرو بن عاص تھے اور بائیں حصہ پر حبیب بن مسلمہ فہری تھے۔ اہلِ حمص دائیں جانب تھے، ان پر ذو الکَلاع مقرر تھے، اہلِ قِنَّسْرِیْن بھی دائیں جانب تھے، ان پر زفر بن حارث مقرر تھے۔ اہلِ اردن بائیں جانب تھے، ان پر ابو الاعور سلمی مقرر تھے، اہل فلسطین بھی بائیں جانب تھے، ان پر مسلمہ بن مخلد مقرر تھے۔ اہل دمشق کی پیدل فوج پر بسر بن ارطاۃ مقرر تھے۔

جنگ کا منظر:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُكَيْمِ بْنِ سَعْدٍ، قَالَ: لَقَدْ أَشْرَعُوا رِمَاحَهُمْ بِصِفِّيْنَ وَأَشْرَعْنَا رِمَاحَنَا وَلَوْ أَنَّ بَيْنَنَا إِنْسَانًا يَمْشِيْ عَلَيْهَا لَفَعَلَ. [212]

ترجمہ: حُکَیم بن سعد سے روایت ہے کہ انہوں نے صفین میں اپنے نیزے تان دیے اور ہم نے بھی اپنے نیزے تان دیے اور اگر کوئی انسان ان (نیزوں) کے اوپر چلنا چاہتا تو یقیناً چل سکتا تھا۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سِنَانٍ الْأَسَدِيِّ، قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ صِفِّيْنَ وَمَعَهُ سَيْفُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُو الْفَقَارِ قَالَ: فَنَضْبِطُهُ فَيَفْلِتُ فَيَحْمِلُ عَلَيْهِمْ، قَالَ: ثُمَّ يَجِيْءُ قَالَ: ثُمَّ يَحْمِلُ عَلَيْهِمْ، قَالَ: فَجَاءَ بِسَيْفِهِ قَدْ تَثَنَّى فَقَالَ: إِنَّ هٰذَا يَعْتَذِرُ إِلَيْكُمْ. [213]

ترجمہ: عبد اللہ بن سنان اسدی سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معرکہ صفین کے دن دیکھا، ان کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی (عنایت کردہ) تلوار ذوالفقار تھی۔ کہتے ہیں: ہم روکنے کی کوشش کرتے

---

[212] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 21 ص 410 رقم الحدیث 39004 بَابُ مَا ذُكِرَ فِي صِفِّيْنَ

[213] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 21 ص 422 رقم الحدیث 39033 بَابُ مَا ذُكِرَ فِي صِفِّيْنَ

تھے تو وہ چھوٹ کر نکل جاتے اور دشمن پر حملہ کر دیتے۔ واپس آتے۔ دوبارہ ان پر حملہ کرتے۔ کہتے ہیں: وہ اپنی تلوار کے ساتھ آئے جبکہ وہ (تلوار) مڑ چکی تھی، تو انہوں نے فرمایا: یہ (تلوار) تمہاری طرف عذر پیش کر رہی ہے۔

پانی کی بندش کا ختم کرنا:

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن ھبۃ اللہ شافعی المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِي الصَّلْتِ سُلَيْمِ الْحَضْرَمِيِّ قَالَ: شَهِدْنَا صِفِّيْنَ فَإِنَّا لَعَلٰى صُفُوْفِنَا وَقَدْ حُلْنَا بَيْنَ أَهْلِ الْعِرَاقِ وَبَيْنَ الْمَاءِ فَأَتَانَا فَارِسٌ عَلٰى بَرْذَوْنٍ مُقَنَّعًا بِالْحَدِيْدِ فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكُمْ. فَقُلْنَا: وَعَلَيْكَ. قَالَ: فَأَيْنَ مُعَاوِيَةُ؟ قُلْنَا: هُوَ ذَا فَأَقْبَلَ حَتّٰى وَقَفَ ثُمَّ حَسَرَ عَنْ رَأْسِهٖ فَإِذَا هُوَ أَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ الْكِنْدِيُّ رَجُلٌ أَصْلَعُ لَيْسَ فِيْ رَأْسِهٖ إِلَّا شَعَرَاتٌ فَقَالَ: اللهَ اللهَ يَا مُعَاوِيَةُ! فِيْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. هَبُوْا أَنَّكُمْ قَتَلْتُمْ أَهْلَ الْعِرَاقِ فَمَنْ لِلْبُعُوْثِ وَالذَّرَارِيْ؟ أَمْ هَبُوْا أَنَّا قَتَلْنَا أَهْلَ الشَّامِ فَمَنْ لِلْبُعُوْثِ وَالذَّرَارِيْ؟ اللهَ اللهَ. فَإِنَّ اللهَ يَقُوْلُ: ﴿وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا ۚ فَاِنْۢ بَغَتْ اِحْدٰىهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ ۚ﴾. فَقَالَ لَهٗ مُعَاوِيَةُ: فَمَا الَّذِيْ تُرِيْدُ؟ قَالَ: نُرِيْدُ أَنْ تُخَلُّوْا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمَاءِ فَوَاللهِ لَتُخَلُّنَّ بَيْنَنَا وَبَيْنَ الْمَاءِ أَوْ لَنَضَعَنَّ أَسْيَافَنَا عَلٰى عَوَاتِقِنَا ثُمَّ نَمْضِيَ حَتّٰى نَرِدَ الْمَاءَ وَنَمُوْتَ دُوْنَهٗ. فَقَالَ مُعَاوِيَةُ لِأَبِي الْأَعْوَرِ وَعَمْرِو بْنِ سُفْيَانَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ! خَلِّ بَيْنَ إِخْوَانِنَا وَبَيْنَ الْمَاءِ.[214]

ترجمہ: حضرت ابو الصلت سلیم الحضرمی کہتے ہیں: ہم صفین میں موجود تھے۔ ہم اپنی صفوں میں کھڑے تھے اور ہم نے اہلِ عراق اور پانی کے درمیان رکاوٹ ڈال رکھی تھی۔ اسی دوران ایک سوار ہمارے پاس آیا جو ایک برذون (خچر نما گھوڑے) پر سوار تھا اور لوہے کے ہتھیار سے ڈھکا ہوا تھا۔

اس نے کہا: السلام علیکم۔

---

[214] تاریخ مدینۃ دمشق: ج9 ص137 أَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ أَبُوْ مُحَمَّدٍ الْكِنْدِيُّ

ہم نے جواب دیا: وعلیکم السلام۔

اس نے پوچھا: معاویہ (رضی اللہ عنہ) کہاں ہیں؟

ہم نے کہا: وہ رہے۔ (اشارے سے بتایا)

وہ آگے بڑھا یہاں تک کہ سامنے آکر کھڑا ہو گیا، پھر اس نے اپنے سر سے خَود (لوہے کی جنگی ٹوپی) کو اتار دیا تو دیکھا کہ وہ اشعث بن قیس کندی ہیں، ایک گنجے آدمی جن کے سر میں چند ہی بال تھے۔

انہوں نے کہا: اے معاویہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو!۔ فرض کر لو کہ آپ اہل عراق کو قتل کر دیں تو پھر لشکروں اور ان کی اولاد کا کون (محافظ) ہو گا؟ اور فرض کر لو کہ ہم اہلِ شام کو قتل کر دیں تو پھر لشکروں اور ان کی اولاد کا کون ہو گا؟

اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو! کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اگر مومنوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان کے درمیان صلح کرا دو، پھر اگر ان میں سے ایک جماعت دوسری جماعت پر زیادتی کرے تو اس جماعت سے لڑو جو زیادتی کر رہی ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئے۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا: تو آپ کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا: ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمارے اور پانی کے درمیان رکاوٹ ہٹا دو۔ اللہ کی قسم! آپ ہمارے اور پانی کے درمیان راستہ ضرور خالی کرو گے، ورنہ ہم اپنی تلواریں اپنے کندھوں پر رکھ کر آگے بڑھیں گے یہاں تک کہ پانی تک پہنچ جائیں گے اور اس کے لیے لڑتے ہوئے مر جائیں گے۔ تب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ابوالاعور اور عمرو بن سفیان سے فرمایا: اے ابو عبد اللہ! ہمارے بھائیوں اور پانی کے درمیان راستہ خالی کر دو۔

جنگ سے کنارہ کش حضرات:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُو الْعَالِيَةِ: لَمَّا كَانَ زَمَنُ عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمُعَاوِيَةَ وَإِنِّي لَشَابٌّ الْقِتَالُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنَ الطَّعَامِ الطَّيِّبِ، فَتَجَهَّزْتُ بِجَهَازٍ حَسَنٍ حَتَّى أَتَيْتُهُمْ فَإِذَا صَفَّانِ لَا يُرٰى طَرَفَاهُمَا إِذَا كَبَّرَ هٰؤُلَاءِ كَبَّرَ

هٰؤُلاءِ وَإِذَا هَلَكَ هٰؤُلاءِ هَلَكَ هٰؤُلاءِ. قَالَ: فَرَاجَعْتُ نَفْسِيْ فَقُلْتُ: أَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ أُنْزِلُهُ كَافِرًا، وَأَيُّ الْفَرِيْقَيْنِ أُنْزِلُهُ مُؤْمِنًا؟ أَوَمَنْ أَكْرَهَنِيْ عَلٰى هٰذَا؟ فَمَا أَمْسَيْتُ حَتّٰى رَجَعْتُ وَتَرَكْتُهُمْ. [215]

ترجمہ: ابو العالیہ کہتے ہیں: جب حضرت علی اور معاویہ رضی اللہ عنہما کا زمانہ تھا اور میں اس وقت ایک نوجوان تھا، لڑائی مجھے عمدہ کھانے سے بھی زیادہ پسند تھی۔ میں نے اچھی طرح تیاری کی، یہاں تک کہ میں ان کے پاس پہنچ گیا۔ تو دیکھا کہ دو صفیں ہیں جن کے کنارے نظر نہیں آتے۔ جب یہ لوگ تکبیر کہتے تو وہ بھی تکبیر کہتے، اور جب ان میں سے لوگ قتل کیے جاتے تو ان میں سے بھی لوگ قتل کیے جاتے۔ راوی کہتے ہیں: پھر میں نے دل ہی دل میں سوچا کہ میں ان دونوں گروہوں میں سے کس کو کافر قرار دوں؟ اور کس کو مومن قرار دوں؟ اور مجھے اس (فیصلے) پر کس نے مجبور کیا ہے؟ پھر ابھی شام بھی نہ ہوئی تھی کہ میں واپس لوٹ آیا اور انہیں چھوڑ دیا۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: قُلْتُ لَهٗ: شَهِدَ عَلْقَمَةُ صِفِّيْنَ؟ قَالَ: نَعَمْ خَضَّبَ سَيْفَهٗ وَقَتَلَ أَخُوْهُ أُبَيُّ بْنُ قَيْسٍ. [216]

ترجمہ: حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے ان سے کہا: "کیا علقمہ نے صفین میں شرکت کی؟ انہوں نے کہا: جی ہاں! اس نے اپنی تلوار کو خون سے رنگین کیا اور اپنے بھائی کو قتل کیا۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: رَأَيْتُ أَبَا عَمْرَةَ الْأَنْصَارِيَّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَوْمَ صِفِّيْنَ وَكَانَ بَدْرِيًّا عَقَبِيًّا أُحُدِيًّا وَهُوَ صَائِمٌ يَلْتَوِيْ مِنَ الْعَطَشِ وَهُوَ يَقُوْلُ لِغُلَامٍ لَهٗ: وَيْحَكَ رُشَّنِيْ فَرَشَّهُ الْغُلَامُ ثُمَّ رَمٰى بِسَهْمٍ فَنَزَعَ نَزْعًا ضَعِيْفًا حَتّٰى رَمٰى بِثَلَاثَةِ أَسْهُمٍ ثُمَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَبَلَغَ أَوْ قَصَّرَ كَانَ ذٰلِكَ مِنَ السَّهْمِ لَهٗ نُوْرًا

---

[215] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج7 ص81 تحت أَبِي الْعَالِيَةِ الرِّيَاحِيّ. وَاسْمُهٗ رُفَيْعٌ

[216] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج21 ص417 رقم الحدیث 39024 بَابُ مَا ذُكِرَ فِيْ صِفِّيْنَ

يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقُتِلَ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ. [217]

ترجمہ: محمد ابن حنفیہ فرماتے ہیں: میں نے ابو عمرہ انصاری رضی اللہ عنہ کو جنگ صفین میں دیکھا، آپ بدری صحابی ہیں۔ بیعت عقبہ میں شریک ہوئے ہیں۔ جنگ احد میں روزے کی حالت میں شریک ہوئے۔ آپ شدت پیاس کی وجہ سے سیدھے کھڑے نہیں ہو پا رہے تھے انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا: تیرا بھلا ہو میرے اوپر پانی ڈالو! اس لڑکے نے آپ پر پانی ڈالا پھر آپ کچھ سیدھا ہو سکے اور تین تیر پھینکے، پھر فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکا، اس کو اس تیر کے بدلے قیامت کے دن نور دیا جائے گا اور آپ مغرب سے پہلے ہی شہید ہو گئے۔

جنگ کے نقصانات وشہداء:

1: امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی بصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ عَلِيٍّ ثَمَانِ مِائَةٍ مِمَّنْ بَايَعَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ قُتِلَ مِنَّا ثَلَاثَةٌ وَسِتُّوْنَ مِنْهُمْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ. [218]

ترجمہ: عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابزیٰ اپنے والد (عبد الرحمٰن بن ابزیٰ) سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ (اس جنگ میں) حاضر تھے اور ہم میں سے آٹھ سو (800) وہ لوگ تھے جنہوں نے بیعتِ رضوان کی تھی۔ ہم میں سے (63) افراد شہید ہوئے اور ان میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

2: امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ: بَلَغَ الْقَتْلٰى يَوْمَ صِفِّيْنَ سَبْعِيْنَ أَلْفًا فَمَا قَدَرُوْا عَلٰى عَدَدِهِمْ إِلَّا

[217] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص485 رقم الحدیث 5742

[218] تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص118 تَفْصِيْلُ خَبَرِ صِفِّيْن

بِالْقَصَبِ وَضَعُوْا عَلٰی كُلِّ إِنْسَانٍ قَصَبَةً ثُمَّ عَدُّوْا الْقَصَبَ. [219]

ترجمہ: حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ صفین کے دن مقتولین کی تعداد ستر ہزار (70,000) تک پہنچ گئی۔ لوگ ان کی صحیح گنتی نہیں کر سکتے تھے سوائے اس طریقے کے کہ وہ ہر انسان کے لیے ایک بانس رکھتے تھے، پھر ان بانسوں کو گن لیا جاتا تھا (اور اس طرح تعداد معلوم کی جاتی تھی)۔

3: امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی بصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) ثَمَانِ مِائَةٍ مِمَّنْ بَايَعَ بَيْعَةَ الرِّضْوَانِ قُتِلَ مِنَّا ثَلَاثَةٌ وَسِتُّوْنَ مِنْهُمْ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ). [220]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عبد الرحمٰن بن ابزی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ (جنگ میں) شریک تھے اور ہم آٹھ سو (800) ایسے لوگ تھے جنہوں نے بیعت رضوان کی تھی۔ ہم میں سے 63 افراد شہید ہوئے، جن میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

4: امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن خلیفہ شیبانی بصری رحمہ اللہ (ت 240ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبْزٰى عَنْ أَبِيْهِ قَالَ: شَهِدْنَا مَعَ عَلِيٍّ (رَضِيَ اللهُ عَنْهُ) ثَمَانِ مِائَةٍ فَاقْتَتَلُوْا يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ وَيَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ السَّبْتِ ثُمَّ رُفِعَتِ الْمَصَاحِفُ وَدُعُوا إِلَى الصُّلْحِ وَافْتَرَقُوْا عَلٰی سَبْعِيْنَ أَلْفَ قَتِيلٍ: خَمْسَةٌ وَأَرْبَعُوْنَ أَلْفًا مِنْ أَهْلِ الشَّامِ وَخَمْسَةٌ وَّعِشْرُوْنَ أَلْفًا مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ. [221]

ترجمہ: حضرت عبد الرحمٰن بن ابزیٰ روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ (800) سپاہی تھے۔ جنگ چلتی رہی، بدھ، جمعرات، جمعہ کے دن اور ہفتہ کی رات تک لڑائی ہوتی رہی۔ پھر (صلح کے لیے) قرآن

---

[219] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 21 ص 413 رقم الحدیث 39015 بَابُ مَا ذُكِرَ فِي صِفِّيْنَ

[220] تاریخ خلیفۃ بن خیاط: 118 تَفْصِيْلُ خَبَرِ صِفِّيْنَ

[221] تاریخ خلیفۃ بن خیاط: ص 116 تَفْصِيْلُ خَبَرِ صِفِّيْنَ

مجید کے مصاحف بلند کیے گئے اور صلح کی پیش کش کی گئی۔ آخر کار معاملہ اس حال پر ختم ہوا کہ کل مقتولین کی تعداد (70,000) تک پہنچ گئی، جن میں سے (45,000) اہل شام کے تھے اور (25,000) اہل عراق کے تھے۔

صفین کے قیدیوں سے حسن سلوک:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيدَ بْنِ بِلَالٍ قَالَ: شَهِدْتُ مَعَ عَلِيٍّ صِفِّينَ فَكَانَ إِذَا أُتِيَ بِالْأَسِيرِ قَالَ: لَنْ أَقْتُلَكَ صَبْرًا إِنِّي أَخَافُ اللهُ رَبَّ الْعَالَمِينَ وَكَانَ يَأْخُذُ سِلَاحَهُ وَيُحَلِّفُهُ: لَا يُقَاتِلُهُ وَيُعْطِيهِ أَرْبَعَةَ دَرَاهِمَ. [222]

ترجمہ: حضرت یزید بن بلال کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ صفین میں شریک تھا، جب کسی قیدی کو ان کے پاس لایا جاتا تو فرماتے: میں تمہیں باندھ کر قتل نہیں کروں گا کیونکہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اس کا ہتھیار لے لیتے اور اس سے قسم لیتے کہ وہ ان کے خلاف جنگ نہیں کرے گا، اور اسے چار درہم دے دیتے تھے۔

لشکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی رائے:

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن ھبۃ اللہ شافعی المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ عَلِيٍّ يَوْمُ صِفِّينَ أَوْ يَوْمُ الْجَمَلِ فَذَكَرْنَا الْكُفْرَ قَالَ: لَا تَقُولُوا ذٰلِكَ وَزَعَمُوا أَنَّا بَغَيْنَا عَلَيْهِمْ وَزَعَمْنَا أَنَّهُمْ بَغَوْا عَلَيْنَا فَقَاتَلْنَاهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ. [223]

ترجمہ: حضرت جعفر بن محمد اپنے والد (امام محمد باقر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس معرکہ صفین یا معرکہ جمل کا ذکر ہوا، تو ہم نے کفر کا تذکرہ کیا (یعنی اس معاملے میں کفر کی بات چھیڑی) تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کہو۔ وہ لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ ہم نے ان پر زیادتی کی ہے اور ہم یہ سمجھتے تھے کہ انہوں نے ہم پر زیادتی کی ہے، ہم نے اسی بنیاد پر ان سے قتال کیا۔

---

[222] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 21 ص 413 رقم الحدیث 39016 بَابُ مَا ذُكِرَ فِي صِفِّينَ

[223] تاریخ مدینہ دمشق: ج 1 ص 343 مَا وَرَدَ مِنْ أَقْوَالِ الْمُنْصِفِينَ فِيمَنْ قُتِلَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ بِصِفِّينَ

لشکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دعائے مغفرت:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ رَجُلٌ شَهِدَ صِفِّيْنَ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَرَجَ فِيْ بَعْضِ تِلْكَ اللَّيَالِيْ فَنَظَرَ إِلٰى أَهْلِ الشَّامِ فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلَهُمْ. [224]

ترجمہ: عبد اللہ بن عروہ کہتے ہیں کہ مجھے ایک ایسے شخص نے خبر دی جو معرکہ صفین میں موجود تھا، اس نے کہا کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ انہی (جنگ کی) راتوں میں سے ایک رات نکلے، انہوں نے اہلِ شام کی طرف دیکھا اور فرمایا: اے اللہ! میری بھی مغفرت فرما اور ان کی بھی مغفرت فرما۔

فریق مخالف پر سب وشتم سے روکنا:

امام ابو عمرو معمر بن راشد بن الازدی رحمہ اللہ (ت 153ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ صَفْوَانَ قَالَ: قَالَ رَجُلٌ يَوْمَ صِفِّيْنَ: اللّٰهُمَّ الْعَنْ أَهْلَ الشَّامِ. قَالَ: فَقَالَ عَلِيٌّ: لَا تَسُبَّ أَهْلَ الشَّامِ جَمًّا غَفِيْرًا فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ فَإِنَّ بِهَا الْأَبْدَالَ. [225]

ترجمہ: عبد اللہ بن صفوان سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ جنگِ صفین کے دن ایک شخص نے کہا: اے اللہ! اہلِ شام پر لعنت فرما۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "تمام اہلِ شام کو گالیاں نہ دو، کیونکہ ان میں ابدال (نیک بندے) موجود ہیں، ان میں ابدال ہیں، ان میں ابدال ہیں۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کا اہلِ شام کے بارے نظریہ:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ زِيَادِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ: كُنْتُ إِلٰى جَنْبِ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ بِصِفِّيْنَ وَرُكْبَتِيْ تَمَسُّ رُكْبَتَهُ،

---

[224] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج21 ص415 رقم الحدیث 39020 بَابُ مَا ذُكِرَ فِيْ صِفِّيْنَ

[225] جامع معمر بن راشد ملحق بمصنف لعبد الرزاق: ج10 ص236 رقم الحدیث 20622 بَابُ الشَّامِ

فَقَالَ رَجُلٌ: كَفَرَ أَهْلُ الشَّامِ . فَقَالَ عَمَّارٌ: لَا تَقُوْلُوْا ذٰلِكَ . نَبِيُّنَا وَنَبِيُّهُمْ وَاحِدٌ وَ قِبْلَتُنَا وَقِبْلَتُهُمْ وَاحِدَةٌ ، وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ مَفْتُوْنُوْنَ جَارُوْا عَنِ الْحَقِّ فَحَقَّ عَلَيْنَا أَنْ نُقَاتِلَهُمْ حَتّٰى يَرْجِعُوْا إِلَيْهِ . [226]

ترجمہ: حضرت زیاد بن الحارث کہتے ہیں کہ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس معرکہ صفین میں تھا اور میرا گھٹنہ ان کے گھٹنے کو چھو رہا تھا۔ ایک شخص کی زبان سے نکلا کہ اہلِ شام کافر ہیں۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کہو، ہمارا نبی اور ان کا نبی ایک ہی ہے، ہمارا قبلہ اور ان کا قبلہ ایک ہی ہے، لیکن وہ لوگ فریب زدہ (آزمائش میں مبتلا ہو کر) ہوئے اور حق (درست اجتہاد سے) سے دور چلے گئے۔ ہمارا حق ہے کہ ہم ان سے لڑیں یہاں تک کہ وہ حق کی طرف واپس (ہمارے اجتہاد کے موافق) آجائیں۔

سیدنا عمار رضی اللہ عنہ کی شہادت:

امام ابوعبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أُتِيَ بِشَرْبَةِ لَبَنٍ فَضَحِكَ قَالَ: فَقَالَ: إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ آخِرَ شَرَابٍ أَشْرَبُهُ لَبَنٌ حَتّٰى أَمُوْتَ . [227]

ترجمہ: ابو البختری سے مروی ہے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ دودھ لایا گیا، وہ مسکرائے اور فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا آخری مشروب دودھ ہو گا یہاں تک کہ میں وفات پاؤں۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا سیدنا عمار رضی اللہ عنہ سے والہانہ پیار:

امام ابو القاسم علی بن حسن ابن ھبۃ اللہ شافعی المعروف بابن عساکر رحمہ اللہ (ت 571ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ بَكَّارِ بْنِ بِلَالٍ أَبِيْ بِلَالٍ قَالَ: بَلَغَنِيْ أَنَّهُ لَمَّا بَلَغَ أَهْلَ الشَّامِ يَوْمَ صِفِّيْنَ أَنَّ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ قَدْ قُتِلَ بَعَثُوْا مَنْ يَعْرِفُهُ لِيَأْتِيَهُمْ بِعِلْمِهِ فَعَادَ إِلَيْهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ أَنَّهُ قُتِلَ فَنَادٰى أَهْلُ الشَّامِ أَصْحَابَ

[226] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 21 ص 407 رقم الحدیث 38996 بَابُ مَا ذُكِرَ فِيْ صِفِّيْنَ

[227] مسند احمد: ج 14 ص 293 رقم الحدیث 18785

عَلِيٍّ: إِنَّكُمْ لَسْتُمْ بِأَوْلٰى بِالصَّلَاةِ عَلٰى عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ مِنَّا، قَالَ: فَتَوَادَعُوا عَنِ الْقِتَالِ حَتّٰى صَلَّوْا عَلَيْهِ جَمِيْعًا. [228]

ترجمہ: بکار بن بلال (اپنے والد بلال سے) کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ جب جنگِ صفین کے دن اہلِ شام کو معلوم ہوا کہ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ قتل ہوگئے ہیں، تو انہوں نے ایک ایسے شخص کو بھیجا جو انہیں پہچانتا تھا تاکہ وہ جاکر تحقیق کرے۔ وہ واپس آیا اور انہیں خبر دی کہ واقعی وہ قتل ہوگئے ہیں۔ تو اہلِ شام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کو آواز دی: "تم عمار بن یاسر پر نماز پڑھنے کے ہم سے زیادہ حق دار نہیں ہو۔ راوی کہتے ہیں: پھر انہوں نے لڑائی کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ سب نے مل کر ان (حضرت عمار رضی اللہ عنہ) کی نماز جنازہ ادا کی۔

سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ: أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ صَلّٰى عَلٰى عَمَّارٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلَمْ يُغَسِّلْهُ، قَالَ أَبُوْ عَاصِمٍ: عَاشَ عَمَّارٌ ثَلَاثًا وَتِسْعِيْنَ سَنَةً. [229]

ترجمہ: عاصم بن ضمرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ پر نماز (جنازہ) پڑھی اور انہیں (بوجہ شہادت) غسل نہیں دیا۔ ابو عاصم کہتے ہیں: حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے 93 سال عمر پائی۔

دعوتِ صلح؛ اہلِ شام کا قرآن بلند کرنا:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قُتِلَ بِصِفِّيْنَ عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ وَخُزَيْمَةُ بْنُ ثَابِتٍ وَأَبُوْ عَمْرَةَ الْمَازِنِيُّ وَكَانُوْا مَعَ عَلِيٍّ وَرَفَعَ أَهْلُ الشَّامِ الْمَصَاحِفَ يَدْعُوْنَ إِلٰى مَا فِيْهَا مَكِيْدَةً مِنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَشَارَ بِذٰلِكَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَهُوَ مَعَهُ،

---

[228] تاریخ مدینہ دمشق: ج10 ص360 ذِكْرُ مَنِ اسْمُهُ بَكَّارٌ

[229] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج3 ص187 رقم الترجمۃ 225 عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ

فَكَرِهَ النَّاسُ الْحَرْبَ وَتَدَاعَوْا إِلَى الصُّلْحِ. [230]

ترجمہ: صفین میں عمار بن یاسر، خزیمہ بن ثابت اور ابو عمرہ مازنی رضی اللہ عنہم شہید ہوئے اور یہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ (صورت حال دیکھ کر) اہلِ شام نے مصاحف بلند کیے یہ ان کو اللہ کے حکم کی طرف بلا رہے تھے۔ یہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ایک تدبیر تھی، جس کا مشورہ انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیا تھا جبکہ وہ ان کے ساتھ تھے۔ لوگوں نے جنگ کو ناپسند کیا اور صلح کی طرف مائل ہوئے۔

قبل از تحکیم جنگ کا اختتام:

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَلِيًّا يَوْمَ صِفِّيْنَ وَهُوَ عَاضٌّ عَلَى شَفَتِهِ: لَوْ عَلِمْتُ أَنَّ الْأَمْرَ يَكُوْنُ هٰكَذَا مَا خَرَجْتُ، اِذْهَبْ يَا أَبَا مُوسٰى! فَاحْكُمْ وَلَوْ حُزَّ عُنُقِيْ. [231]

ترجمہ: حضرت سلیمان بن مہران رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے یہ بات بتائی جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معرکہ صفّین والے دن دیکھا اس طرح کہ وہ اپنے ہونٹ کو دبائے ہوئے تھے (دل میں سوچتے ہوئے) انہوں نے فرمایا: اگر مجھے معلوم ہوتا کہ معاملہ یہاں تک (یعنی قتل و قتال اور شہادتوں تک) پہنچ جائے گا تو میں کبھی نہ نکلتا۔ اے ابو موسیٰ! جاؤ، فیصلہ کرو، چاہے میرا گلا ہی کیوں نہ کٹ جائے۔

لشکرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے مقتولین کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی دعائے مغفرت:

امام جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی رحمہ اللہ (ت 911ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ نَجَبَةَ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ آخِذًا بِيَدِيْ يَوْمَ صِفِّيْنَ، فَوَقَفَ عَلَى قَتْلٰى فَتَرَحَّمَ عَلَيْهِمْ بِمِثْلِ مَا تَرَحَّمَ عَلَى أَصْحَابِ مُعَاوِيَةَ. فَقُلْتُ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اسْتَحْلَلْتَ دِمَاءَهُمْ

---

[230] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص23 ذِكْرُ عَلِيٍّ وَمُعَاوِيَةَ وَتَحْكِيْمِ الْحَكَمَيْنِ

[231] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج21 ص411 رقم الحدیث 39007 بَابُ مَا ذُكِرَ فِي صِفِّيْنَ

ثُمَّ تَتَرَحَّمُ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: إِنَّ اللهَ جَعَلَ قَتْلَنَا إِيَّاهُمْ كَفَّارَةً لِذُنُوبِهِمْ. [232]

ترجمہ: المسیب بن نجبہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے معرکہ صفین کے دن میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ آپ اپنے ساتھیوں کے مقتولین کے پاس کھڑے ہوئے اور ان کے لیے رحمت کی دعا کی، اسی طرح جیسے آپ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں کے لیے بھی دعا کی۔ میں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! آپ نے ان کا خون بہانا جائز سمجھا، پھر بھی ان کے لیے دعا کرتے ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمارا مقتول بنا کر ان کے گناہوں کا کفارہ بنا دیا ہے۔

فریقین کے مقتولین؛ جنت مکین:

امام ابو عثمان سعید بن منصور بن شعبہ خراسانی رحمہ اللہ (ت 227ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدَ عَنْ عَمِّهِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ بِصِفِّيْنَ فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَأَذَّنَّا وَأَذَّنُوا وَأَقَمْنَا فَأَقَامُوا فَصَلَّيْنَا وَصَلَّوْا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا الْقَتْلَى بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ فَقُلْتُ لِعَلِيٍّ حِيْنَ انْصَرَفَ: مَا تَقُوْلُ فِي قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ؟ فَقَالَ: مَنْ قُتِلَ مِنَّا وَمِنْهُمْ يُرِيْدُ وَجْهَ اللهِ وَالدَّارَ الْآخِرَةَ دَخَلَ الْجَنَّةَ. [233]

ترجمہ: نعیم بن ابی ہند اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ معرکہ صفین میں تھا تو نماز کا وقت آ گیا، ہم نے اذان دی اور انہوں نے بھی اذان دی، اور ہم نے اقامت کہی تو انہوں نے بھی اقامت کہی، پھر ہم نے نماز پڑھی اور انہوں نے بھی نماز پڑھی۔ پھر میں نے ادھر دیکھا تو ہمارے اور ان کے درمیان لاشیں موجود تھیں۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے ان سے کہا: آپ ہمارے مقتولین اور ان کے مقتولین کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: ہم میں سے اور ان میں سے جو بھی اللہ کی رضا اور آخرت کا ٹھکانہ چاہتا ہوا قتل ہوا، وہ جنت میں داخل ہو گا۔

---

[232] جامع الاحادیث للسیوطی: ج 31 ص 334 رقم الحدیث 34334

[233] سنن سعید بن منصور: ج 2 ص 344 رقم الحدیث 2968 بَابُ الشَّهَادَةِ

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَزِيْدَ بْنِ الْأَصَمِّ قَالَ: سُئِلَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ قَتْلٰى يَوْمِ صِفِّيْنَ؟ فَقَالَ: قَتْلَانَا وَقَتْلَاهُمْ فِي الْجَنَّةِ وَيَصِيْرُ الْأَمْرُ إِلَيَّ وَإِلٰى مُعَاوِيَةَ. [234]

ترجمہ: یزید بن الاصم کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے معرکہ صفین کے مقتولین کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہمارے مقتول اور ان کے مقتول سب جنت میں ہیں اور معاملہ میرے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان (اللہ کے سپرد) ہوگا۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ قَالَ: رَأٰى فِي الْمَنَامِ أَبُوْ مَيْسَرَةَ عَمْرَو بْنَ شُرَحْبِيْلَ وَكَانَ مِنْ أَفْضَلِ أَصْحَابِ عَبْدِ اللهِ قَالَ: رَأَيْتُ كَأَنِّيْ أُدْخِلْتُ الْجَنَّةَ فَرَأَيْتُ قِبَابًا مَضْرُوْبَةً فَقُلْتُ: لِمَنْ هٰذِهٖ؟ فَقِيْلَ: هٰذِهٖ لِذِي الْكَلَاعِ وَحَوْشَبٍ وَكَانَا مِمَّنْ قُتِلَ مَعَ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ صِفِّيْنَ قَالَ: قُلْتُ: فَأَيْنَ عَمَّارٌ وَأَصْحَابُهٗ؟ قَالُوْا: أَمَامَكَ. قُلْتُ: وَكَيْفَ وَقَدْ قَتَلَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا؟ قَالَ: قِيْلَ: إِنَّهُمْ لَقُوا اللهَ فَوَجَدُوْهُ وَاسِعَ الْمَغْفِرَةِ قَالَ: فَقُلْتُ: فَمَا فَعَلَ أَهْلُ النَّهْرِ؟ قَالَ: فَقِيْلَ: لَقُوْا بَرْحًا. [235]

ترجمہ: حضرت ابو وائل رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابو میسرہ عمرو بن شرحبیل رحمہ اللہ، جو حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کے بہترین ساتھیوں میں سے تھے، نے کہا: میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا مجھے جنت میں داخل کیا گیا ہے، میں نے وہاں کچھ نصب شدہ قبے دیکھے۔ میں نے پوچھا: یہ کس کے لیے ہیں؟

جواب دیا گیا: یہ ذی الکلاع اور حوشب کے لیے ہیں اور یہ دونوں ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ معرکہ صفین میں شہید ہوئے تھے۔ میں نے پوچھا: حضرت عمار رضی اللہ عنہ اور ان کے

[234] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 21 ص 423 رقم الحدیث 39035 بَابُ مَا ذُكِرَ فِيْ صِفِّيْنَ

[235] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 21 ص 408 رقم الحدیث 38999 بَابُ مَا ذُكِرَ فِيْ صِفِّيْنَ

ساتھی کہاں ہیں؟ جواب ملا: وہ تمہارے سامنے ہیں۔ میں نے کہا: یہ کیسے ممکن ہے جبکہ انہوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا تھا؟ فرمایا گیا: وہ اللہ سے ملے تو انہوں نے اللہ کو بہت وسیع مغفرت والا پایا۔ میں نے پوچھا: نہروان والے (خوارج) کا کیا انجام ہوا؟ جواب دیا: وہ سخت عذاب اور ہلاکت سے دوچار ہوئے۔

فریقین کی واپسی:

امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ: فَلَمْ يَقَعِ اتِّفَاقٌ وَرَجَعَ عَلِيٌّ إِلَى الْكُوفَةِ بِالدَّغَلِ مِنْ أَصْحَابِهِ وَالِاخْتِلَافِ فَخَرَجَ مِنْهُم الْخَوَارِجُ وَأَنْكَرُوا تَحْكِيمَهُ وَقَالُوا: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ، وَرَجَعَ مُعَاوِيَةُ بِالْأُلْفَةِ وَالِاجْتِمَاعِ. [236]

ترجمہ: راوی نے کہا: پھر کوئی اتفاق نہ ہو سکا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اصحاب کے اندرونی فساد اور اختلاف کے ساتھ کوفہ واپس تشریف لے گئے۔ پھر انہی میں سے خوارج نکل آئے، انہوں نے آپ کی تحکیم کو ناپسند کیا اور کہا: حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ باہمی اُلفت اور اتحاد کے ساتھ (شام) واپس ہوئے۔

فتنۂ خوارج کا ظہور:

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ھمام بن نافع حِمیَری رحمہ اللہ (ت 211ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ، قَالَ: لَمَّا سَمِعَ عَلِيٌّ الْمُحَكِّمَةَ قَالَ: مَنْ هٰؤُلَاءِ؟ قِيلَ لَهُ "الْقُرَّاءُ" قَالَ: بَلْ هُمُ الْخَيَّابُونَ الْعَيَّابُونَ قِيلَ: إِنَّهُمْ يَقُولُونَ: لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ، قَالَ: كَلِمَةُ حَقٍّ عُزِّيَ بِهَا بَاطِلٌ، قَالَ: فَلَمَّا قَتَلَهُمْ قَالَ رَجُلٌ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَبَادَهُمْ وَأَرَاحَنَا مِنْهُمْ فَقَالَ عَلِيٌّ: كَلَّا وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنَّ مِنْهُمْ لَمَنْ فِي أَصْلَابِ الرِّجَالِ لَمْ تَحْمِلْهُ النِّسَاءُ بَعْدُ، وَلَيَكُونَنَّ آخِرُهُمْ أَلْصَاصًا جَرَّادِينَ. [237]

ترجمہ: حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مُحَکِّمہ (یعنی خوارج) کے بارے

---

[236] سیر اعلام النبلاء للذہبی: ج4 ص71 مُعَاوِيَةُ بنُ أَبِي سُفْيَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ الْأُمَوِيُّ

[237] مصنف عبد الرزاق: ج10 ص150 رقم الحدیث 18655 بَابُ مَا جَاءَ فِي الْحَرُورِيَّةِ

میں سنا تو فرمایا: یہ لوگ کون ہیں؟ عرض کی گئی: یہ قرّاء ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بلکہ یہ تو دھوکے باز اور عیب جو لوگ ہیں۔ پھر عرض کی گئی: یہ کہتے ہیں: حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہ حق بات ہے لیکن اس سے باطل مقصد لیا جارہا ہے۔

راوی کہتے ہیں: پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کی اور انہیں قتل کیا تو ایک شخص نے کہا: تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے انہیں ہلاک کر دیا اور ہمیں ان سے راحت دی۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہرگز نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں جو ابھی مردوں کی پشتوں میں ہیں، ابھی عورتوں نے انہیں جنا بھی نہیں۔ اور ان کا آخری گروہ ڈاکوؤں اور لٹیروں کی صورت میں نکلے گا۔

واقعہ تحکیم:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ تَرَاوَضَ الْفَرِيْقَانِ بَعْدَ مُكَاتَبَاتٍ وَمُرَاجَعَاتٍ يَطُوْلُ ذِكْرُهَا عَلَى التَّحْكِيْمِ وَهُوَ أَنْ يُحَكِّمَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنَ الْأَمِيْرَيْنِ عَلِيٌّ وَمُعَاوِيَةُ رَجُلًا مِنْ جِهَتِهٖ ثُمَّ يَتَّفِقَ الْحَكَمَانِ عَلٰى مَا فِيْهِ الْمَصْلَحَةُ لِلْمُسْلِمِيْنَ، فَوَكَّلَ مُعَاوِيَةُ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ وَأَرَادَ عَلِيٌّ أَنْ يُوَكِّلَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَلَيْتَهٗ فَعَلَ وَلٰكِنَّهٗ مَنَعَهُ الْقُرَّاءُ مِمَّنْ ذَكَرْنَا وَقَالُوْا: لَا نَرْضٰى إِلَّا بِأَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ، وَذَكَرَ الْهَيْثَمُ بْنُ عَدِيٍّ فِيْ كِتَابِ "الْخَوَارِجِ" لَهٗ أَنَّ أَوَّلَ مَنْ أَشَارَ بِأَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ وَتَابَعَهٗ أَهْلُ الْيَمَنِ وَوَصَفُوْهُ أَنَّهٗ كَانَ يَنْهَى النَّاسَ عَنِ الْفِتْنَةِ وَالْقِتَالِ وَكَانَ أَبُوْ مُوْسٰى قَدِ اعْتَزَلَ فِيْ بَعْضِ أَرْضِ الْحِجَازِ، قَالَ عَلِيٌّ: فَإِنِّيْ أَجْعَلُ الْأَشْتَرَ حَكَمًا، فَقَالُوْا: وَهَلْ سَعَّرَ الْحَرْبَ وَ شَعَّرَ الْأَرْضَ إِلَّا الْأَشْتَرُ؟ قَالَ: فَاصْنَعُوْا مَا شِئْتُمْ. فَقَالَ الْأَحْنَفُ لِعَلِيٍّ: وَاللهِ لَقَدْ رَمَيْتَ بِحَجَرٍ إِنَّهٗ لَا يَصْلُحُ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ إِلَّا رَجُلٌ مِنْهُمْ يَدْنُوْ مِنْهُمْ حَتّٰى يَصِيْرَ فِيْ أَكُفِّهِمْ وَيَبْتَعِدُ حَتّٰى يَصِيْرَ بِمَنْزِلَةِ النَّجْمِ فَإِنْ أَبَيْتَ أَنْ تَجْعَلَنِيْ حَكَمًا فَاجْعَلْنِيْ ثَانِيًا وَ ثَالِثًا فَإِنَّهٗ لَنْ يَعْقِدَ عُقْدَةً إِلَّا احُلُّهَا وَلَا يَحُلَّ عُقْدَةً عَقَدْتُهَا إِلَّا عَقَدْتُ لَكَ أُخْرٰى مِثْلَهَا أَوْ أَحْكَمَ مِنْهَا. قَالَ: فَأَبَوْا إِلَّا أَبَا مُوْسَى الْأَشْعَرِيَّ. فَذَهَبَتِ الرُّسُلُ إِلٰى أَبِيْ مُوْسٰى

الْأَشْعَرِيّ وَكَانَ قَدِ اعْتَزَلَ فَلَمَّا قِيْلَ لَهٗ: إِنَّ النَّاسَ قَدِ اصْطَلَحُوْا، قَالَ: الْحَمْدُ لِلّٰهِ، قِيلَ لَهٗ: وَقَدْ جُعِلْتَ حَكَمًا، فَقَالَ: إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ، ثُمَّ أَخَذُوْهُ حَتّٰى أَحْضَرُوْهُ إِلٰى عَلِيّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَتَبُوْا بَيْنَهُمْ كِتَابًا هٰذِهٖ صُوْرَتُهٗ:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ، هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ عَمْرُو بْنُ الْعَاصِ: اكْتُبِ اسْمَهٗ وَاسْمَ أَبِيْهِ هُوَ أَمِيْرُكُمْ وَلَيْسَ بِأَمِيْرِنَا، فَقَالَ الْأَحْنَفُ: لَا تَكْتُبْ إِلَّا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، فَقَالَ عَلِيٌّ: امْحُ "أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ" وَاكْتُبْ: هٰذَا مَا قَاضٰى عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ.... فَكَتَبَ الْكَاتِبُ: هٰذَا مَا تَقَاضٰى عَلَيْهِ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ وَمُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ سُفْيَانَ قَاضٰى عَلِيٌّ عَلٰى أَهْلِ الْعِرَاقِ وَمَنْ مَعَهُمْ مِنْ شِيْعَتِهِمْ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَقَاضٰى مُعَاوِيَةُ عَلٰى أَهْلِ الشَّامِ وَمَنْ كَانَ مَعَهٗ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ إِنَّا نَنْزِلُ عِنْدَ حُكْمِ اللهِ وَكِتَابِهٖ وَنُحْيِيْ مَا أَحْيَا اللهُ وَنُمِيْتُ مَا أَمَاتَ اللهُ فَمَا وَجَدَ الْحَكَمَانِ فِيْ كِتَابِ اللهِ وَهُمَا أَبُوْمُوْسَى الْأَشْعَرِيُّ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ عَمِلَا بِهٖ وَمَا لَمْ يَجِدَا فِيْ كِتَابِ اللهِ فَالسُّنَّةُ الْعَادِلَةُ الْجَامِعَةُ غَيْرُ الْمُتَفَرِّقَةِ، ثُمَّ أَخَذَ الْحَكَمَانِ مِنْ عَلِيّ وَمُعَاوِيَةَ وَمِنَ الْجُنْدَيْنِ مِنَ الْعُهُوْدِ وَالْمَوَاثِيْقِ أَنَّهُمَا آمِنَانِ عَلٰى أَنْفُسِهِمَا وَأَهْلِهِمَا وَالْأُمَّةُ لَهُمَا أَنْصَارٌ عَلَى الَّذِيْ يَتَقَاضَيَانِ عَلَيْهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ مِنَ الطَّائِفَتَيْنِ كِلَيْهِمَا عَهْدُ اللهِ وَمِيْثَاقُهٗ أَنَّهُمْ عَلٰى مَا فِيْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ وَأَجَّلَا الْقَضَاءَ إِلٰى رَمَضَانَ وَإِنْ أَحَبَّا أَنْ يُؤَخِّرَا ذٰلِكَ عَلٰى تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَكُتِبَ فِيْ يَوْمِ الْأَرْبِعَاءِ لِثَلَاثَ عَشْرَةَ خَلَتْ مِنْ صَفَرٍ سَنَةَ سَبْعٍ وَثَلَاثِيْنَ عَلٰى أَنْ يُوَافِيَ عَلِيٌّ وَمُعَاوِيَةُ مَوْضِعَ الْحَكَمَيْنِ بِدُوْمَةِ الْجَنْدَلِ فِيْ رَمَضَانَ وَمَعَ كُلِّ وَاحِدٍ مِنَ الْحَكَمَيْنِ أَرْبَعُمِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِهٖ فَإِنْ لَمْ يَجْتَمِعَا لِذٰلِكَ اجْتَمَعَا مِنَ الْعَامِ الْمُقْبِلِ بِأَذْرُحَ.

وَقَدْ ذَكَرَ الْهَيْثَمُ فِيْ كِتَابِهِ "الْخَوَارِجِ" أَنَّ الْأَشْعَثَ بْنَ قَيْسٍ لَمَّا ذَهَبَ إِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالْكِتَابِ وَفِيْهِ: هٰذَا مَا قَاضٰى عَبْدُ اللهِ عَلِيٌّ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ مُعَاوِيَةُ: لَوْ كَانَ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَمْ أُقَاتِلْهُ وَلٰكِنْ لِيَكْتُبِ اسْمَهٗ وَلِيَبْدَأْ بِهٖ قَبْلَ اسْمِيْ لِفَضْلِهٖ وَسَابِقَتِهٖ فَرَجَعَ إِلٰى عَلِيّ فَكَتَبَ كَمَا قَالَ مُعَاوِيَةُ، وَذَكَرَ الْهَيْثَمُ أَنَّ أَهْلَ الشَّامِ أَبَوْا أَنْ يَبْدَأُوْا بِاسْمِ عَلِيّ قَبْلَ مُعَاوِيَةَ وَبِاسْمِ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَبْلَهُمْ حَتّٰى كُتِبَ كِتَابَانِ كِتَابٌ لِهٰؤُلَاءِ فِيْهِ تَقْدِيْمُ مُعَاوِيَةَ عَلٰى عَلِيّ وَكِتَابٌ آخَرُ لِأَهْلِ

الْعِرَاقِ بِتَقْدِيمِ اسْمِ عَلِيٍّ وَأَهْلُ الْعِرَاقِ عَلَى مُعَاوِيَةَ وَأَهْلِ الشَّامِ. وَهٰذِهِ تَسْمِيَةُ مَنْ شَهِدَ عَلَى هٰذَا التَّحْكِيمِ مِنْ جَيْشِ عَلِيٍّ: عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ وَالْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ الْكِنْدِيُّ وَسَعِيدُ بْنُ قَيْسٍ الْهَمْدَانِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ الطُّفَيْلِ الْمُعَافِرِيُّ وَحُجْرُ بْنُ عَدِيٍّ الْكِنْدِيُّ وَوَرْقَاءُ بْنُ سُمَيٍّ الْعَجَلِيُّ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ بِلَالٍ الْعَجَلِيُّ وَعُقْبَةُ بْنُ زِيَادٍ الْأَنْصَارِيُّ وَيَزِيدُ بْنُ جُحْفَةَ التَّمِيمِيُّ وَمَالِكُ بْنُ كَعْبٍ الْهَمْدَانِيُّ فَهٰؤُلَاءِ عَشَرَةٌ وَأَمَّا مِنَ الشَّامِيِّينَ فَعَشَرَةٌ آخَرُونَ وَهُمْ أَبُو الْأَعْوَرِ السُّلَمِيُّ وَحَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدِ بْنِ الْوَلِيدِ وَمُخَارِقُ بْنُ الْحَارِثِ الزُّبَيْدِيُّ وَوَائِلُ بْنُ عَلْقَمَةَ الْعَدَوِيُّ وَعَلْقَمَةُ بْنُ يَزِيدَ الْحَضْرَمِيُّ وَحَمْزَةُ بْنُ مَالِكٍ الْهَمْدَانِيُّ وَسُبَيْعُ بْنُ يَزِيدَ الْحَضْرَمِيُّ وَعُتْبَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ أَخُو مُعَاوِيَةَ وَيَزِيدُ بْنُ الْحُرِّ الْعَبْسِيُّ وَخَرَجَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ بِذٰلِكَ الْكِتَابِ يَقْرَأُهُ عَلَى النَّاسِ وَيَعْرِضُهُ عَلَى الطَّائِفَتَيْنِ، ثُمَّ شَرَعَ النَّاسُ فِي دَفْنِ قَتْلَاهُمْ. [238]

ترجمہ: پھر فریقین کے درمیان متعدد خطوط اور باہمی گفتگو کے بعد (جن کی تفصیل بہت طویل ہے) اس بات پر اتفاق ہوا کہ تحکیم (ثالث مقرر) کیے جائیں۔ اس کی صورت یہ تھی کہ دونوں امیروں، حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، میں سے ہر ایک اپنی جانب سے ایک شخص کو حکم مقرر کرے، پھر وہ دونوں حکم اس بات پر متفق ہوں جس میں مسلمانوں کی بھلائی اور مصلحت ہو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص کو اپنا نمائندہ مقرر کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارادہ تھا کہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو مقرر کریں۔ اور کاش ایسا ہی کر لیتے۔ لیکن ان قرّاء نے، جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے، آپ رضی اللہ عنہ کو اس سے روک دیا اور کہا: ہم ابو موسیٰ اشعری کے علاوہ کسی پر راضی نہیں ہوں گے۔ ہیثم بن عدی نے اپنی کتاب "الخوارج" میں ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا نام اشعث بن قیس نے پیش کیا تھا، پھر اہلِ یمن نے بھی اس کی تائید کی۔ انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی یہ خوبی بیان کی کہ وہ لوگوں کو فتنہ اور جنگ سے روکا

[238] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص294 قِصَّةُ التَّحْكِيمِ

کرتے تھے۔ اس وقت حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حجاز کے کسی علاقے میں کنارہ کش ہو کر مقیم تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میں اشتر کو حکم مقرر کر دیتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا: کیا جنگ کو بھڑکانے اور زمین کو لڑائی کی آگ سے بھر دینے والا اشتر ہی نہیں تھا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر جو تم چاہو کرو۔ اس موقع پر احنف نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی: اللہ کی قسم! آپ نے ایسا پتھر پھینکا ہے جو درست جگہ پر نہیں پڑا۔ یہ لوگ ایسے شخص ہی سے قابو میں آسکتے ہیں جو کبھی ان کے قریب ہو کر ان کے ہاتھوں میں آجائے اور کبھی دور ہو کر ستارے کی مانند بلند ہو جائے۔ اگر آپ مجھے حکم بنانے سے انکار کرتے ہیں تو کم از کم مجھے دوسرا یا تیسرا مشیر ہی بنا لیجیے، کیونکہ وہ کوئی ایسی گرہ نہیں باندھے گا جسے میں کھول نہ سکوں، اور نہ وہ کوئی ایسی گرہ کھولے گا جسے میں دوبارہ آپ کے لیے ویسی یا اس سے زیادہ مضبوط نہ باندھ دوں۔ لیکن لوگوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے علاوہ کسی اور کو ماننے سے انکار کر دیا۔ قاصد حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس گئے، جبکہ وہ گوشہ نشین تھے۔ جب ان سے کہا گیا کہ لوگوں میں صلح ہو گئی ہے تو انہوں نے فرمایا: الحمد للہ۔ پھر ان سے کہا گیا: آپ کو حکم مقرر کیا گیا ہے۔ انہوں نے: "إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ" پڑھا بعد میں لوگ انہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور دونوں فریقوں کے درمیان ایک تحریری معاہدہ لکھا گیا۔ عبارت یہ ہے:

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان، بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ یہ وہ معاہدہ ہے جس پر امیر المؤمنین علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ) نے فیصلہ کیا۔ اس پر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا: صرف ان کا اور ان کے والد کا نام لکھیے۔ وہ آپ کے امیر ہیں، ہمارے امیر نہیں ہیں۔ احنف نے کہا: امیر المؤمنین کے الفاظ کے بغیر نہ لکھیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "امیر المؤمنین" کے الفاظ مٹا دو اور یوں لکھو: یہ وہ معاہدہ ہے جس پر علی بن ابی طالب نے فیصلہ کیا ہے.. پھر کاتب نے لکھا:

یہ وہ معاہدہ ہے جس پر علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان (رضی اللہ عنہما) نے باہمی فیصلہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اہلِ عراق، اپنے ساتھیوں اور ان مسلمانوں کی طرف سے یہ معاہدہ کیا جو ان کے ساتھ ہیں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہلِ شام اور اپنے ساتھ موجود مومنین و مسلمانوں کی طرف سے یہ معاہدہ کیا کہ ہم اللہ کے حکم اور اس کی کتاب کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں گے جس چیز کو اللہ نے زندہ رکھا ہے اسے زندہ رکھیں

گے اور جسے اللہ نے ختم کر دیا ہے اسے ختم مانیں گے۔ دونوں حکم (ثالث) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور عمرو بن العاص جو کتاب اللہ میں حکم پائیں گے اسی کے مطابق فیصلہ کریں گے اور اگر کوئی بات کتاب اللہ میں نہ پائیں تو پھر ایسی عادل سنت کے مطابق فیصلہ کریں گے جو امت کو جمع کرنے والی ہو نہ کہ تفرقہ پیدا کرنے والی۔

پھر دونوں حکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور دونوں لشکروں سے مضبوط عہد و پیمان لیا کہ دونوں حکم اپنی جانوں اور اپنے اہل و عیال کے بارے میں امن میں رہیں گے اور امت ان دونوں کی اس فیصلے میں مددگار ہو گی جس پر وہ متفق ہوں گے۔ نیز دونوں گروہوں کے تمام مومنین اور مسلمانوں پر اللہ کا عہد اور اس کا پختہ میثاق ہو گا کہ وہ اس صحیفے میں لکھی ہوئی باتوں کے پابند رہیں گے۔ پھر فیصلہ رمضان تک مؤخر کر دیا گیا اور اگر دونوں حکم باہمی رضامندی سے اس مدت کو آگے بڑھانا چاہیں تو انہیں اختیار ہو گا۔

یہ معاہدہ بدھ کے دن، 13 صفر سن 37 ہجری کو لکھا گیا، اس شرط کے ساتھ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ رمضان میں دومۃ الجندل کے مقام پر، جہاں دونوں حکم موجود ہوں گے، حاضر ہوں گے، اور ہر ایک حکم کے ساتھ اس کے چار سو ساتھی ہوں گے۔ اگر اس موقع پر اجتماع نہ ہو سکا تو آئندہ سال مقامِ اذرح میں اجتماع کیا جائے گا۔ ہیثم نے اپنی کتاب الخوارج میں ذکر کیا ہے کہ جب اشعث بن قیس معاہدہ لے کر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور اس میں یہ لکھا تھا: یہ وہ معاہدہ ہے جس کا فیصلہ اللہ کے بندے علی امیر المؤمنین نے معاویہ بن ابی سفیان کے ساتھ کیا ہے۔ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر وہ واقعی امیر المؤمنین ہوتے تو میں ان سے جنگ نہ کرتا، البتہ ان کا نام ہی لکھا جائے اور ان کی فضیلت اور سابقۂ اسلام کی وجہ سے میرے نام سے پہلے انہی کے نام سے ابتدا کی جائے۔ چنانچہ اشعث واپس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے پھر معاہدہ اسی طرح لکھا گیا جیسا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تھا۔

ہیثم نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اہلِ شام نے اس بات سے انکار کر دیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نام سے پہلے لکھا جائے اور اسی طرح اہلِ عراق کا ذکر ان سے پہلے کیا جائے۔ یہاں تک کہ دو الگ الگ دستاویزات لکھی گئیں: ایک تحریر اہلِ شام کے لیے تھی، جس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نام سے پہلے درج کیا گیا۔ اور دوسری تحریر اہلِ عراق کے لیے تھی، جس میں حضرت

علی رضی اللہ عنہ کا نام مقدم رکھا گیا اور اس میں اہلِ عراق کو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہلِ شام پر مقدم ذکر کیا گیا۔ یہ ان لوگوں کے نام ہیں جنہوں نے اس تحکیم (ثالثی کے معاہدے) پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی جانب سے گواہی دی: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، اشعث بن قیس کندی، سعید بن قیس ہمدانی، عبد اللہ بن طفیل معافری، حجر بن عدی کندی، ورقاء بن سمی عجلی، عبد اللہ بن بلال عجلی، اور عقبہ بن زیاد انصاری رضی اللہ عنہم۔ یزید بن جحفہ تمیمی اور مالک بن کعب ہمدانی بھی (گواہوں میں شامل تھے)، یہ کل دس آدمی ہوئے۔ اور اہلِ شام کی طرف سے بھی دس دوسرے افراد تھے، اور وہ یہ ہیں: ابو الاعور سلمی، حبیب بن مسلمہ، عبد الرحمٰن بن خالد بن ولید، مخارق بن حارث زبیدی، وائل بن علقمہ عدوی، علقمہ بن یزید حضرمی، حمزہ بن مالک ہمدانی، سبیع بن یزید حضرمی، عتبہ بن ابی سفیان - جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بھائی تھے - اور یزید بن حُر عبسی۔ اشعث بن قیس اس معاہدہ نامہ کو لے کر نکلے، لوگوں کے سامنے اسے پڑھتے جاتے تھے اور دونوں جماعتوں پر اسے پیش کرتے تھے۔ اس کے بعد لوگ اپنے مقتولین کو دفن کرنے میں مشغول ہو گئے۔

معاہدے کے نکات:

1: معرکہ صفین کے بعد فریقین نے باہمی نزاع کے حل کے لیے تحکیم (ثالثی) پر اتفاق کیا۔

2: فریقین نے ایک ایک ثالث مقرر کیا گیا: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ۔

3: معاہدے کی بنیاد صرف قرآنِ مجید اور سنتِ نبویہ رکھی گئی مقصد اتحاد امت تھا نہ کہ تفرقہ بازی۔

4: دونوں ثالثوں کو مکمل امن کی ضمانت دی گئی اور دونوں لشکروں نے عہد کیا کہ وہ ان کے متفقہ فیصلے کو قبول کریں گے اور اس کی حمایت کریں گے۔

5: فیصلہ رمضان سن 37 ہجری تک مؤخر کیا گیا اور اجتماع کے لیے "دومۃ الجندل" کا مقام مقرر ہوا، جبکہ ضرورت پڑنے پر "اذرح" میں دوبارہ اجتماع کی شرط رکھی گئی۔

6: اہلِ شام اور اہلِ عراق کے اصرار کی وجہ سے دو الگ تحریری نسخے تیار کیے گئے، تاکہ ہر فریق اپنے قائد اور اپنے لشکر کا نام مقدم دیکھ سکے۔

جنگِ نہروان

خوارج کے فتنہ اور خروج کا پس منظر:

یہ فیصلہ کن جنگ 9 صفر سن 38 ہجری کو پیش آئی۔ جنگ اگرچہ چند گھنٹوں سے زیادہ جاری نہ رہ سکی، لیکن اسی مختصر وقت میں خوارج کی ایک بڑی تعداد ہلاک ہوئی اور ان کے فتنہ کی کمر ٹوٹ گئی۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو اس جنگ میں بہت معمولی نقصان اٹھانا پڑا اور آپ کی فوج کے صرف چند افراد ہی شہید ہوئے۔ معرکۂ صفین کے بعد جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے درمیان مسئلہ تحکیم طے پایا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں موجود ایک گروہ نے اس فیصلے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ یہ لوگ پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے، مگر بعد میں انہوں نے یہ نعرہ بلند کیا: "لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ" حکم صرف اللہ کا چلے گا۔

ابتداء میں ان کا اعتراض بظاہر دینی جوش پر مبنی تھا، لیکن رفتہ رفتہ وہ شدت پسندی، تکفیر اور بغاوت کی راہ پر چل پڑے۔ یہی گروہ بعد میں "خوارج" کہلایا، کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خلیفہ وقت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خلاف خروج کیا۔ یہ لوگ کوفہ سے نکل کر "حروراء" اور پھر "نہروان" کے مقام پر جمع ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پہلے ان کو سمجھانے اور فتنہ سے باز رکھنے کی بھرپور کوشش فرمائی۔ بہت سے لوگ واپس بھی آ گئے، لیکن ایک شدت پسند جماعت اپنے مؤقف پر قائم رہی۔

بعد ازاں خوارج نے مسلمانوں کے خلاف قتل و غارت شروع کر دی، عام مسلمانوں کو کافر کہنا شروع کیا، حتیٰ کہ حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ کو نہایت مظلومانہ انداز میں شہید کر دیا۔ جب ان کی سرکشی حد سے بڑھ گئی اور امن خطرے میں پڑ گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف کارروائی فرمائی، جسے تاریخ میں جنگِ "نہروان" کہا جاتا ہے۔

جنگ کا سبب:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَقَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي النَّاسِ خَطِيْبًا فَحَثَّهُمْ عَلَى الْجِهَادِ وَالصَّبْرِ عِنْدَ اللِّقَاءِ فَبَيْنَمَا هُوَ عَازِمٌ عَلٰى غَزْوِ أَهْلِ الشَّامِ إِذْ بَلَغَهٗ أَنَّ الْخَوَارِجَ قَدْ عَاثُوْا فِي الْأَرْضِ فَسَادًا وَسَفَكُوا الدِّمَاءَ وَقَطَعُوا السَّبِيْلَ وَاسْتَحَلُّوا الْمَحَارِمَ وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ مَنْ قَتَلُوْهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ خَبَّابٍ صَاحِبُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. [239]

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ لوگوں میں خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ نے انہیں جہاد اور دشمن کے مقابلے کے وقت صبر و استقامت کی ترغیب دی۔ ابھی آپ اہلِ شام کے خلاف روانگی کا پختہ ارادہ فرما ہی رہے تھے کہ آپ کو یہ خبر پہنچی کہ خوارج نے بعض علاقوں میں فساد برپا کر دیا ہے، خونریزی شروع کر دی ہے، راستوں میں ڈاکہ زنی اختیار کر لی اور شریعت میں حرام کردہ چیزوں کو حلال سمجھ لیا ہے۔ جن لوگوں کو انہوں نے شہید کیا، ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عبد اللہ بن خباب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی فتنہ سے باز رکھنے کی کوشش:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

فَاجْتَمَعَ النَّاسُ هُنَالِكَ عَلٰى عَلِيٍّ، وَبَعَثَ إِلَى الْخَوَارِجِ: أَنِ ادْفَعُوْا إِلَيْنَا قَتَلَةَ إِخْوَانِنَا مِنْكُمْ حَتّٰى أَقْتُلَهُمْ ثُمَّ أَنَا تَارِكُكُمْ وَذَاهِبٌ إِلَى الْعَرَبِ يَعْنِيْ أَهْلَ الشَّامِ ثُمَّ لَعَلَّ اللّٰهَ أَنْ يُقْبِلَ بِقُلُوْبِكُمْ وَيَرُدَّكُمْ إِلٰى خَيْرٍ مِمَّا أَنْتُمْ عَلَيْهِ. فَبَعَثُوْا إِلٰى عَلِيٍّ يَقُوْلُوْنَ: كُلُّنَا قَتَلَ إِخْوَانَكُمْ وَنَحْنُ مُسْتَحِلُّوْنَ دِمَاءَهُمْ وَدِمَاءَكُمْ. فَتَقَدَّمَ إِلَيْهِمْ قَيْسُ بْنُ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ فَوَعَظَهُمْ فِيْمَا ارْتَكَبُوْهُ مِنَ الْأَمْرِ الْعَظِيْمِ وَالْخَطْبِ الْجَسِيْمِ فَلَمْ يَنْفَعْ وَكَذٰلِكَ أَبُوْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ أَنَّبَهُمْ وَوَبَّخَهُمْ فَلَمْ يَنْجَعْ، وَتَقَدَّمَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ إِلَيْهِمْ فَوَعَظَهُمْ وَخَوَّفَهُمْ وَحَذَّرَهُمْ وَأَنْذَرَهُمْ وَتَوَعَّدَهُمْ وَقَالَ: إِنَّكُمْ أَنْكَرْتُمْ عَلَيَّ أَمْرًا أَنْتُمْ دَعَوْتُمُوْنِيْ إِلَيْهِ فَنَهَيْتُكُمْ عَنْهُ فَلَمْ تَقْبَلُوْا وَهَا أَنَا وَأَنْتُمْ فَارْجِعُوْا

---

[239] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص306 ذِكْرُ خُرُوْجِ الْخَوَارِجِ مِنَ الْكُوْفَةِ وَمُبَارَزَتِهِمْ عَلِيًّا

إِلٰى مَا خَرَجْتُمْ مِنْهُ وَلَا تَرْتَكِبُوْا مَحَارِمَ اللهِ فَإِنَّكُمْ قَدْ سَوَّلَتْ لَكُمْ أَنْفُسُكُمْ أَمْرًا تَقْتُلُوْنَ عَلَيْهِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاللهِ لَوْ قَتَلْتُمْ عَلَيْهِ دَجَاجَةً لَكَانَ عَظِيْمًا عِنْدَ اللهِ فَكَيْفَ بِدِمَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ؟ [240]

ترجمہ: لوگ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے۔ آپ نے خوارج کی طرف پیغام بھیجا کہ ہمارے بھائیوں کے قاتلوں کو میرے حوالے کر دو تاکہ انہیں سزا دوں پھر تمہیں چھوڑ کر عرب کی طرف، یعنی اہلِ شام کی طرف رخ کروں۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ہدایت دے دے اور تمہیں اس حالت سے بہتر راستے کی طرف واپس لے آئے جس پر تم اس وقت ہو۔ اس پر خوارج نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جواب بھیجا: ہم سب تمہارے بھائیوں کے قاتل ہیں اور ہم ان کا اور تم سب کا خون بہانا حلال سمجھتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (وعظ و تذکیر کے لیے) حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس بھیجا اور انہوں نے انہیں اس سنگین جرم اور بڑے فتنے پر نصیحت کی، لیکن اس کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا۔ اسی طرح حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے بھی انہیں ملامت کی اور سرزنش فرمائی، مگر وہ باز نہ آئے۔ اس کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ خود ان کے سامنے تشریف لائے۔ آپ نے انہیں نصیحت فرمائی اللہ کا خوف دلایا، برے انجام سے ڈرایا، تنبیہ کی اور فرمایا: تم نے میرے ساتھ نامناسب رویہ اختیار کیا ہے، تم نے ہی مجھے اس کی طرف بلایا تھا پھر تم ہی اس کے منکر ہو گئے ہو۔ میں نے ہی تم کو اس سے منع کیا تھا مگر تم نے ہی میری بات نہ مانی۔ اب میں اور تم سامنے ہیں، لہٰذا اپنے اس راستے سے واپس آ جاؤ جس پر تم نکل آئے ہو، اور اللہ کی حرام کردہ چیزوں کا ارتکاب نہ کرو۔ تمہارے نفسوں نے تمہیں ایسی بات میں ڈال دیا ہے کہ تم اس کی بنیاد پر مسلمانوں کو قتل کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! اگر تم اس معاملے میں ایک مرغی کو بھی قتل کرتے تو وہ بھی اللہ کے نزدیک بہت بڑا جرم ہوتا، پھر مسلمانوں کے خون کا کیا حال ہو گا؟

جب خوارج اپنی سرکشی، شدت پسندی اور دیدہ دلیری میں اس انتہا تک پہنچ گئے کہ انہوں نے صلح و

[240] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص307 ذِكْرُ خُرُوْجِ الْخَوَارِجِ مِنَ الْكُوْفَةِ وَمُبَارَزَتِهِمْ عَلِيًّا

مصالحت کی تمام کوششوں کو تکبر اور ہٹ دھرمی کے ساتھ مسترد کر دیا اور ہر قسم کی نصیحت و خیر خواہی کے باوجود جنگ پر اصرار کرتے رہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی فوج کو منظم فرمایا، لشکر کی ترتیب قائم کی اور صف بندی کا حکم دے دیا تاکہ اس بڑھتے ہوئے فتنہ اور فساد کا سدِّباب کیا جاسکے۔

جنگ کا آغاز:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَجَعَلَ عَلِيٌّ عَلٰى مَيْمَنَتِهٖ حُجْرَ بْنَ عَدِيٍّ وَعَلَى الْمَيْسَرَةِ شَبِيْثَ بْنَ رِبْعِيٍّ وَمَعْقِلَ بْنَ قَيْسٍ الرِّيَاحِيَّ وَعَلَى الْخَيْلِ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيَّ وَعَلَى الرَّجَّالَةِ أَبَا قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيَّ وَعَلٰى أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَكَانُوْا فِيْ سَبْعِ مِائَةٍ قَيْسَ بْنَ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ. وَأَمَرَ عَلِيٌّ أَبَا أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيَّ أَنْ يَرْفَعَ رَايَةَ أَمَانٍ لِلْخَوَارِجِ وَيَقُوْلَ لَهُمْ: مَنْ جَاءَ إِلٰى هٰذِهِ الرَّايَةِ فَهُوَ آمِنٌ وَمَنِ انْصَرَفَ إِلَى الْكُوْفَةِ وَالْمَدَائِنِ فَهُوَ آمِنٌ إِنَّهٗ لَا حَاجَةَ لَنَا فِيْكُمْ إِلَّا فِيْمَنْ قَتَلَ إِخْوَانَنَا. [241]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے لشکر کے دائیں جانب پر حضرت حجر بن عدی رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا اور بائیں جانب پر شبیث بن ربعی اور معقل بن قیس ریاحی کو متعین کیا۔ گھڑ سوار دستے کی قیادت حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے سپرد فرمائی، جبکہ پیدل چلنے والی فوج پر حضرت ابو قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ اہلِ مدینہ، جن کی تعداد 700 تھی ان پر حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ خوارج کے لیے امان کا جھنڈا بلند کریں اور اعلان کر دیں کہ جو شخص اس جھنڈے کے نیچے آجائے وہ امن میں ہے اور جو کوفہ یا مدائن کی طرف واپس لوٹ جائے وہ بھی محفوظ ہے۔ ہمیں تم سے کوئی لڑائی کا شوق نہیں سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے۔

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ کوفی رحمہ اللہ (ت235ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[241] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4ص ذِكْرُ مَسِيْرِ أَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيٍّ إِلَى الْخَوَارِجِ

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّهْرَوَانِ لَقِيَ الْخَوَارِجَ فَلَمْ يَبْرَحُوا حَتّٰى شَجَرُوْا بِالرِّمَاحِ فَقُتِلُوْا جَمِيْعًا فَقَالَ عَلِيٌّ: اطْلُبُوْا ذَا الثُّدَيَّةِ فَطَلَبُوْهُ فَلَمْ يَجِدُوْهُ. فَقَالَ عَلِيٌّ: مَا كَذَبْتُ وَلَا كُذِّبْتُ اطْلُبُوْهُ. فَطَلَبُوْهُ فَوَجَدُوْهُ فِيْ وَهْدَةٍ مِنَ الْأَرْضِ عَلَيْهِ نَاسٌ مِنَ الْقَتْلٰى فَإِذَا رَجُلٌ عَلٰى يَدِهٖ مِثْلُ سَبَلَاتِ السِّنَّوْرِ. قَالَ: فَكَبَّرَ عَلِيٌّ وَالنَّاسُ وَأُعْجِبَ النَّاسُ وَأُعْجِبَ عَلِيٌّ. [242]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جنگِ نہروان کا دن آیا تو آپ نے خوارج سے مقابلہ کیا۔ وہ لوگ اس وقت تک پیچھے نہ ہٹے جب تک کہ نیزوں کے وار سے بری طرح لڑائی میں الجھ نہ گئے اور آخرکار سب کے سب قتل کر دیے گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ذُوالثُّدَيَّةِ کو تلاش کرو۔ لوگوں نے اسے تلاش کیا مگر وہ نہ ملا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نہ جھوٹ بولا ہے اور نہ مجھے جھٹلایا گیا ہے اسے دوبارہ تلاش کرو۔ چنانچہ دوبارہ تلاش کیا گیا تو وہ زمین کے ایک گڑھے میں مردوں کے ایک گروہ کے نیچے پڑا ہوا مل گیا۔ اس کے ہاتھ پر بلی کے بالوں جیسے نشان تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ یہ منظر سب کے لیے حیرت اور تعجب کا باعث بنا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے بھی۔

علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر السیوطی الشافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ الْجُمْهُوْرُ: كُلٌّ مِّنَ الصَّحَابَةِ أَفْضَلُ مِنْ كُلِّ مَنْ بَعْدَهٗ، وَإِنْ رَقِيَ فِي الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ.

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی: ج2 ص350)

جمہور علماء کا قول ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر فرد، بعد میں آنے والے ہر شخص سے افضل ہے خواہ وہ (بعد میں آنے والا) علم اور عمل میں کتنا ہی بلند مقام حاصل کر لے۔

[242] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج7 ص559 رقم الحدیث 37915 مَا ذُكِرَ فِي الْخَوَارِجِ

شہادتِ علی رضی اللہ عنہ

شہادت کی پیش گوئی:

امام ابو محمد جمال الدین عبد الملک بن ہشام بن ایوب حِمیری معافری رحمہ اللہ (ت 213ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كُنْتُ أَنَا وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَفِيقَيْنِ فِي غَزْوَةِ الْعُشَيْرَةِ... فَيَوْمَئِذٍ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: مَا لَكَ يَا أَبَا تُرَابٍ؟ لِمَا يُرٰى عَلَيْهِ مِنَ التُّرَابِ، ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُحَدِّثُكُمَا بِأَشْقَى النَّاسِ رَجُلَيْنِ؟ قُلْنَا: بَلٰى يَا رَسُولَ اللهِ! قَالَ: أُحَيْمِرُ ثَمُودَ الَّذِي عَقَرَ النَّاقَةَ وَالَّذِي يَضْرِبُكَ يَا عَلِيُّ عَلٰى هٰذِهٖ وَوَضَعَ يَدَهٗ عَلٰى قَرْنِهٖ حَتّٰى يَبُلَّ مِنْهَا هٰذِهٖ وَأَخَذَ بِلِحْيَتِهٖ.
[243]

ترجمہ: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ غزوہ عشیرہ میں ساتھی تھے.... اس دن اس مٹی کی وجہ سے جو ان پر تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے پوچھا: "اے ابو تراب! آپ کو کیا ہوا ہے؟" پھر فرمایا: کیا میں تم دونوں کو سب سے زیادہ دو بدبخت آدمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی: کیوں نہیں، اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثمود کا وہ سرخ رنگ والا شخص جس نے (حضرت صالح علیہ السلام) اونٹنی کو مار ڈالا اور اے علی! دوسرا وہ شخص جو آپ کو (اس مقام پر ضرب لگائے گا) قتل کرے گا۔ آپ علیہ السلام نے (اپنے سر کے اگلے حصے پر ہاتھ رکھا) یہاں تک کہ اس سے یہ (پیشانی) تر ہو جائے گی اور اپنی داڑھی کو بھی پکڑا (یہ بھی تر ہو جائے گی)

شہادت سے قبل:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[243] السیرۃ النبویہ لابن ہشام: جزء 1 ص 531 غَزْوَةُ الْعُشَيْرَةِ. تَكْنِيَةُ الرَّسُوْلِ عَلِيًّا بِأَبِي تُرَابٍ

عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ مِنْ مُرَادٍ إِلَى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ: احْتَرِسْ، فَإِنَّ نَاسًا مِنْ مُرَادٍ يُرِيْدُوْنَ قَتْلَكَ. فَقَالَ: إِنَّ مَعَ كُلِّ رَجُلٍ مَلَكَيْنِ يَحْفَظَانِهِ مِمَّا لَمْ يُقَدَّرْ فَإِذَا جَاءَ الْقَدَرُ خَلَّيَا بَيْنَهُ وَبَيْنَهُ. [244]

ترجمہ: حضرت ابو مجلز رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص قبیلہ مراد میں سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اس وقت آپ رضی اللہ عنہ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے کہا: آپ اپنا ایک پہرے دار رکھ لیں! کیونکہ قبیلہ مراد کے کچھ لوگ آپ کو قتل کرنا چاہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو اس کی حفاظت کرتے ہیں اس چیز سے جو ابھی مقدر نہیں ہوئی، جب تقدیر آجاتی ہے تو وہ اسے اس کے اور اس (مصیبت) کے درمیان چھوڑ دیتے ہیں۔

صاحبزادوں کو وصیت:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ أَوْصٰى وَلَدَيْهِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ بِتَقْوَى اللهِ وَالصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ وَكَظْمِ الْغَيْظِ وَصِلَةِ الرَّحِمِ وَالْحِلْمِ عَنِ الْجَاهِلِ وَالتَّفَقُّهِ فِي الدِّيْنِ وَالتَّثْبِيْتِ فِي الْأَمْرِ وَالتَّعَاهُدِ لِلْقُرْآنِ وَحُسْنِ الْجِوَارِ وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجْتِنَابِ الْفَوَاحِشِ وَوَصَّاهُمَا بِأَخِيْهِمَا مُحَمَّدِ ابْنِ الْحَنَفِيَّةِ وَوَصَّاهُ بِمَا وَصَّاهُمَا بِهِ وَأَنْ يُعَظِّمَهُمَا وَلَا يَقْطَعَ أَمْرًا دُوْنَهُمَا وَكَتَبَ ذٰلِكَ كُلَّهُ فِيْ كِتَابِ وَصِيَّتِهِ. [245]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں بیٹوں حضرت حسن بن علی اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو یہ وصیت فرمائی کہ

[244] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص24 ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُلْجَمٍ الْمُرَادِيِّ وَبَيْعَةُ عَلِيٍّ

[245] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص350 مَقْتَلُ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ

1: اللہ سے ڈرتے رہنا (تقویٰ اختیار کرنا)

2: نماز قائم کرنا

3: زکوٰۃ ادا کرنا

4: غصہ ضبط کرنا

5: رشتہ داروں سے تعلق جوڑے رکھنا

6: جاہل کے ساتھ حلم اور بردباری سے پیش آنا

7: دین کی سمجھ حاصل کرنا

8: معاملات میں تحقیق اور پختگی سے کام لینا

9: قرآن مجید کی (کثرت تلاوت و غور خوض سے) نگرانی اور اس کی پابندی کرنا

10: پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا

11: نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا

12: اور بے حیائی کے کاموں سے بچتے رہنا

نیز آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے بھائی محمد ابن الحنفیہ رحمہ اللہ کے بارے میں بھی وصیت کی اور انہیں بھی انہی نصیحتوں کی تلقین فرمائی، اور یہ ہدایت دی کہ وہ اپنے دونوں بھائیوں (حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما) کا احترام کریں اور ان کے بغیر کسی معاملے کا فیصلہ نہ کریں۔ یہ تمام وصیتیں آپ نے اپنی وصیت نامہ میں تحریر بھی فرمادیں۔

قاتلانہ حملہ:

جنگِ نہروان کے اختتام کے بعد تین سرکردہ خوارج مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے۔ طویل بحث و مباحثے کے بعد انہوں نے یہ خیال ظاہر کیا کہ جب تک حضرت علی المرتضیٰ، حضرت امیر معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہم بقیدِ حیات ہیں اس وقت تک امتِ مسلمہ میں کبھی امن و استحکام قائم نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ انہوں نے ان تینوں جلیل القدر شخصیات کو شہید کرنے کا ایک مذموم منصوبہ ترتیب دیا۔ خانہ کعبہ کے سائے میں انہوں نے باہمی معاہدہ

کیا جس کے تحت یہ طے پایا کہ عبد الرحمٰن بن ملجم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو، برک بن عبد اللہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اور عمرو بن بکر حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو نشانہ بنائے گا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

فَتَعَاهَدُوْا وَتَوَاثَقُوْا أَنْ لَا يَنْكَصَ رَجُلٌ مِنْهُمْ عَنْ صَاحِبِهِ حَتّٰى يَقْتُلَهُ أَوْ يَمُوْتَ دُوْنَهُ فَأَخَذُوْا أَسْيَافَهُمْ فَسَمُّوْهَا وَاتَّعَدُوْا لِسَبْعَ عَشْرَةَ مِنْ رَمَضَانَ أَنْ يُبَيِّتَ كُلٌّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ صَاحِبَهُ فِيْ بَلَدِهِ الَّذِيْ هُوَ فِيْهِ فَأَمَّا ابْنُ مُلْجَمٍ فَسَارَ إِلَى الْكُوْفَةِ فَدَخَلَهَا وَكَتَمَ أَمْرَهُ حَتّٰى عَنْ أَصْحَابِهِ مِنَ الْخَوَارِجِ الَّذِيْنَ هُمْ بِهَا فَبَيْنَمَا هُوَ جَالِسٌ فِيْ قَوْمٍ مِنْ بَنِي الرَّبَابِ يَتَذَاكَرُوْنَ قَتْلَاهُمْ يَوْمَ النَّهْرَوَانِ إِذْ أَقْبَلَتِ امْرَأَةٌ مِنْهُمْ يُقَالُ لَهَا: قَطَامُ بِنْتُ الشِّجْنَةِ. قَدْ قَتَلَ عَلِيٌّ يَوْمَ النَّهْرَوَانِ أَبَاهَا وَأَخَاهَا وَكَانَتْ فَائِقَةَ الْجَمَالِ مَشْهُوْرَةً بِهِ وَكَانَتْ قَدِ انْقَطَعَتْ فِي الْمَسْجِدِ الْجَامِعِ تَتَعَبَّدُ فِيْهِ فَلَمَّا رَآهَا ابْنُ مُلْجَمٍ سَلَبَتْ عَقْلَهُ وَنَسِيَ حَاجَتَهُ الَّتِيْ جَاءَ لَهَا وَخَطَبَهَا إِلٰى نَفْسِهَا فَاشْتَرَطَتْ عَلَيْهِ ثَلَاثَةَ آلَافِ دِرْهَمٍ وَخَادِمًا وَقَيْنَةً وَأَنْ يَقْتُلَ لَهَا عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ.

قَالَ: فَهُوَ لَكِ وَوَاللهِ مَا جَاءَ بِيْ إِلٰى هٰذِهِ الْبَلْدَةِ إِلَّا قَتْلُ عَلِيٍّ. فَتَزَوَّجَهَا وَدَخَلَ بِهَا ثُمَّ شَرَعَتْ تُحَرِّضُهُ عَلٰى ذٰلِكَ وَنَدَبَتْ لَهُ رَجُلًا مِنْ قَوْمِهَا مِنْ تَيْمِ الرَّبَابِ يُقَالُ لَهُ "وَرْدَانُ" لِيَكُوْنَ مَعَهُ رِدْءًا وَ اسْتَمَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلْجَمٍ رَجُلًا آخَرَ يُقَالُ لَهُ "شَبِيْبُ بْنُ نَجَدَةَ الْأَشْجَعِيُّ الْحَرُوْرِيُّ"، قَالَ لَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ: هَلْ لَكَ فِيْ شَرَفِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ؟ فَقَالَ: وَمَا ذَاكَ؟ قَالَ: قَتْلُ عَلِيٍّ. فَقَالَ: ثَكِلَتْكَ أُمُّكَ! لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا إِدًّا. كَيْفَ تَقْدِرُ عَلَيْهِ؟ قَالَ: أَكْمُنُ لَهُ فِي الْمَسْجِدِ فَإِذَا خَرَجَ لِصَلَاةِ الْغَدَاةِ شَدَدْنَا عَلَيْهِ فَقَتَلْنَاهُ، فَإِنْ نَجَوْنَا شَفَيْنَا أَنْفُسَنَا وَأَدْرَكْنَا ثَأْرَنَا وَإِنْ قُتِلْنَا فَمَا عِنْدَ اللهِ خَيْرٌ مِنَ الدُّنْيَا. فَقَالَ: وَيْحَكَ! لَوْ غَيْرَ عَلِيٍّ كَانَ أَهْوَنَ عَلَيَّ قَدْ عَرَفْتُ سَابِقَتَهُ فِي الْإِسْلَامِ وَقَرَابَتَهُ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا أَجِدُنِيْ أَنْشَرِحُ صَدْرًا لِقَتْلِهِ. فَقَالَ: أَمَا تَعْلَمُ أَنَّهُ قَتَلَ أَهْلَ النَّهْرَوَانِ؟ فَقَالَ: بَلٰى قَالَ: فَنَقْتُلُهُ بِمَنْ قَتَلَ مِنْ إِخْوَانِنَا. فَأَجَابَهُ إِلٰى ذٰلِكَ بَعْدَ لَأْيٍ، وَدَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فَوَاعَدَهُمُ ابْنُ مُلْجَمٍ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ لِسَبْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةً خَلَتْ وَقَالَ: هٰذِهِ اللَّيْلَةُ الَّتِيْ وَاعَدْتُ أَصْحَابِيْ فِيْهَا أَنْ يَثْأَرُوْا بِمُعَاوِيَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَجَاءَ هٰؤُلَاءِ الثَّلَاثَةُ وَهُمُ ابْنُ مُلْجَمٍ وَوَرْدَانُ وَشَبِيْبٌ وَهُمْ مُشْتَمِلُوْنَ

عَلٰى سُيُوْفِهِمْ فَجَلَسُوْا مُقَابِلَ السُّدَّةِ الَّتِيْ يَخْرُجُ مِنْهَا عَلِيٌّ، فَلَمَّا خَرَجَ جَعَلَ يُنْهِضُ النَّاسَ مِنَ النَّوْمِ إِلَى الصَّلَاةِ وَيَقُوْلُ: الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ.

فَثَارَ إِلَيْهِ شَبِيْبٌ بِالسَّيْفِ فَضَرَبَهُ فَوَقَعَ فِي الطَّاقِ فَضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ بِالسَّيْفِ عَلٰى قَرْنِهٖ، فَسَالَ دَمُه. عَلٰى لِحْيَتِهٖ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَلَمَّا ضَرَبَهُ ابْنُ مُلْجَمٍ قَالَ: "لَا حُكْمَ إِلَّا لِلّٰهِ. لَيْسَ لَكَ يَا عَلِيُّ! وَلَا لِأَصْحَابِكَ" وَجَعَلَ يَتْلُوْ قَوْلَهٗ تَعَالٰى: ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللهِ ؕ وَاللهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ﴾ وَنَادٰى عَلِيٌّ: عَلَيْكُمْ بِهٖ. [246]

ترجمہ: ان لوگوں نے آپس میں پختہ وعدہ کیا کہ ان میں سے کوئی شخص اپنے ساتھی سے پیچھے نہیں ہٹے گا، یہاں تک کہ یا تو وہ اپنے ہدف کو قتل کر دے یا خود اس کی راہ میں جان دے دے۔ پھر انہوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور انہیں زہر میں بجھایا، اور 17 رمضان المبارک کی رات کو اپنے منصوبے پر عمل کرنے کا وعدہ کیا کہ ہر ایک اپنے اپنے شہر میں اپنے ہدف پر حملہ کرے گا۔

چنانچہ ابنِ ملجم کوفہ کی طرف روانہ ہوا، وہاں پہنچ کر اس نے اپنا معاملہ مخفی رکھا، حتیٰ کہ کوفہ میں موجود اپنے خوارج ساتھیوں سے بھی اسے چھپائے رکھا۔ ایک دن وہ بنو رباب کے چند لوگوں کے ساتھ بیٹھا تھا اور وہ لوگ جنگ نہروان میں اپنے مقتولین کا ذکر کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک عورت آئی جس کا نام قطام بنت شجنۃ تھا۔ جنگ نہروان کے دن حضرت علی بن ابی طالب نے اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا۔ وہ عورت نہایت حسین و جمیل اور اپنے حسن میں مشہور تھی، اور مسجدِ جامع میں عبادت کے لیے گوشہ نشین رہتی تھی۔

جب ابنِ ملجم نے اسے دیکھا تو اس پر ایسا فریفتہ ہوا کہ اپنی اصل غرض بھی بھول گیا۔ اس نے اس سے نکاح کا پیغام دیا تو اس نے تین ہزار درہم، ایک خادم اور ایک لونڈی (گانے والی) مہر میں شرط رکھی، اور یہ بھی شرط رکھی کہ وہ اس کے لیے حضرت علی بن ابی طالب کو قتل کرے۔

---

[246] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص349 صِفَةُ مَقْتَلِهٖ

ابنِ ملجم نے کہا: یہ سب کچھ تمہیں منظور ہے، اور اللہ کی قسم! مجھے اس شہر میں لانے کا اصل مقصد بھی یہی ہے کہ میں علی کو قتل کروں۔

چنانچہ اس نے اس سے نکاح کر لیا اور اس کے ساتھ رہنے لگا۔ پھر وہ عورت اسے اس کام پر ابھارتی رہی اور اس نے اپنے قبیلے تیم الرباب کے ایک شخص وردان کو بھی اس کے ساتھ مددگار مقرر کر دیا۔

اسی طرح ابنِ ملجم نے ایک اور شخص شبیب بن نجدۃ الاشجعی الحروری کو بھی اپنے ساتھ ملایا اور اس سے کہا: کیا تم دنیا و آخرت کی عزت چاہتے ہو؟ اس نے پوچھا: وہ کیا؟ ابنِ ملجم نے کہا: علی کا قتل! اس نے کہا: تیری ماں تجھے روئے! تو بہت بڑا کام لے کر آیا ہے، یہ کیسے ممکن ہے؟ ابنِ ملجم نے کہا: ہم مسجد میں گھات لگا کر بیٹھ جائیں گے، جب وہ فجر کی نماز کے لیے نکلیں گے تو ہم ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیں گے۔ اگر ہم بچ گئے تو دل کا بدلہ لے لیں گے، اور اگر مارے گئے تو اللہ کے پاس جو ہے وہ دنیا سے بہتر ہے۔ اس نے کہا: افسوس! اگر علی کے علاوہ کوئی اور ہوتا تو میرے لیے یہ آسان تھا، میں ان کی اسلام میں سبقت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی قرابت کو جانتا ہوں، اس لیے میں اپنے دل کو ان کے قتل پر آمادہ نہیں پاتا۔

ابن ملجم نے کہا: "کیا تم نہیں جانتے کہ اس نے نہروان والوں کو قتل کیا؟"

اس نے جواب دیا: "جی ہاں، جانتا ہوں۔"

ابنِ ملجم نے کہا: "تو ہم اسے انہی لوگوں کے بدلے میں قتل کریں گے جو ہمارے بھائیوں کو مار چکے ہیں۔"

آخر کار اس نے کچھ تردد کے بعد اس بات کو قبول کر لیا۔ پھر رمضان کا مہینہ آگیا، اور ابنِ ملجم نے ان سب کے لیے جمعہ کی رات، یعنی سترہ رمضان کی رات کا وقت مقرر کیا، اور کہا: "یہ وہ رات ہے جس میں میں نے اپنے ساتھیوں سے وعدہ کیا تھا کہ وہ معاویہ اور عمرو بن العاص سے بدلہ لیں"

"یہ تینوں شخص آئے، اور وہ ابنِ ملجم، وردان اور شبیب تھے، اور وہ اپنی تلواریں (لباس میں) چھپائے ہوئے تھے۔ وہ اس دروازے کے سامنے بیٹھ گئے جہاں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر تشریف لاتے تھے۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو لوگوں کو نیند سے نماز کے لیے بیدار کرنے لگے اور فرماتے تھے: نماز! نماز!"

اسی وقت شبیب نے تلوار سے حملہ کیا، مگر ضرب خطا ہو کر دروازے پر لگی۔ پھر ابنِ ملجم نے تلوار سے آپ

کے سر مبارک پر وار کیا، جس سے خون بہہ کر آپ کی داڑھی مبارک پر جاری ہو گیا، رضی اللہ عنہ۔ ابنِ ملجم نے وار کرنے کے بعد کہا: "حکم تو صرف اللہ ہی کا ہے، اے علی! نہ تمہارا کوئی حق ہے اور نہ تمہارے ساتھیوں کا۔" اور وہ قرآن کی یہ آیت پڑھنے لگا: "اور لوگوں میں سے کوئی ایسا بھی ہے جو اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اپنی جان بیچ دیتا ہے، اور اللہ بندوں پر بڑا مہربان ہے۔" اس کے بعد حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا: اس کو پکڑو!

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

وَحُمِلَ عَلِيٌّ إِلٰى مَنْزِلِهِ وَحُمِلَ إِلَيْهِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُلْجَمٍ فَأُوْقِفَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ مَكْتُوْفٌ قَبَّحَهُ اللهُ. فَقَالَ لَهٗ: أَيْ عَدُوَّ اللهِ! أَلَمْ أُحْسِنْ إِلَيْكَ ؟ قَالَ: بَلٰى. قَالَ: فَمَا حَمَلَكَ عَلٰى هٰذَا ؟ قَالَ: شَحَذْتُهٗ أَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا وَسَأَلْتُ اللهَ أَنْ يَقْتُلَ بِهٖ شَرَّ خَلْقِهٖ. فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ: لَا أُرَاكَ إِلَّا مَقْتُوْلًا بِهٖ وَلَا أُرَاكَ إِلَّا مِنْ شَرِّ خَلْقِ اللهِ. ثُمَّ قَالَ: إِنْ مِتُّ فَاقْتُلُوْهُ وَإِنْ عِشْتُ فَأَنَا أَعْلَمُ كَيْفَ أَصْنَعُ بِهٖ. [247]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر لے جایا گیا اور ابنِ ملجم کو بھی آپ کے سامنے رسیوں سے باندھ کر پیش کیا گیا۔ اللہ اسے رسوا کرے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: اے اللہ کے دشمن! کیا میں نے تیرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا؟

اس نے جواب دیا: کیوں نہیں!

آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا: پھر تجھے اس کام پر کس چیز نے آمادہ کیا؟ ابنِ ملجم نے کہا: میں نے اس تلوار کو چالیس دن تک تیز کیا اور اللہ سے دعا کی کہ اس کے ذریعے بدترین مخلوق کو قتل کروں۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ تو اسی (تلوار) سے قتل کیا جائے گا اور میں تجھے اللہ کی بدترین مخلوق میں سے ہی سمجھتا ہوں۔ پھر فرمایا: اگر میں (انہی زخموں کی وجہ سے) فوت ہو جاؤں تو اسے (قصاصاً) قتل کر دینا اور اگر میں زندہ رہا تو میں خود جانتا ہوں کہ اس کے ساتھ کیا کرنا ہے؟

---

[247] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص350 صِفَةُ مَقْتَلِهٖ

شہادت:

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ لَمْ يَنْطِقْ إِلَّا بِـ"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" حَتّٰى قُبِضَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ سَنَةَ أَرْبَعِيْنَ. [248]

ترجمہ: پھر وہ کچھ نہ بولے سوائے "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ" کے، یہاں تک کہ ان کی روح پرواز کر گئی (شہادت ہوئی) رمضان کے مہینے میں، سال 40 ہجری میں۔

غسل وتکفین:

امام ابوعبداللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

غَسَلَهُ الْحَسَنُ وَالْحُسَيْنُ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ جَعْفَرٍ وَكُفِّنَ فِي ثَلَاثَةِ أَثْوَابٍ لَيْسَ فِيْهَا قَمِيْصٌ. [249]

ترجمہ: حضرت حسن، حضرت حسین اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غسل دیا اور انہیں تین چادروں میں کفن دیا گیا، جن میں قمیص شامل نہیں تھی۔

جنازہ:

امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ رَوْحٍ عَنْ مَوْلًى لِعَلِيٍّ أَنَّ الْحَسَنَ صَلّٰى عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَكَبَّرَ عَلَيْهِ أَرْبَعًا. [250]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابی روح رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور ان پر چار تکبیرات کہیں۔

---

[248] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج4 ص351 صِفَةُ مَقْتَلِهِ

[249] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج3 ص27 ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُلْجَمٍ الْمُرَادِيِّ وَبَيْعَةِ عَلِيٍّ

[250] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص121 رقم الحدیث 4743

تدفین:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَدُفِنَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالْكُوفَةِ عِنْدَ مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ فِي الرَّحْبَةِ. [251]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ کی مسجد کے قریب "الرحبہ" کے مقام میں دفن کیا گیا۔

مدتِ خلافت:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَكَانَتْ خِلَافَةُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَرْبَعَ سِنِيْنٍ وَتِسْعَةَ أَشْهُرٍ. [252]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت 4 سال اور 9 مہینے تک رہی۔

کل عمر مبارک:

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عُقَيْلٍ قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَنَفِيَّةِ يَقُوْلُ سَنَةَ الْجُحَافِ حِيْنَ دَخَلَتْ وَاحِدَةٌ وَثَمَانُوْنَ: هٰذِهٖ لِيْ خَمْسٌ وَسِتُّوْنَ سَنَةً وَقَدْ جَاوَزْتُ سِنَّ أَبِيْ، قُلْتُ: وَكَمْ كَانَتْ سَنُّهٗ يَوْمَ قُتِلَ، يَرْحَمُهُ اللهُ؟ قَالَ: ثَلَاثًا وَسِتِّيْنَ سَنَةً. [253]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن محمد بن عقیل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت محمد ابن الحنفیہ رحمہ اللہ سے سنا، جُحاف (بارشوں اور سیلاب) کا سال 81 ہجری ہوا تو انہوں نے فرمایا: یہ میرے لیے پینسٹھ سال ہیں اور میں اپنے والد کی عمر سے آگے بڑھ گیا ہوں۔ میں نے پوچھا: شہادت کے دن ان کی عمر کتنے سال تھی؟ انہوں نے فرمایا: تریسٹھ سال۔

---

[251] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 3 ص 27 ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُلْجَمٍ الْمُرَادِيِّ وَبَيْعَةِ عَلِيٍّ

[252] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 3 ص 27 ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُلْجَمٍ الْمُرَادِيِّ وَبَيْعَةِ عَلِيٍّ

[253] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج 3 ص 27 ذِكْرُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مُلْجَمٍ الْمُرَادِيِّ وَبَيْعَةِ عَلِيٍّ

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سیرت کا خلاصہ

عنوان	معلومات
نام	علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
ولادت	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے دس سال پہلے
والد	عبد مناف ابو طالب بن عبد المطلب
والدہ	سیدہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا
قبیلہ	قریش، بنو ہاشم
کنیت	ابو الحسن، ابو تراب
لقب	حیدرِ کرار، اسد اللہ
قبولِ اسلام	تقریباً 10 سال کی عمر میں
قبل از ہجرت	علانیہ تبلیغ میں معاونت، مشکلات و مصائب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت
ہجرت	سن 13 نبوی یکم ربیع الاول: مدینہ کی طرف ہجرت
مواخات	سن 1 ہجری: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ رضی اللہ عنہ کو اپنا بھائی قرار دیا
نکاح	سن 2 ہجری: حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا سے
اولاد	حضرت حسن، حضرت حسین، حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہم و دیگر
غزوۂ بدر	سن 2 ہجری: عَلَم بردار رہے، زرہ، ذوالفقار تلوار وغیرہ مال غنیمت میں حصہ
غزوۂ احد	سن 3 ہجری: عَلَم بردار رہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دفاع
خندق و بنی قریظہ	سن 5 ہجری: دونوں میں عَلَم بردار رہے
صلح حدیبیہ	سن 6 ہجری: معاہدہ حدیبیہ کے کاتب بنے

عنوان	معلومات
غزوۂ خیبر	سن 7 ہجری: فاتح خیبر قرار پائے
فتح مکہ	سن 8 ہجری: فتح مکہ میں شریک رہے
غزوۂ تبوک	سن 9 ہجری: مدینہ میں نائبِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مقرر ہوئے
یمن کی گورنری	سن 10 ہجری: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی مقرر فرمایا
حجۃ الوداع	سن 10 ہجری: یمن سے قربانی کے جانور لائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا
خدمتِ نبوی	سن 11 ہجری: آخری ایام میں خدمت، غسلِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا شرف حاصل ہوا
عہدِ صدیقی	سن 11 تا 13 ہجری: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مشیر و معاون رہے
عہدِ فاروقی	سن 13 تا 23 ہجری: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشیر و معاون رہے
عہدِ عثمانی	سن 23 تا 35 ہجری: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے مشیر اور معاون رہے
خلافت	35 ہجری: خود خلیفہ مقرر ہوئے
معرکۂ جمل	36 ہجری: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اجتہادی اختلاف کی بنیاد پر پیش آیا
معرکۂ صفین	37 ہجری: سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سے اجتہادی اختلاف کی بنیاد پر پیش آیا
جنگِ نہروان	38 ہجری: "خوارج" کے خلاف جنگ کی
شہادت	40 ہجری: 21 رمضان، کوفہ میں شہادت پائی
غسل وجنازہ	حضرت حسن، حسین، عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہم نے غسل دیا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھایا
مدتِ خلافت وعمر	تقریباً 4 سال 9 ماہ، کل 63 سال عمر پائی
علمی مقام	فقہ، قضا اور حدیث میں بلند مقام حاصل تھا
اہم اوصاف	متبع سنت، زہد، سخاوت، عدل و تقویٰ، تفقہ فی الدین، شجاعت

﴿حصہ دوم﴾

اعتراضات وجوابات

اعتراض نمبر 1

سیدنا علی رضی اللہ عنہ مولودِ کعبہ ہونے کی وجہ سے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے افضل تھے

امام ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَدْ تَوَاتَرَتِ الْأَخْبَارُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ أَسَدٍ وَلَدَتْ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ فِي جَوْفِ الْكَعْبَةِ. [254]

ترجمہ: یہ روایات تواتر کے ساتھ منقول ہیں کہ حضرت فاطمہ بنت اسد نے حضرت علی بن ابی طالب کرّم اللہ وجہہ کو خانۂ کعبہ کے اندر جنم دیا۔

اعتراض:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت بیت اللہ میں ہوئی اور بیت اللہ میں ولادت باعثِ فضیلت ہے، چونکہ یہ شرف کسی اور حاصل نہیں ہے اس لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بشمول حضرات شیخین کریمین رضی اللہ عنہما سے افضل ہیں۔

جواب نمبر 1: ولادت شعبِ بنی ہاشم میں ہوئی

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت بیت اللہ میں نہیں ہوئی بلکہ شعبِ بنی ہاشم میں ہوئی۔

امام ابو عمرو خلیفہ بن خیاط بن ابی ہبیرہ لیثی رحمہ اللہ (ت 240) فرماتے ہیں:

حَدَّثَنَا يَحْيَىٰ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ عِمْرَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْمُؤَمَّلِ الْمَخْزُومِيِّ قَالَ: وُلِدَ عَلِيٌّ بِمَكَّةَ فِي شِعْبِ بَنِي هَاشِمٍ. [255]

---

[254] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص611، رقم الحدیث 6044

[255] تاریخ خلیفہ بن خیاط: ص120 تحت سنۃ اربعین

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ شعبِ بنی ہاشم (مکہ مکرمہ) میں پیدا ہوئے۔

جواب نمبر 2: امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کا تساہل

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولادت فی الکعبۃ کو متواتر کہا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے "مولودِ کعبہ" ہونے کا تواتر کا دعویٰ کرنا امام حاکم رحمہ اللہ کا تسامح ہے۔ اس تسامح پر دلیل یہ ہے:

تواتر کی تعریف یہ ہے کہ اس روایت کو نقل کرنے والے ہر زمانے میں اتنے زیادہ ہوں کہ ان کا جھوٹ پر جمع ہونا محال ہو۔ ظاہر ہے وہ روایات نہیں دکھائی جا سکتی جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا "مولودِ کعبہ" ہونا ثابت ہو، جب روایات موجود نہیں ہیں تو اسے کیسے متواتر کہا جا سکتا ہے؟

جواب نمبر 3: "مولودِ کعبہ" کی روایت درست نہیں

مذکورہ بالا روایت جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیت اللہ میں ولادت کا ذکر ہے، اس کا ثبوت تسلیم کر بھی لیا جائے تو وہ ضعیف ہے۔

1: امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) فرماتے ہیں:

وُلِدَ حَكِيْمٌ فِيْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ. وَلَا يُعْرَفُ أَحَدٌ وُلِدَ فِيْهَا غَيْرُهُ. وَأَمَّا مَا رُوِيَ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وُلِدَ فِيْهَا. فَضَعِيْفٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ. [256]

ترجمہ: حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے، ان کے سوا کسی اور کے وہاں پیدا ہونا معلوم نہیں۔ ہاں جس روایت میں ہے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے، وہ اہلِ علم کے نزدیک ضعیف ہے۔

2: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) لکھتے ہیں:

ثُمَّ حَكِيْمٌ مُفْرَدٌ بِأَنْ وُلِدَ ... بِالْكَعْبَةِ وَمَا لِغَيْرِهِ عُهِدَ. [257]

---

[256] تہذیب الأسماء واللغات للنووی: ج 1 ص 180 تحت حرف الحاء المهملة

[257] أَلْفِيَّةُ السُّيوطی فی علم الحدیث: ص 144

ترجمہ: حکیم (بن حزام رضی اللہ عنہ) اکیلے ہیں جن کی ولادت بیت اللہ کے اندر ہوئی، اور کسی اور کے بارے میں ایسی بات معلوم نہیں ہے۔

3: شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت 1239ھ) لکھتے ہیں:

"فاطمہ بنت اسد (رضی اللہ عنہا) کے متعلق جو یہ کہا گیا ہے کہ ان کو وحی ہوئی کہ خانہ کعبہ میں جا کر وضع حمل کریں، در حقیقت ایک بے لطف جھوٹ ہے، کیونکہ اسلامی یا غیر اسلامی کسی بھی فرقہ کے نزدیک بھی وہ نبی نہیں تھیں۔"[258]

جواب نمبر 4: حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ "مولودِ کعبہ" ہیں

اگر "مولودِ کعبہ" ہونے سے "افضلیت" ثابت ہوتی ہے تو پھر حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بھی اس افضلیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوں گے، کیونکہ ان کا "مولودِ کعبہ" ہونا علمائے امت کی تصریحات سے ثابت ہے۔

1: امام محمد بن حبان بن احمد بن حبان بن معاذ تمیمی بُستی رحمہ اللہ (ت 354ھ) فرماتے ہیں:

حَكِيْمُ بْنُ حِزَامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ .... وَكَانَ مَوْلِدُهٗ قَبْلَ الْفِيْلِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، دَخَلَتْ أُمُّهُ الْكَعْبَةَ فَمَخَضَتْ فِيْهِ، فَوَلَدَتْ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ فِيْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ.[259]

ترجمہ: حکیم بن حزام کی ولادت واقعۂ فیل سے تیرہ سال پہلے ہوئی۔ ان کی والدہ کعبہ میں داخل ہوئیں تو انہیں دردِ زہ شروع ہوا، تو انہوں نے حکیم بن حزام کو کعبہ کے اندر جنم دیا۔

2: امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت فرماتے ہیں:

حَكِيْمُ بْنُ حِزَامِ بْنِ خُوَيْلِدٍ ... وُلِدَ فِي الْكَعْبَةِ، وَذٰلِكَ أَنَّ أُمَّهٗ دَخَلَتِ الْكَعْبَةَ فِيْ نِسْوَةٍ مِنْ

---

[258] تحفہ اثنا عشریہ: ص: 165، 166

[259] الثقات لابن حبان: ج 3 ص 71 ترجمۃ حکیم بن حزام

قُرَيْشٍ وَهِيَ حَامِلٌ، فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ، فَأُتِيَتْ بِنِطْعٍ فَوَلَدَتْ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ عَلَيْهِ. [260]

ترجمہ: حکیم بن حزام کعبہ میں پیدا ہوئے، اس طرح کہ ان کی والدہ قریش کی چند عورتوں کے ساتھ حالتِ حمل میں کعبہ میں داخل ہوئیں، وہاں انہیں دردِ زہ شروع ہوا، تو چمڑا بچھایا گیا اور انہوں نے وہیں حکیم بن حزام کو جنم دیا۔

3: امام ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد بن ایوب بن موسیٰ زیلعی حنفی رحمہ اللہ (ت762ھ) فرماتے ہیں:

وُلِدَ حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ فِيْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ، وَعَاشَ مِائَةً وَعِشْرِيْنَ سَنَةً. [261]

ترجمہ: حکیم بن حزام کعبہ کے اندر پیدا ہوئے اور ایک سو بیس سال زندہ رہے۔

4: امام جمال الدین یوسف بن عبد الرحمٰن بن یوسف مزی رحمہ اللہ (ت742ھ) فرماتے ہیں:

إِنَّ أُمَّ حَكِيْمِ بْنِ حِزَامٍ وَلَدَتْ حَكِيْمَ بْنَ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ، فَمَخَضَتْ بِهٖ فَوَلَدَتْهُ. [262]

ترجمہ: حکیم بن حزام کی والدہ نے انہیں کعبہ کے اندر جنم دیا، انہیں وہیں دردِ زہ شروع ہوا تھا۔

5: علامہ سراج الدین ابو حفص عمر ابن الملقن الشافعی المصری رحمہ اللہ (ت804ھ) فرماتے ہیں:

حَكِيْمُ بْنُ حِزَامٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وُلِدَ فِيْ جَوْفِ الْكَعْبَةِ، وَلَا يُعْرَفُ أَحَدٌ وُلِدَ فِيْهَا غَيْرُهٗ، وَأَمَّا مَا رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهٗ وُلِدَ فِيْهَا فَضَعِيْفٌ، وَخَالَفَ الْحَاكِمُ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ فِي الْمُسْتَدْرَكِ فِيْ تَرْجَمَةِ عَلِيٍّ: إِنَّ الْأَخْبَارَ تَوَاتَرَتْ بِذٰلِكَ. [263]

ترجمہ: حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے، اور ان کے علاوہ کسی اور کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ کعبہ میں پیدا ہوا ہو۔ جہاں تک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق مروی ہے کہ وہ کعبہ میں پیدا ہوئے تو

---

[260] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج1 ص362 رقم الترجمۃ 535 حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ

[261] نصب الرایۃ فی تخریج احادیث الہدایۃ: ج4 ص4 کتاب البیوع حدیث المتبایعان بالخیار مالم یتفرقا

[262] تہذیب الکمال فی اسماء الرجال: ج21 ص63 ترجمۃ علی بن عثّام العامری، رقم الترجمہ 4105

[263] البدر المنیر: ج6 ص489 باب البیوع المنہی عنہا

وہ روایت ضعیف ہے۔ امام حاکم نے اس میں مخالفت کی اور مستدرک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ترجمہ (سوانح، حالاتِ زندگی) میں کہا کہ اس بارے میں روایات متواتر ہیں۔

6: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَحَکَی الزُّبَیْرُ بْنُ بَکَّارٍ أَنَّ حَکِیْمَ بْنَ حِزَامٍ وُلِدَ فِيْ جَوْفِ الْکَعْبَةِ. [264]

ترجمہ: زبیر بن بکّار نے نقل کیا ہے کہ حکیم بن حزام کعبہ کے اندر پیدا ہوئے۔

7: علامہ جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر سیوطی شافعی رحمہ اللہ (ت 911ھ) فرماتے ہیں:

حَکِیْمُ بْنُ حِزَامِ بْنِ خُوَیْلِدٍ ... وَکَانَ مَوْلِدُهٗ فِيْ جَوْفِ الْکَعْبَةِ قَبْلَ عَامِ الْفِیْلِ بِثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً ... وَمَا وَقَعَ فِيْ مُسْتَدْرَكِ الْحَاکِمِ مِنْ أَنَّ عَلِیًّا وُلِدَ فِیْهَا ضَعِیْفٌ. [265]

ترجمہ: حکیم بن حزام کی ولادت واقعۂ فیل سے تیرہ سال پہلے کعبہ کے اندر ہوئی، اور مستدرک حاکم میں جو یہ مذکور ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے، وہ ضعیف ہے۔

جواب نمبر 5: فضائلِ علی رضی اللہ عنہ میں "مولودِ کعبہ" کا ذکر نہ ہونا

اگر خانۂ کعبہ میں ولادت بذاتِ خود فضیلت کی دلیل ہوتی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے اس کا تذکرہ فرمایا ہوتا، یا خود حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما، اہلِ بیت اور دیگر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل بیان کرتے وقت اس کا تذکرہ کیا ہوتا۔ جب کہ فضیلت کے باب میں "مولودِ کعبہ" کی روایت کا تذکرہ نہیں ہے۔

خلاصۂ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے "مولودِ کعبہ" ہونے کی روایت کی بنیاد پر آپ کی افضلیت پر استدلال کیا جاتا

---

[264] تہذیب التہذیب لابن حجر: ج2 ص182 رقم الترجمہ 1742

[265] تدریب الراوی للسیوطی: ج2 ص311 تحت النَّوْعُ السِّتُّوْن التَّوَارِیْخُ وَالْوَفِیَّاتُ

ہے، لیکن اس دعوٰی کی مضبوط دلیل نہیں ہے۔ متعدد ائمہ و محدثین کرام رحمہم اللہ نے تصریح کی ہے کہ "مولودِ کعبہ" حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ تھے۔ بالفرض حضرت علی رضی اللہ عنہ کا "مولودِ کعبہ" ہونا ثابت بھی ہو جائے تو بھی کعبہ میں ولادت "افضلیت" کی دلیل نہیں ہے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام واہلِ بیت عظام رضی اللہ عنہم نے اسے فضیلت قرار نہیں دیا اور نہ ہی اس بنیاد پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی افضلیت کا دعوٰی کیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اعتراض نمبر2

سیدنا علی رضی اللہ عنہ قبولِ اسلام میں متردّد ہوئے اور اسلام کو چھپایا

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ جَاءَ بَعْدَ ذٰلِكَ بِيَوْمٍ وَهُمَا يُصَلِّيَانِ فَقَالَ عَلِيٌّ: يَا مُحَمَّدُ! مَا هٰذَا؟ قَالَ: دِيْنُ اللهِ الَّذِيْ اصْطَفٰى لِنَفْسِهٖ وَبَعَثَ بِهٖ رُسُلَهٗ فَأَدْعُوْكَ إِلَى اللهِ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَإِلٰى عِبَادَتِهٖ وَأَنْ تَكْفُرَ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَقَالَ عَلِيٌّ: هٰذَا أَمْرٌ لَمْ أَسْمَعْ بِهٖ قَبْلَ الْيَوْمِ فَلَسْتُ بِقَاضٍ أَمْرًا حَتّٰى أُحَدِّثَ بِهٖ أَبَا طَالِبٍ فَكَرِهَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُفْشِيَ عَلَيْهِ سِرَّهٗ قَبْلَ أَنْ يَسْتَعْلِنَ أَمْرَهٗ فَقَالَ لَهٗ: يَا عَلِيُّ! إِذَا لَمْ تُسْلِمْ فَاكْتُمْ فَمَكَثَ عَلِيٌّ تِلْكَ اللَّيْلَةَ ثُمَّ إِنَّ اللهَ أَوْقَعَ فِيْ قَلْبِ عَلِيٍّ الْإِسْلَامَ فَأَصْبَحَ غَادِيًا إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى جَاءَهٗ، فَقَالَ: مَاذَا عَرَضْتَ عَلَيَّ يَا مُحَمَّدُ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَتَكْفُرُ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَتَبَرَّأُ مِنَ الْأَنْدَادِ "فَفَعَلَ عَلِيٌّ وَاَسْلَمَ وَمَكَثَ يَأْتِيْهِ عَلٰى خَوْفٍ مِنْ أَبِيْ طَالِبٍ وَكَتَمَ عَلِيٌّ إِسْلَامَهٗ وَلَمْ يُظْهِرْ. [266]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اس (اعلانِ نبوت) کے ایک دن بعد آئے تو اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: اے محمد! یہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ کا دین ہے جسے اس نے اپنے لیے پسند کیا ہے اور یہی دین دے کر اپنے رسولوں کو بھیجا ہے۔ میں تمہیں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی عبادت کی دعوت دیتا ہوں جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ تم لات وعزیٰ کا انکار کرو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ ایسی بات

[266] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج2 ص29 أول من أسلم من متقدمي الإسلام والصحابة وغيرهم

ہے جو میں نے آج سے پہلے کبھی نہیں سنی اس لیے میں اس بارے خود کوئی فیصلہ نہیں کروں گا جب تک اپنے والد ابو طالب سے اس کا ذکر نہ کرلوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند نہ آئی کہ عَلانیہ دعوت کا حکم آنے سے پہلے حضرت علی ابو طالب کے سامنے آپ کا راز ظاہر کرے اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو کم از کم اس بات کو چھپا کر رکھنا۔ چنانچہ حضرت علی نے وہ رات گزاری پھر اللہ تعالیٰ نے علی کے دل میں اسلام کی حقانیت ڈال دی تو وہ صبح سویرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف روانہ ہوئے اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد! آپ نے مجھ پر کیا پیش کیا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور لات و عزیٰ کا انکار کرو اور تمام جھوٹے معبودوں سے اعلانِ برأت کرو۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا اور اسلام قبول کر لیا، اور وہ کچھ عرصہ ابو طالب کے خوف سے چھپ کر آتے جاتے رہے اور اپنے اسلام کو ظاہر نہیں کیا۔

اعتراضات:

اس واقعہ کی بنیاد پر تین اعتراضات کیے جاتے ہیں:

1: قبولِ اسلام میں تردُّد

2: والد سے مشورہ کی خواہش

3: اسلام کو چھپانا

ذیل میں ان کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

جواب نمبر 1: تردّد یا تعجب فطری ہے

معترضین کا پہلا اعتراض یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایمان لانے میں تردد تھا، حالانکہ یہ تردّد نہیں بلکہ فطری تعجب تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک ایسے معاشرے میں آنکھ کھول رہے تھے جہاں ہر طرف شرک کا غلبہ تھا، وہاں اچانک توحید کی بات سننا ایک نئی چیز تھی اور انسانی فطرت بھی یہی ہے کہ وہ غیر معمولی چیز پر تعجب کا اظہار کرتا ہے۔

اس کی مثالیں قرآن وحدیث میں موجود ہیں:

مثال 1:

سیدہ مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھل آنا ایک نئی چیز تھی جس پر سیدنا زکریا علیہ السلام نے تعجب فرمایا۔

﴿فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّ اَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا ۙ وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا ۚ كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ ۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًا ۚ قَالَ يٰمَرْيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا ؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (۳۷)﴾. [267]

ترجمہ: چنانچہ اس کے رب نے اس بچی کو پسندیدگی کے ساتھ قبول فرمالیا اور اسے بہترین انداز میں پروان چڑھایا اور اسے زکریا (علیہ السلام) کی کفالت میں دے دیا۔ جب بھی حضرت زکریا (علیہ السلام) حضرت مریم (علیہا السلام) کے پاس ان کی عبادت گاہ میں جاتے تو ان کے پاس کھانا موجود پاتے۔ [ایک دن] فرمانے لگے: اے مریم! تمہارے پاس یہ رزق کہاں سے آتا ہے؟ وہ کہنے لگیں: یہ اللہ کے پاس سے آتا ہے، بیشک اللہ جسے چاہے، بے حساب رزق عطا فرماتا ہے۔

مثال 2:

جب ملائکہ نے سیدنا ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی خوش خبری تو آپ کی اہلیہ سیدہ سارہ نے کہا:

﴿قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوْزٌ وَّ هٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ (۷۲)﴾ [268]

ترجمہ: وہ کہنے لگی: ہائے، کیا میں بڑھاپے کی حالت میں بچہ جنوں گی؟ اور یہ میرے شوہر بھی بوڑھے ہو چکے ہیں، یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔

مثال 3:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم سے جب حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ نے تراویح کی نئی ترتیب سنی تو

---

[267] سورۃ آل عمران:37

[268] سورۃ ھود:72

انہوں نے بھی اسے ایک "نئی چیز" قرار دے کر تعجب کا اظہار کیا۔

حافظ احمد بن ابی بکر بن اسماعیل البوصیری الشافعی رحمہ اللہ (ت840ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَمَرَ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِاللَّيْلِ، فَقَالَ: إِنَّ النَّاسَ يَصُوْمُوْنَ النَّهَارَ، وَلَا يُحْسِنُوْنَ أَنْ يَقْرَؤُوْا، فَلَوْ قَرَأْتَ الْقُرْآنَ عَلَيْهِمْ بِاللَّيْلِ، فَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِينَ! هٰذَا شَيْءٌ لَمْ يَكُنْ، فَقَالَ: قَدْ عَلِمْتُ، وَلٰكِنَّه أَحْسَنُ، فَصَلّٰى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً. [269]

ترجمہ: حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے (یعنی اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ کو) حکم دیا کہ رمضان شریف کی رات میں نماز تراویح پڑھاؤں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگ دن بھر روزہ رکھتے ہیں، (رات میں) قرأت (قرآن کی) اچھی نہیں کر پاتے۔ اگر آپ رات میں (تراویح کے اندر) انہیں قرآن مجید سنا دیا کریں تو یہ زیادہ بہتر ہے۔ حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے امیر المومنین! یہ تلاوت کا طریقہ پہلے نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جانتا ہوں لیکن یہ طریقہ تلاوت اچھا ہے۔ تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بیس رکعات نماز تراویح پڑھائی۔

اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ جس ماحول میں رہتے تھے وہ شرکیہ ماحول تھا اس میں توحید ایک نئی چیز تھی جس پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے تعجب کا اظہار فرمایا جو قابل اشکال نہیں ہے۔

جواب نمبر 2: تحقیق اور صائب الرائے ہونا

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فوراً کلمہ پڑھنے کی بجائے یہ کہا کہ میں والد صاحب سے مشورہ کرتا ہوں جس پر انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا منع فرمانا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ طرز عمل درست نہیں تھا۔

---

[269] اتحاف الخیرۃ المہرۃ للبوصیری: ج2 ص424 باب فی قیام رمضان وماروی فی عدد رکعاتہ

جواب:

والد صاحب سے مشورہ کی بات دراصل تحقیق کی ایک صورت تھی، اسلام لانے سے پہلے حق کی تلاش اور تحقیق کرنا ایک مستحسن عمل ہے۔

مثال:

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: لَمَّا بَلَغَ أَبَا ذَرٍّ مَبْعَثُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِأَخِيهِ: ارْكَبْ إِلَى هٰذَا الْوَادِي، فَاعْلَمْ لِي عِلْمَ هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يَزْعُمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْخَبَرُ مِنَ السَّمَاءِ وَاسْمَعْ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ ائْتِنِي فَانْطَلَقَ الْأَخُ حَتّٰى قَدِمَهُ وَسَمِعَ مِنْ قَوْلِهِ ثُمَّ رَجَعَ إِلَى أَبِي ذَرٍّ فَقَالَ لَهُ: رَأَيْتُهُ يَأْمُرُ بِمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَكَلَامًا مَا هُوَ بِالشِّعْرِ .[270]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت کی خبر ملی تو انہوں نے اپنے بھائی کو کہا کہ اس وادی (مکہ) کا سفر کرو اور مجھے اس آدمی سے متعلق تحقیق کر کے بتاؤ جو سمجھتا ہے کہ وہ نبی ہے اور اس کے پاس آسمان سے خبر (وحی) آتی ہے۔ (وہاں پہنچ کر) ان کی باتوں کو سننا اور پھر میرے پاس آنا (مجھے بتانا)۔ ان کے بھائی نے سفر کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سنیں پھر ابوذر کے پاس واپس آئے اور ان کو بتایا کہ میں نے انہیں دیکھا ہے، وہ لوگوں کو اچھے اخلاق کا حکم دیتے ہیں اور جو کلام (میں نے سنا) ہے وہ شعر نہیں ہے۔

اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ میں اس بارے اپنے والد سے بات کرتا ہوں تو اِس کا مقصد صرف تحقیق تھا کیونکہ ابھی تک عَلانیہ دعوت کا حکم نہیں تھا؛ اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ بھلے فی الحال کلمہ نہ پڑھیں مگر اس چیز کا تذکرہ ابھی کسی اور سے نہ کریں۔ پھر صرف ایک رات غور وفکر کرنے

[270] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3861

کے بعد اسلام لانا یہ آپ کی فطرتِ سلیمہ کی دلیل ہے اور اس کے بعد زندگی بھر تردّد نہ کرنا ایمان کے کمال کی علامت ہے۔

جواب نمبر 3: اسلام چھپانے کی حکمت

تیسرا اعتراض یہ ہے کہ انہوں نے اپنا اسلام کیوں چھپایا؟ اس کی دو بنیادی وجوہات تھیں:

1: اطاعتِ رسول

2: حکمتِ عملی

وضاحت حسبِ ذیل ہے۔

1: اطاعتِ رسول

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ "اگر تم اسلام قبول نہیں کرتے تو (کم از کم) اس معاملے کو چھپا کر رکھنا"۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ گویا حضرت علی نے یہ کام اپنی خواہش سے نہیں بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کیا اور ایک مومن کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی تابعداری لازم ہوتی ہے۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ لَهُ: يَا عَلِيُّ إِذْ لَمْ تُسْلِمْ فَاكْتُمْ. [271]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! اگر (فی الحال کسی مجبوری کی وجہ سے) تم اسلام قبول نہیں کرتے تو کم از کم اس بات کو چھپا کر رکھنا۔

فائدہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث مبارک بیان فرمائی، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اس

---

[271] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر ج 2 ص 29 أول من أسلم من متقدمی الاسلام والصحابة وغیرهم

حدیث کو بیان کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمادیا تاکہ لوگ اس حدیث پاک کو کافی سمجھتے ہوئے دیگر اعمالِ خیر میں کوتاہی نہ کرنے لگیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمانے پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے ایک مدت تک اِس حدیث مبارک کو لوگوں سے پوشیدہ رکھا اور زندگی کے آخری لمحات میں یہ حدیث بیان کی۔

امام ابوالحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَدِيفُهُ عَلَى الرَّحْلِ فَقَالَ: يَا مُعَاذُ! قَالَ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ. قَالَ: يَا مُعَاذُ! قَالَ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ. قَالَ: يَا مُعَاذُ! قَالَ: لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ: مَا مِنْ عَبْدٍ يَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ إِلَّا حَرَّمَهُ اللهُ عَلَى النَّارِ. قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ! أَفَلَا أُخْبِرُ بِهَا فَيَسْتَبْشِرُوْا. قَالَ: إِذًا يَتَّكِلُوْا فَأَخْبَرَ بِهَا مُعَاذُ عِنْدَ مَوْتِهِ تَأَثُّمًا. [272]

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہمیں حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مُعاذ اُن (انس رضی اللہ عنہ) کے پیچھے سواری پر سوار تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار حضرت مُعاذ کو مخاطب کر کے فرمایا: اے مُعاذ! حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور میں حاضر ہوں، میری خوش قسمتی (کہ آپ نے مجھے آواز دی)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی بار فرمایا جو شخص بھی اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔ حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! کیا میں لوگوں کو یہ بات بتادوں تاکہ وہ خوش ہو جائیں؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (نہیں) اس صورت میں وہ دیگر اعمال سے سستی کریں گے۔ حضرت مُعاذ رضی اللہ عنہ نے گناہ (کتمانِ علم) سے بچنے کے لیے اپنی موت کے

---

[272] صحیح مسلم: رقم الحدیث 32

وقت یہ حدیث بیان کر دی۔

معلوم ہوا کہ کسی دینی مصلحت کی بنا پر علم یا ایمان کو عارضی طور پر پوشیدہ رکھنا عینِ اطاعت ہے۔

2: حکمتِ عملی

ابتدائی تین سال تک دعوتِ اسلام کا کام خفیہ تھا، اس لیے اسلام کو چھپانا ایک تنظیمی ضرورت اور حکمتِ عملی تھی، یہ چیز کمزوری یا خوف کی وجہ سے نہ تھی۔

خلاصہ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بچوں میں سب سے پہلے ایمان لانے والے ہیں۔ ان کے قبولِ اسلام کا واقعہ ان کی ذہانت، حق پرستی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کی گہری وابستگی کو ظاہر کرتا ہے۔ ان پر کیے جانے والے اعتراضات علمی اور تاریخی حقائق کے سامنے بے وزن ہیں، کیونکہ ان کا ہر عمل نبوی حکمت اور انسانی فطرت کے عین مطابق تھا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى
الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

اعتراض نمبر 3

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بچپن میں اسلام قبول کیا جو معتبر نہیں

امام ابو الحسن عز الدین علی بن ابی الکرم محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت630ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ: أَسْلَمَ عَلِيٌّ وَهُوَ ابْنُ عَشْرِ سِنِيْنَ. [273]

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضرت علی دس سال کی عمر میں اسلام لائے۔

قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (ت1225ھ) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

سَبَقْتُكُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ طُرًّا
غُلَامًا مَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلْمِيْ [274]

ترجمہ: میں نے تم سب سے پہلے بچپن میں اسلام قبول کیا، اس وقت میں بلوغت کی عمر کو بھی نہیں پہنچا تھا۔

اعتراض:

اس طرح کی روایات کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب ایمان لائے تو آپ بچے تھے اور نابالغ کے قول وفعل کا اعتبار نہیں ہوتا۔ لہٰذا آپ کا ایمان معتبر نہیں۔

جواب نمبر 1: اسلام کے لیے بلوغت شرط نہیں

اسلام لانے کے لیے بلوغت شرط نہیں ہے، اس پر قرآن وحدیث میں دلائل موجود ہیں:

[273] اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ لابن الاثیر: ج3 ص395 تحت ترجمۃ علی ابن ابی طالب

[274] التفسیر المظہری: ج9 ص166، تفسیر سورۃ الواقعۃ، رقم الآیۃ10

1: دلیل از قرآن

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ [275]

ترجمہ: اور جو تم پر سلام کہے تو اسے یہ نہ کہو کہ تُو مسلمان نہیں ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی الشافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ: دَلَّتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ عَلٰى صِحَّةِ إِسْلَامِ الصَّبِيِّ؛ لِأَنَّ قَوْلَهٗ ﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰۤى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ عَامٌّ فِيْ حَقِّ الصَّبِيِّ وَفِيْ حَقِّ الْبَالِغِ. [276]

ترجمہ: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ آیت کریمہ اس بات کی دلیل ہے کہ چھوٹے بچے کا اسلام لانا درست ہے کیونکہ آیت کریمہ بچے اور بالغ کے حق میں عام ہے (دونوں کو شامل ہے)۔

2: دلیل از حدیث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نابالغ بچوں کو اسلام لانے کی دعوت دی ہے، اگر بچے کا اسلام قبول کرنا معتبر نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم دعوت نہ دیتے، اس پر دو روایات پیش کی جاتی ہیں:

روایت نمبر 1:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: كَانَ غُلَامٌ يَهُوْدِيٌّ يَخْدُمُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرِضَ فَأَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَقَعَدَ عِنْدَ رَأْسِهٖ فَقَالَ لَهٗ: أَسْلِمْ فَنَظَرَ إِلٰى أَبِيْهِ وَهُوَ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ أَطِعْ أَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْلَمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقُوْلُ:

---

[275] سورۃ النساء:94

[276] التفسیر الکبیر للرازی: ج11 ص4 تفسیر سورۃ النساء، رقم الآیۃ 94

الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَنْقَذَهُ مِنَ النَّارِ. [277]

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک یہودی لڑکا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے اور اس کے سر کے قریب بیٹھ کر فرمایا اسلام قبول کر لو؛ اس بچے نے اپنے والد کی طرف دیکھا جو اس کے پاس موجود تھا تو باپ نے اسے کہا: ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات مان لو چنانچہ بچے نے اسلام قبول کر لیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے یہ فرماتے ہوئے باہر تشریف لائے تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے جس نے اس جان کو جہنم سے بچالیا۔

اس حدیث مبارک سے ثابت ہوا کہ کلمہ پڑھنے کے لیے بلوغت ضروری نہیں، نابالغ بھی اسلام قبول کر سکتا ہے اور اس کا اسلام قبول کرنا شرعاً معتبر ہے۔

روایت نمبر 2:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ انْطَلَقَ فِي رَهْطٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتّٰى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ يَوْمَئِذٍ ابْنُ صَيَّادٍ يَحْتَلِمُ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتّٰى ضَرَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ فَنَظَرَ إِلَيْهِ ابْنُ صَيَّادٍ فَقَالَ: أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ الْأُمِّيِّينَ فَقَالَ ابْنُ صَيَّادٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللهِ؟ قَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: آمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَا ذَا تَرىٰ؟ قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: يَأْتِينِي صَادِقٌ وَكَاذِبٌ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لُبِسَ عَلَيْكَ الْأَمْرُ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا قَالَ ابْنُ صَيَّادٍ: هُوَ الدُّخُّ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

---

[277] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1356

اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ قَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ اللهِ! ائْذَنْ لِيْ فِيْهِ أَضْرِبْ عُنُقَهُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنْ يَكُنْ هُوَ فَلَنْ تُسَلَّطَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ هُوَ فَلَا خَيْرَ لَكَ فِيْ قَتْلِهِ.[278]

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند صحابہ کی جماعت کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے یہاں تک کہ اسے بنی مغالہ کے ایک ٹیلے کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے پایا اس وقت ابن صیاد بالغ ہونے کے قریب تھا۔ اسے حضور کے آنے کی خبر نہ ہوئی یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس کی پشت پر ضرب لگائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں۔ پھر ابن صیاد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا: تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا: میرے پاس سچی اور جھوٹی خبریں آتی رہتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تو تم پر معاملہ خلط ملط کر دیا گیا ہے۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تمہارے لیے ایک بات چھپا رکھی ہے (بتاؤ وہ کیا ہے؟) ابن صیاد نے کہا: وہ "دُخّ" ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دفع ہو جا! تو اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو یہ دجال ہے تو تم اس پر غالب نہیں آسکتے اور اگر یہ وہ (دجال) نہیں ہے تو پھر اسے قتل کرنے میں تمہارے لیے کوئی بھلائی نہیں۔

فائدہ:

اس حدیث مبارک کی تشریح میں حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ عینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ)

---

[278] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3055

فرماتے ہیں:

وَفِيهِ عَرْضُ الْإِسْلَامِ عَلَى الصَّغِيرِ وَاحْتَجَّ بِهِ قَوْمٌ عَلَى صِحَّةِ إِسْلَامِ الصَّبِيِّ إِنْ قَارَبَ الِاحْتِلَامَ وَهُوَ مَقْصُودُ الْبُخَارِيِّ مِنْ تَبْوِيبِهِ بِقَوْلِهِ: وَهَلْ يُعْرَضُ عَلَى الصَّبِيِّ الْإِسْلَامُ؟ وَجَوَابُهُ: يُعْرَضُ، وَبِهِ قَالَ أَبُو حَنِيفَةَ وَمَالِكٌ خِلَافًا لِلشَّافِعِيِّ. [279]

ترجمہ: اس حدیث مبارک میں نابالغ کو اسلام کی دعوت دینے کا ثبوت ہے۔ اور اسے کچھ لوگوں نے نابالغ کے اسلام کے درست ہونے پر دلیل بنایا ہے اور یہی امام بخاری کا مقصود ہے، جو انہوں نے اپنے باب کے عنوان میں بیان کیا ہے کہ "کیا بچے پر اسلام پیش کیا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں؛ بچے پر اسلام پیش کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ اور امام مالک کا یہی موقف ہے جبکہ امام شافعی کا اس میں اختلاف ہے۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ عینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) مزید فرماتے ہیں:

فَإِنَّ فِيهِ عَرْضَ الْإِسْلَامِ عَلَى الصَّبِيِّ وَيُفْهَمُ مِنْهُ أَيْضًا أَنَّهُ لَوْ لَمْ يَصِحَّ إِسْلَامُ الصَّبِيِّ لَمَا عَرَضَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى ابْنِ صَيَّادٍ. [280]

ترجمہ: اس حدیث مبارک میں بچے پر اسلام پیش کرنے کا ذکر ہے اور اس سے یہ بات بھی سمجھی جا سکتی ہے کہ اگر بچے کا اسلام لانا معتبر نہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ابنِ صیاد پر اسلام پیش نہ فرماتے۔

جواب نمبر 2: صحابیت کے لیے بلوغت شرط نہیں

اسلام قبول کرنے اور صحابی ہونے کے لیے بلوغت شرط نہیں ہے۔

علامہ برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب الابناسی رحمہ اللہ (ت 802ھ) نقل کرتے ہیں:

وَالصَّحِيحُ أَنَّ الْبُلُوغَ لَيْسَ شَرْطًا فِي حَدِّ الصَّحَابِيِّ وَإِلَّا لَخَرَجَ بِذَلِكَ مَنْ أَجْمَعَ الْعُلَمَاءُ عَلَى

[279] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج6 ص232 باب إذا أسلم الصبي فمات هل يصلى عليه الخ

[280] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج6 ص233 باب إذا أسلم الصبي فمات هل يصلى عليه الخ

عَدِّهِمْ فِي الصَّحَابَةِ، كَعَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ . [281]

ترجمہ: صحیح بات یہ ہے کہ صحابی کی تعریف میں بلوغت شرط نہیں ہے، ورنہ اس صورت میں وہ حضرات صحابہ سے خارج ہو جائیں گے جن کے صحابی ہونے پر علماء کا اتفاق ہے جیسے حضرت عبد اللہ بن زبیر، حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم۔

فائدہ: صحابی کی تعریف:

اہل علم نے صحابی کی جو تعریف کی ہے اس میں بھی بلوغت کی قید نہیں ہے۔

صحابی اسے کہتے ہیں جس میں تین باتیں پائی جائیں:

1: مؤمن ہو۔

2: حالتِ ایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرے۔

3: ایمان کی حالت میں اس کی وفات ہو۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) صحابی کی تعریف کرتے ہیں:

وَهُوَ مَنْ لَقِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُؤْمِنًا بِهِ وَمَاتَ عَلَى الْإِسْلَامِ . [282]

ترجمہ: صحابی اس شخص کو کہتے ہیں جو حالت ایمان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے اور حالتِ اسلام میں اس کی وفات ہو۔

اور یہ تینوں باتیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں؛ اس لیے آپ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے بہترین طبقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایک فرد ہیں۔

---

[281] الشذُّ الفَيَّاح من علوم ابن الصلاح: ص294 تحت النوع التاسع والثلاثون

[282] نزھۃ النظر شرح نخبۃ الفکر: ص117 تحت الموقوف واقسامہ، تعریف الصحابی

خلاصہ کلام:

اسلام لانے اور صحابی ہونے کے لیے بلوغت شرط نہیں ہے، لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بچپن میں اسلام لانا آپ رضی اللہ عنہ کی فطری صلاحیت کی دلیل ہے کہ چھوٹی عمر میں ہی اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہ کو حق کی معرفت وصداقت اور اسے قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بالغ ہونے کے بعد اس اسلام اور تصدیق کو برقرار رکھنا اور تمام اہلِ علم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو صحابہ کرام میں شمار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اعتراض لَغو ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اعتراض نمبر 4

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے حالتِ نماز میں صدقہ دیا جو خشوع وخضوع کے منافی ہے

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا غَالِبُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ فِيْ قَوْلِهِ: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ﴾ الْآيَةَ. قَالَ: نَزَلَتْ فِيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ، تَصَدَّقَ وَهُوَ رَاكِعٌ. [283]

ترجمہ: غالب بن عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے مجاہد کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: "بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہارا دوست ہے" کے بارے میں فرمایا: یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی، جب انہوں نے رکوع کی حالت میں صدقہ کیا۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی نماز خشوع وخضوع والی نہیں تھی۔

جواب نمبر 1: روایت کا ضعیف ہونا:

حالتِ نماز میں صدقہ کرنے والی روایت ضعیف ہے:

1: حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) نے اس مضمون کی تمام روایات نقل کرکے سب کی سند کو ناقابل استدلال قرار دیا ہے۔

وَهٰذَا إِسْنَادٌ لَا يُفْرَحُ بِهِ. [284]

---

[283] تفسیر الطبری: ج4ص357، تفسیر سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ 55

[284] تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر: ج2ص101، تفسیر سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ 55

ترجمہ: اور یہ ایسی اسناد ہیں جس پر خوش نہیں ہوا جا سکتا (قابلِ استدلال نہیں)۔

2: مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (ت 1396ھ) فرماتے ہیں:

اس روایت کی سند میں علماء ومحدثین کو کلام ہے۔[285]

3: شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

بعض ضعیف روایات میں ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔[286]

جواب نمبر 2: رکوع سے مراد خشوع ہے:

آیت کریمہ میں رکوع سے مراد نماز والا اور اصطلاحی رکوع نہیں بلکہ راکعون سے مراد خاشعون اور متواضعون ہے یعنی اہل ایمان ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتے ہیں۔

1: علامہ ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی رحمہ اللہ (ت 745ھ) فرماتے ہیں:

وَالرُّكُوعُ هُنَا ظَاهِرُهُ الْخُضُوعُ لَا الْهَيْئَةُ الَّتِيْ فِي الصَّلَاةِ. [287]

ترجمہ: اور اس آیت مبارکہ میں رکوع سے مراد بظاہر عاجزی اور انکساری ہے، نہ کہ وہ مخصوص حالت جو نماز میں ہوتی ہے۔

2: قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (ت 1255ھ) فرماتے ہیں:

وَالْمَعْنٰى هُمْ مُصَلُّوْنَ صَلَاةً ذَاتَ رُكُوْعٍ بِخِلَافِ صَلَاةِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى فَإِنَّهَا لَا رُكُوْعَ فِيْهَا أَوِ الْمَعْنٰى هُمْ خَاضِعُوْنَ مُتَخَشِّعُوْنَ فِيْ صَلَاتِهِمْ وَزَكَاتِهِمْ. قَالَ الْجَوْهَرِيُّ: يُسْتَعْمَلُ الرُّكُوْعُ تَارَةً فِي

---

[285] معارف القرآن شفیعی: ج3 ص179، تفسیر سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ 55

[286] معارف القرآن للکاندھلوی: ج2 ص532، تفسیر سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ 55

[287] تفسیر البحر المحیط: ج3 ص525، تفسیر سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ 55

التَّوَاضُعِ وَالتَّذَلُّلِ. [288]

ترجمہ: "اور اس کا معنی یہ ہے کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو رکوع والی نماز ادا کرتے ہیں، بر خلاف یہود و نصاریٰ کی نماز کے کیونکہ ان کی نماز میں رکوع نہیں ہوتا۔ یا اس کا یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی نماز اور زکوٰۃ میں عاجزی اور خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔ امام جوہری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ لفظ "رکوع" کبھی تواضع اور عاجزی (انکساری) کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

3: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) فرماتے ہیں:

تمہارے دوست تو (جن سے تم کو دوستی رکھنا چاہیے) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ایماندار لوگ ہیں جو کہ اس حالت سے نماز کی پابندی رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں کہ ان (کے دلوں) میں خشوع ہوتا ہے۔[289]

جواب نمبر 3: ضرورت مند کی ضرورت کو فوراً پورا کرنا:

اگر اس روایت کو درست مان لیا جائے اور رکوع سے مراد نماز والا رکوع ہی لیا جائے تو پھر اس روایت کا مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی ضرورت مند کی ضرورت کو پورا کرنے میں تاخیر نہیں کرتے تھے۔

1: قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ (ت 1255ھ) فرماتے ہیں:

وَلَعَلَّ ذِكْرَ الرُّكُوعِ هٰهُنَا عَلٰى سَبِيْلِ التَّمْثِيْلِ وَعَلٰى مُقْتَضَى الْحَادِثَةِ الْوَارِدَةِ فِيْهِ وَالْمُرَادُ مِنْهُ: يُؤْتُوْنَ الزَّكَاةَ فَوْرًا عَلَى السُّؤَالِ بِلَا مُهْلَةٍ. [290]

ترجمہ: اور ممکن ہے کہ یہاں رکوع کا ذکر بطور مثال کے ہے کیونکہ واقعہ رکوع کی حالت میں پیش آیا اصل آیت کا

---

[288] التفسیر المظہری: ج 3 ص 132، تفسیر سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ 55

[289] بیان القرآن للتھانوی: ج 1 ص 40، تفسیر سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ 55

[290] التفسیر المظہری: ج 3 ص 132، تفسیر سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ 55

مطلب یہ ہے کہ ایمان والے سائل کے سوال پر فوراً بلا تاخیر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔

2: مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع عثمانی رحمہ اللہ (ت1396ھ) فرماتے ہیں:

ایک روز حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز میں مشغول تھے جب آپ رکوع میں گئے تو کسی سائل نے آکر سوال کیا آپ نے اسی حالتِ رکوع میں اپنی ایک انگلی سے انگوٹھی نکال کر اس کی طرف پھینک دی۔[291]

خلاصہ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول اس روایت پر کلام ہے، اگر اس کو درست مان بھی لیا جائے تو مطلب یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سائل کی ضرورت کو فوراً پورا کیا اور ایک ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر سائل کو دی، چونکہ یہ عملِ قلیل تھا جو خشوع کے خلاف نہیں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّ اٰلَ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ وَبَارَكْتَ وَرَحِمْتَ عَلٰی إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰی اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

[291] معارف القرآن شفیعی: ج3 ص178، تفسیر سورۃ المائدۃ، رقم الآیۃ 55

اعتراض نمبر 5

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث ومباحثہ کیا

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ رَحِمَهُ اللهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْلَةً فَقَالَ: أَلَا تُصَلِّيَانِ؟ فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ! أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ، فَإِذَا شَاءَ أَنْ يَبْعَثَنَا بَعَثَنَا فَانْصَرَفَ حِينَ قُلْتُ ذَلِكَ وَلَمْ يَرْجِعْ إِلَيَّ شَيْئًا ثُمَّ سَمِعْتُهُ وَهُوَ مُوَلٍّ يَضْرِبُ فَخِذَهُ وَهُوَ يَقُولُ: وَكَانَ الْإِنْسَانُ أَكْثَرَ شَيْءٍ جَدَلًا. [292]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: کیا تم دونوں نماز (تہجد) نہیں پڑھتے؟ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں، جب وہ ہمیں اٹھانا چاہتا ہے تو اٹھا دیتا ہے۔ میرا جواب سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ فرمائے بغیر واپس تشریف لے گئے۔ میں نے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس جاتے ہوئے اپنی ران مبارک پر ہاتھ مارتے ہوئے یہ آیت پڑھ رہے تھے اور انسان سب سے زیادہ جھگڑا کرنے والا ہے۔

اعتراض:

اس حدیث مبارک کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بحث ومباحثہ کیا جسے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند فرمایا۔

[292] صحیح البخاری: رقم الحدیث 1127

جواب نمبر 1: مباحثہ یا عذر

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا یہ کوئی بحث مباحثہ یا جدل نہیں تھا بلکہ ایک عذر تھا کہ یا رسول اللہ! نماز کے لیے آنکھ نہیں کھلی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی فطرت کی طرف توجہ دلائی اور تربیتی انداز اختیار فرمایا کہ انسان کی عمومی فطرت ہے کہ وہ سیدھا معذرت کرنے کی بجائے عذر تلاش کرتا ہے۔

1: امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) فرماتے ہیں:

اَلْمُخْتَارُ فِيْ مَعْنَاهُ أَنَّهُ تَعَجَّبَ مِنْ سُرْعَةِ جَوَابِهِ وَعَدَمِ مُوَافَقَتِهِ لَهُ عَلَى الْاِعْتِذَارِ بِهٰذَا، وَلِهٰذَا ضَرَبَ فَخِذَهُ، وَقِيْلَ: قَالَهُ تَسْلِيْمًا لِعُذْرِهِمَا وَأَنَّهُ لَا عَتْبَ عَلَيْهِمَا … وَأَنَّهُ يَنْبَغِيْ لِلنَّاصِحِ إِذَا لَمْ يَقْبَلْ نَصِيْحَتَهُ أَوِ اعْتَذَرَ إِلَيْهِ بِمَا لَا يَرْتَضِيْهِ أَنْ يَنْكَفَّ وَلَا يُعَنِّفَ إِلَّا لِمَصْلَحَةٍ. [293]

ترجمہ: اس حدیث کا راجح مفہوم یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جلدی جواب دینے اور اُن کے عذر کے ساتھ متفق نہ ہونے پر تعجب فرمایا۔ اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ران پر ہاتھ مارا، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات حضرت علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کے عذر کو قبول کرتے ہوئے فرمائی، اور اس میں ان پر کوئی ملامت نہیں تھی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی نصیحت کرنے والا کسی کو نصیحت کرے، اور وہ شخص اسے قبول نہ کرے یا ایسا عذر پیش کرے جو ناصح کو پسند نہ ہو، تو ناصح کو چاہیے کہ نرمی اختیار کرے اور سختی نہ کرے، سوائے اس کے کہ کسی دینی مصلحت کا تقاضا ہو۔

2: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ عینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ تَعَجُّبًا مِنْ سُرْعَةِ جَوَابِهِ وَقِيْلَ: إِنَّمَا قَالَهُ تَسْلِيْمًا لِعُذْرِهِ وَأَنَّهُ لَا عَتْبَ عَلَيْهِ … وَفِيْهِ مَنْقَبَةٌ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، حَيْثُ نَقَلَ مَا فِيْهِ عَلَيْهِ أَدْنٰى غَضَاضَةٍ فَقَدَّمَ مَصْلَحَةَ نَشْرِ الْعِلْمِ وَتَبْلِيْغِهِ عَلٰى كَتْمِهِ، وَفِيْهِ مَا نَقَلَ ابْنُ بَطَّالٍ عَنِ الْمُهَلَّبِ أَنَّهُ لَيْسَ لِلْإِمَامِ أَنْ يُشَدِّدَ فِي

---

[293] شرح صحیح مسلم للنووی: ج1 ص265 باب الحث علیٰ صلوٰۃ الوقت

النَّوَافِلِ حَيْثُ قَنِعَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَوْلِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: "أَنْفُسُنَا بِيَدِ اللهِ". لِأَنَّهُ كَلَامٌ صَحِيحٌ فِي الْعُذْرِ عَنِ التَّنَفُّلِ وَلَوْ كَانَ فَرْضًا مَا أَعْذَرَهُ. [294]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جلدی جواب دینے پر تعجب کے طور پر یہ بات فرمائی تھی، اور کہا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عذر قبول کرتے ہوئے فرمائی اور اس صورت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ پر کوئی عتاب نہیں۔

اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک بڑی فضیلت بھی ظاہر ہوتی ہے کہ انہوں نے وہ بات نقل کی جس میں بظاہر ان کے خلاف پہلو تھا، لیکن انہوں نے علم کو چھپایا نہیں بلکہ اسے بیان کیا، اور علم کی نشر و اشاعت کو ترجیح دی۔ محدث ابن بطال رحمہ اللہ نے مہلب سے نقل کیا ہے کہ امام کو نوافل کے معاملے میں سختی نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جواب کو قبول فرمایا، جب انہوں نے کہا: ہماری جانیں اللہ کے قبضہ میں ہیں۔ یہ نفل کے بارے ایک درست عذر تھا۔ اگر یہ فرض نماز ہوتی تو عذر قبول نہ کیا جاتا۔

جواب نمبر 2: "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّآتُ الْمُقَرَّبِيْنَ":

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عذر پیش کرنا بالکل درست تھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ خاندان نبوت کے فرد ہیں، ابتداء سے ہی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں رہتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بھی تھے، اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناگواری کا اظہار فرمایا، حالانکہ اسی طرح کا عذر ایک موقع پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بھی پیش کیا تھا جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمالیا تھا؛ گویا کہ یہ "حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّآتُ الْمُقَرَّبِيْنَ" کے قبیل سے ہے۔

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجۃ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[294] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج5 ص455 رقم الحدیث: 1127 باب تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم علیٰ صلوٰۃ اللیل

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَفَلَ مِنْ غَزْوَةِ خَيْبَرَ فَسَارَ لَيْلَة حَتّٰى إِذَا أَدْرَكَهُ الْكَرٰى عَرَّسَ وَقَالَ لِبِلَالٍ: اكْلَأْ لَنَا اللَّيْلَ فَصَلّٰى بِلَالٌ مَا قُدِّرَ لَهُ وَنَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابُهُ فَلَمَّا تَقَارَبَ الْفَجْرُ اسْتَنَدَ بِلَالٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ مُوَاجِهَ الْفَجْرِ فَغَلَبَتْ بِلَالًا عَيْنَاهُ وَهُوَ مُسْتَنِدٌ إِلٰى رَاحِلَتِهِ فَلَمْ يَسْتَيْقِظْ بِلَالٌ وَلَا أَحَدٌ مِنْ أَصْحَابِهِ حَتّٰى ضَرَبَتْهُمُ الشَّمْسُ فَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلَهُمُ اسْتِيْقَاظًا فَفَزِعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: "أَيْ بِلَالُ" فَقَالَ بِلَالٌ: أَخَذَ بِنَفْسِي الَّذِيْ أَخَذَ بِنَفْسِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ وَأُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ! قَالَ: "اقْتَادُوْا" فَاقْتَادُوْا رَوَاحِلَهُمْ شَيْئًا ثُمَّ تَوَضَّأَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَمَرَ بِلَالًا فَأَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى بِهِمُ الصُّبْحَ. [295]

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ خیبر سے واپس لوٹے تو رات بھر سفر کرتے رہے یہاں تک کہ جب نیند غالب آنے لگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم ہمارے لیے رات کی نگرانی کرو، چنانچہ جتنا اللہ کو منظور تھا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام سوگئے۔ جب فجر کا وقت قریب ہوا تو حضرت بلال اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر مطلَع کی طرف منہ کرکے بیٹھے تھے تو ان کو بھی نیند آگئی۔ پھر نہ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھ کھلی، نہ حضرت بلال جاگے اور نہ ہی کوئی صحابی جاگا۔ یہاں تک کہ سورج نکل آیا اور ان کو دھوپ لگی تو سب سے پہلے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے اور گھبرا کر فرمایا: اے بلال! حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بھی اسی ذات نے سلا دیا جس نے آپ کو سلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہاں سے آگے چلو چنانچہ جب کچھ آگے گئے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا، حضرت بلال کو حکم دیا، انہوں نے اقامت کہی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم

[295] سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث 697

کو نماز فجر پڑھائی۔

خلاصہ کلام:

حضرت علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کا نماز تہجد کے لیے نہ جاگنا اور اس پر عذر پیش کرنا ٹھیک تھا، چونکہ بظاہر صورت جدل کی تھی، اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسان کی عمومی فطرت کی طرف توجہ دلائی کہ انسان کو ایسے موقع پر سیدھی معذرت کر لینی چاہیے نہ کہ عذر پیش کرنا چاہیے۔ یا ناگواری کی وجہ یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مقام بہت بلند تھا، اس لیے تہجد کے چھوٹنے پر بھی اللہ کے نبی نے ناگواری کا اظہار فرمایا، آپ رضی اللہ عنہ کو تنبیہ کرنا آپ کے مقام کی طرف اشارہ ہے کہ جس کا مقام بلند ہو اسے نوافل کا اہتمام کرنا چاہیے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبۡدِكَ وَرَسُوۡلِكَ كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰی إِبۡرَاهِيۡمَ
وَبَارِكۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰی إِبۡرَاهِيۡمَ

اعتراض نمبر 6

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے شراب پی کر نماز پڑھائی

امام ابوداؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ دَعَاهُ وَعَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ فَسَقَاهُمَا قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ فَأَمَّهُمْ عَلِيٌّ فِي الْمَغْرِبِ وَ قَرَأَ ﴿قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ﴾ فَخَلَطَ فِيهَا فَنَزَلَتْ ﴿لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ﴾.[296]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک انصاری صحابی نے میری اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی دعوت کی اور شراب حرام ہونے سے پہلے دونوں کو شراب پلائی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز مغرب پڑھائی اور سورۃ الکافرون کی تلاوت کی اور اس میں غلطی لگ گئی، اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی کہ نشے کی حالت میں نماز کے قریب نہ جاؤ۔ یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شراب پی تھی۔

جواب نمبر 1: روایت کا اضطراب

اس روایت کے متن میں اضطراب ہے۔

یہی روایت سنن الترمذی اور المستدرک علی الصحیحین میں بھی موجود ہے۔ روایات ملاحظہ ہوں:

1: امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: صَنَعَ لَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ طَعَامًا فَدَعَانَا

---

[296] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 3671

وَسَقَانَا مِنَ الْخَمْرِ فَأَخَذَتِ الْخَمْرُ مِنَّا وَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَقَدَّمُونِي فَقَرَأْتُ: "قُلْ يَاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ . لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ . وَنَحْنُ نَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ . " قَالَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ ﴾. [297]

ترجمہ: حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ہمارے لیے کھانا تیار کیا، انہوں نے ہمیں دعوت دی اور شراب پلائی شراب نے ہم پر اثر کر لیا۔ اسی دوران نماز کا وقت آ گیا، لوگوں نے مجھے امام بنایا میں نے سورۃ الکافرون پڑھی تو اس میں غلطی لگی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے کی حالت میں ہو، یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: دَعَانَا رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ قَبْلَ أَنْ تُحَرَّمَ الْخَمْرُ فَتَقَدَّمَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فَصَلّٰى بِهِمُ الْمَغْرِبَ فَقَرَأَ ﴿ قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ﴾ فَالْتَبَسَ عَلَيْهِ فِيهَا فَنَزَلَتْ ﴿ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى ﴾ [298]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: شراب حرام ہونے سے پہلے ایک انصاری شخص نے ہماری دعوت کی حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے لوگوں کو مغرب کی نماز پڑھائی جس میں سورۃ الکافرون پڑھی، لیکن ان پر اس میں کچھ خلط ملط ہو گیا۔ جس پر آیت نازل ہوئی: اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جب کہ تم نشے کی حالت میں ہو۔

اضطراب کی تفصیل:

ان روایات کو سامنے رکھنے سے درج ذیل اضطرابات سمجھ آتے ہیں:

---

[297] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3026

[298] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج5 ص197 رقم الحدیث 7302

1:　میزبان کا تعیّن

2:　مہمان کا تعیّن

3:　امام کا تعیّن

ذیل میں ہر ایک کی تفصیل پیش کی جاتی ہے:

1:　میزبان کا تعیّن

سنن ابی داوٗد اور مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق میزبان ایک انصاری صحابی تھے۔

جبکہ سنن الترمذی کی روایت کے مطابق میزبان حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ تھے۔

2: مہمان کا تعیّن

سنن ابی داوٗد کی روایت کے مطابق مہمان صرف حضرت علی اور حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما تھے۔

سنن الترمذی کی روایت کے مطابق مہمان حضرت علی رضی اللہ عنہ اور باقی صحابہ تھے جبکہ مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق مہمان حضرت علی، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔

3: امام کا تعیّن

سنن ابی داوٗد اور سنن الترمذی کی روایت کے مطابق نماز حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جب کہ مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق نماز حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے پڑھائی۔

چونکہ حدیث پاک کے متن میں کئی اضطراب ہیں، لہٰذا ان اضطراب کی وجہ سے حدیث مبارک ناقابلِ استدلال ہے۔

جواب نمبر 2: نزولِ حکم سے پہلے حرمت نہیں ہوتی

اگر یہ روایت صحیح تسلیم کر لی جائے تب بھی کوئی اشکال نہیں، کیونکہ اسی روایت میں وضاحت موجود ہے کہ یہ واقعہ شراب کی حرمت اور آیت کے نزول سے پہلے کا ہے اس لیے کہ اصولاً اس پر گرفت یا مؤاخذہ نہیں کیونکہ

شریعت کا اصول ہے کہ جب تک شریعت کی طرف سے کوئی حکم نہ دیا جائے تو کوئی چیز لازم یا حرام نہیں ہوتی۔

علامہ ابو الحسن علی بن ابی علی بن محمد آمدی رحمہ اللہ (ت 631ھ) فرماتے ہیں:

لَا حُكْمَ قَبْلَ وُرُوْدِ الشَّرْعِ. [299]

ترجمہ: شریعت کی طرف سے حکم آنے سے پہلے کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔

اس اصول کے مطابق چونکہ ابھی تک شراب کی قطعی حرمت نازل نہیں ہوئی تھی اس لیے کسی ایک صحابی خصوصاً سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنا درست نہیں۔

خلاصہ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ واقعہ تفسیر اور حدیث مبارک کی کتابوں میں موجود ہے، اولاً تو یہ واقعہ مضطرَب ہونے کی وجہ سے ناقابلِ استدلال ہے اور اگر یہ واقعہ تسلیم کر بھی لیا جائے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صحابیت یا عدالت پر کوئی اشکال نہیں ہوتا، اس لیے کہ یہ واقعہ آیت کے نزول کا سبب بنا اور یہ واقعہ شراب کی حرمت سے پہلے کا ہے، لہٰذا اس سے آپ رضی اللہ عنہ کی عدالت پر کوئی اشکال نہیں ہوتا۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ وَصَلِّ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ

---

[299] الاِحکام فی اصول الاَحکام: ج1 ص72

اعتراض نمبر 7

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کا ارادہ کیا

امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ: أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ: إِنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ فَسَمِعَتْ بِذٰلِكَ فَاطِمَةُ فَأَتَتْ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَزْعُمُ قَوْمُكَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ وَهٰذَا عَلِيٌّ نَاكِحٌ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ. [300]

ترجمہ: امام زہری فرماتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین نے بیان کیا کہ مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا۔ یہ بات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوئی تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: آپ کی قوم یہ سمجھتی ہے کہ آپ اپنی بیٹیوں کی وجہ سے ناراض نہیں ہوتے یہاں تک کہ یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ابوجہل کی بیٹی سے نکاح کرنے لگے ہیں۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا جس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچی۔

جواب: ممانعت سے پہلے کام کا جواز

جب تک اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کسی کام کی واضح ممانعت موجود نہ ہو وہ کام مباح اور جائز ہوتا ہے۔ چونکہ ایک سے زائد نکاح کی اجازت صراحتاً قرآن کریم میں موجود تھی اس لیے حضرت علی

[300] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3729

رضی اللہ عنہ نے اسی بات کے پیشِ نظر ایک جائز امر کا ابھی صرف ارادہ ہی کیا تھا کہ انہیں معلوم ہوا کہ یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اذیت کا باعث ہے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس ارادے کو ترک کر دیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیات مبارکہ میں دوبارہ کبھی اس بارے میں نہیں سوچا۔

لہٰذا اس میں اعتراض والی کوئی بات ہی نہیں ہے، اعتراض تو تب ہوتا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے منع فرمانے کے بعد ایسا کرتے، حالانکہ انہوں نے اطاعت اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس ارادہ کو ترک کر دیا تھا۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ قَالَ ... وَإِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسُوْءَهَا وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ فَتَرَكَ عَلِيٌّ الْخِطْبَةَ. [301]

ترجمہ: مسور بن مخرمہ روایت نقل کرتے ہیں:... (حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:) بیشک فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے اور میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ اسے تکلیف دی جائے۔ اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کو ایک شخص کے نکاح میں جمع نہ کرو۔ (یہ بات سننے کے بعد) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نکاح کے ارادے کو چھوڑ دیا۔

2: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

(إِنَّ عَلِيًّا خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ) اسْمُهَا جُوَيْرِيَةُ كَمَا سَيَأْتِيْ وَيُقَالُ: الْعَوْرَاءُ وَيُقَالُ: جَمِيْلَةُ وَكَانَ عَلِيٌّ قَدْ أَخَذَ بِعُمُوْمِ الْجَوَازِ فَلَمَّا أَنْكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَعْرَضَ عَلِيٌّ عَنِ الْخِطْبَةِ. [302]

---

[301] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3729

[302] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص106 ذکر اصھار النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ:　حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام دیا تھا اس کا نام جویریہ ہے جیسا کہ آگے آئے گا، اور ایک قول کے مطابق اس کا نام عوراء تھا، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کا نام جمیلہ تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کے عمومی جواز کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ارادہ کیا تھا لیکن جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناپسندیدگی ظاہر فرمائی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس رشتے کے ارادے کو ترک کر دیا۔

اشکال:

ایک کام کو اللہ تعالیٰ نے حلال اور جائز قرار دیا ہے اور اس سے بڑھ کر خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک سے زائد نکاح فرمائے لیکن جب یہی معاملہ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت نہ دیں تو کیا یہ انصاف کے خلاف نہیں؟

جواب: وجہِ ناپسندیدگی؛ امت کی مصلحت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس بات کی وضاحت فرمائی کہ میں اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام نہیں کر رہا بلکہ یہ بات مجھے طبعی طور پر ناپسند ہے، اور ناپسندیدگی کی وجہ کوئی اپنی ذاتی خواہش نہیں بلکہ امت کی مصلحت ہے۔

مصلحت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ اگر دوسرا نکاح کرتے تو وہ دوسری آنے والی عورت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی سوکن بنتی اور یہ طبعی معاملہ ہے کہ ایک سوکن دوسری سوکن سے حسد کرتی ہے اور مخالفت کا طرز اختیار کرتی ہے، جس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف پہنچتی اور اس بات کا اندیشہ بھی تھا کہ ان معاملات کی وجہ سے دینی طور پر بھی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آزمائش میں مبتلاء ہو جاتیں اور یقیناً اس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اذیت ہوتی۔ نیز اس دوسری عورت کے دل میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور آپ کے گھرانے سے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے گھرانے سے دوری کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں اور یہ چیز انسان کے ایمان کے لیے انتہائی مضر ہے اور بسا اوقات کفر تک پہنچا دیتی ہے، اس مصلحت کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منع فرما دیا۔

شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت 1176ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدِ اعْتَبَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : هٰذَا الْأَصْلَ فِيْ تَحْرِيْمِ الْجَمْعِ بَيْنَ بِنْتِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتِ غَيْرِهٖ فَإِنَّ الْحَسَدَ مِنَ الضَّرَّةِ وَاسْتِئْثَارَهَا مِنَ الزَّوْجِ كَثِيْرًا مَا يَنْجَرَّانِ إِلٰى بُغْضِهَا وَبُغْضِ أَهْلِهَا وَبُغْضِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَوْ بِحَسَبِ الْأُمُوْرِ الْمَعَاشِيَّةِ يُفْضِيْ إِلَى الْكُفْرِ. [303]

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اصول (سوکنوں کے آپس میں حسد اور عداوت) کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنی بیٹی اور کسی دوسری عورت کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنے کو منع فرمایا کیونکہ سوکن کے درمیان حسد اور شوہر کی طرف سے ایک کو زیادہ توجہ دینا اکثر اس بات کا سبب بنتا ہے کہ وہ دوسری عورت سے اور اس کے گھر والوں سے نفرت کرنے لگتی ہے اور بات بڑھتے بڑھتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بغض کو پیدا کر سکتی ہے۔ اگرچہ یہ معاملہ بظاہر گھریلو ہوتا ہے لیکن اس کا انجام بہت خطرناک ہو سکتا ہے اور انسان کو کفر تک لے جا سکتا ہے۔

خلاصہ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح نہیں کیا تھا، بلکہ جائز ہونے کی بنا پر صرف ارادہ کیا تھا، اس لیے کہ شریعت میں ایک سے زائد نکاح کی اجازت موجود تھی۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ واضح فرمایا کہ اس سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تکلیف پہنچے گی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فوراً اپنا ارادہ ترک کر دیا۔ اس سے آپ رضی اللہ عنہ کی کامل اطاعت اور ادبِ رسول ظاہر ہوتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی حلال چیز کو حرام قرار نہیں دیا بلکہ امت کی مصلحت اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دل آزاری کے پیشِ نظر اسے ناپسند فرمایا، تاکہ اہلِ بیت کے درمیان کوئی ایسی بات پیدا نہ ہو جو دینی نقصان کا سبب بنے۔

---

[303] حجۃ اللہ البالغہ: ج2 ص232 تحت المحرمات

اعتراض نمبر 8

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ کی اطلاع نہیں دی

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ... فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيٌّ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلَّى عَلَيْهَا. [304]

ترجمہ: حضرت عروہ رحمہ اللہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ... کی جب وفات ہوئی تو ان کے خاوند حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کو دفن کر دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع نہیں دی اور ان کی نماز جنازہ پڑھ لی۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت ہی دفن کر دیا اور آپ کے انتقال کی خبر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نہ دی جس کی بنا پر وہ جنازے میں شریک نہ ہوئے۔

جواب:

اس اعتراض کی بنیاد تین باتوں پر ہے:

1: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے چھپا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو رات کے وقت دفن کر دیا۔

2: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی

---

[304] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4240

خبر نہیں دی تھی۔

3: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں شرکت نہیں کی تھی۔

یہ تینوں اعتراض درست نہیں۔ ہر ایک کی وضاحت حسبِ ذیل ہے:

[1]: رات کو دفن کرنے کی وجہ

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نہایت ہی باحیا اور باپردہ خاتون تھیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں رات کے وقت اس لیے دفن کیا تاکہ وہ ہجوم اور نظروں سے محفوظ رہیں اور پردہ وحیا کا مکمل لحاظ رکھا جائے۔

حافظ ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی رحمہ اللہ (ت 656ھ) لکھتے ہیں:

وَدَفْنُ عَلِيٍّ لِفَاطِمَةَ لَيْلًا يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ مُبَالَغَةً فِيْ صِيَانَتِهَا. [305]

ترجمہ: حضرت علی کا سیدہ فاطمہ کو رات کے وقت دفن کرنے میں اس بات کا امکان ہے کہ یہ ان کی حفاظت اور پردہ داری میں مزید اہتمام کے لیے تھا۔

[2]: اطلاع نہ دینے کی وجہ

اطلاع نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یقین تھا کہ اس سانحہ کی اطلاع حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مل چکی ہو گی۔ کیونکہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا؛ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی تیمارداری میں شریک تھیں۔ ظاہر ہے کہ جب وفات ہوئی تو بیوی کے ذریعے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع یقیناً مل چکی ہو گی۔ یا اطلاع نہ دینے کی وجہ یہ تھی کہ کہیں یہ اطلاع تشہیر کا ذریعہ نہ بن جائے۔

1: حافظ ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم قرطبی رحمہ اللہ (ت 656ھ) لکھتے ہیں:

وَكَوْنُهٗ لَمْ يُؤْذِنْ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا لَعَلَّهٗ إِنَّمَا لَمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ لِأَنَّ غَيْرَهٗ قَدْ كَفَاهُ ذٰلِكَ أَوْ

---

[305] المفهم لما اشكل من كتاب تلخيص مسلم: ج3 ص569 باب تصدق رسول الله ﷺ بما وصل اليه من الفيئ

خَافَ أَنْ يَكُوْنَ ذٰلِكَ مِنْ بَابِ النَّعْيِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ وَلَيْسَ فِي الْخَبَرِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَعْلَمْ بِمَوْتِهَا وَلَا صَلّٰى عَلَيْهَا وَلَا شَهِدَ جَنَازَتَهَا بَلِ اللَّائِقُ بِهِمُ الْمُنَاسِبُ لِأَحْوَالِهِمْ حُضُوْرُ جَنَازَتِهَا وَاغْتِنَامُ بَرَكَتِهَا. [306]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جنازہ کی اطلاع نہیں دی، تو ممکن ہے کہ انہوں نے اطلاع اس لیے نہ دی ہو کہ حضرت ابو بکر کو کسی اور نے اطلاع دے دی تھی۔ یا اطلاع نہ دینے کی وجہ یہ خدشہ تھا کہ جنازہ کی اطلاع موت کی تشہیر میں شامل نہ ہو جائے جس سے منع کیا گیا ہے۔ باقی اس روایت میں کوئی ایسی بات نہیں جو اس پر دلالت کرے کہ حضرت ابو بکر کو سیدہ فاطمہ کی وفات کا علم نہیں ہوا، یا انہوں نے نماز جنازہ نہیں پڑھی، یا وہ ان کے جنازے میں شریک نہیں ہوئے۔ بلکہ ان کے شایانِ شان اور ان کے حالات کے مناسب یہی بات ہے کہ وہ جنازے میں حاضر ہوئے ہوں اور اس کی برکت حاصل کی ہو۔

2: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) لکھتے ہیں:

وَلَعَلَّهٗ لَمْ يُعْلِمْ أَبَا بَكْرٍ بِمَوْتِهَا لِأَنَّهٗ ظَنَّ أَنَّ ذٰلِكَ لَا يَخْفٰى عَنْهُ وَلَيْسَ فِي الْخَبَرِ مَا يَدُلُّ عَلٰى أَنَّ أَبَا بَكْرٍ لَمْ يَعْلَمْ بِمَوْتِهَا وَلَا صَلّٰى عَلَيْهَا. [307]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کی خبر اس لیے نہیں پہنچائی کہ شاید وہ یقین کرتے تھے کہ یہ سانحہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مخفی نہیں رہا ہو گا، اور اس روایت میں ایسی کوئی چیز نہیں جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہو کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا علم نہیں ہوا تھا اور آپ نے ان کا جنازہ نہیں پڑھا تھا۔

---

[306] المفھم لما اشکل من کتاب تلخیص مسلم: ج3 ص569 باب تصدق رسول اللہ ﷺ بما وصل الیہ من الفیئ

[307] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص618 کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر

[3]: جنازہ میں شرکت کا ثبوت

رہی یہ بات کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنازے میں شرکت نہیں کی تو یہ سراسر بہتان ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے شرکت کی ہے۔ اس پر حوالہ ملاحظہ ہو:

امام ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن محمد محب الدین طبری رحمہ اللہ (ت 694ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ: مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ فَحَضَرَهَا أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَالزُّبَيْرُ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ .[308]

ترجمہ: حضرت علی بن حسین سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات مغرب و عشاء کے درمیان ہوئی تو حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت زبیر، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم اجمعین جنازہ کے لیے آئے۔

ایک روایت میں یہ صراحت موجود ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جنازہ بھی خود پڑھایا تھا۔

علامہ علاء الدین علی بن حسام الدین ہندی رحمہ اللہ (ت 975ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَ أَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ لِيُصَلُّوْا فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ: تَقَدَّمْ! فَقَالَ: مَا كُنْتُ لِأَتَقَدَّمَ وَأَنْتَ خَلِيْفَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَقَدَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ فَصَلّٰى عَلَيْهَا .[309]

ترجمہ: امام جعفر بن محمد رحمہ اللہ اپنے والد (حضرت محمد باقر رحمہ اللہ) سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی، تو حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما جنازہ پڑھنے آئے، تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: آگے بڑھیں (اور جنازہ پڑھائیں)، تو حضرت علی

---

[308] الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ: ج1 ص82 ذکر اختصاصاتہ بالصلاۃ إمامًا علی فاطمۃ

[309] کنز العمال لعلی المتقی: ج12 ص231 رقم الحدیث 35672 باب فضائل الصحابۃ

رضی اللہ عنہ نے کہا: میں آگے نہیں بڑھوں گا اس لیے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں، تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور جنازہ پڑھایا۔

فائدہ: جنازہ کا امام کون؟

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ کس نے پڑھایا؟ اس کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔

1: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع ہاشمی بغدادی رحمہ اللہ (ت 230ھ) نقل کرتے ہیں:

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ: صَلّٰى عَلَيْهَا أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُ. [310]

ترجمہ: امام شعبی رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ: صَلّٰى أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ عَلٰى فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللهِ ، وَكَبَّرَ عَلَيْهَا أَرْبَعًا. [311]

ترجمہ: حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔

2: حضرت علی رضی اللہ عنہ

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَصَلّٰى عَلَيْهَا. [312]

ترجمہ: (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے) سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ پڑھائی۔

---

[310] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص24 ذکر بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[311] الطبقات الکبریٰ لابن سعد: ج8 ص24 ذکر بنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[312] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4240

3: حضرت عباس رضی اللہ عنہ

امام ابو الحسن عزالدین علی بن ابی الکرم محمد شیبانی جزری ابن الاثیر رحمہ اللہ (ت 630ھ) نقل کرتے ہیں:

صَلّٰی عَلَیْهَا الْعَبَّاسُ. [313]

ترجمہ: حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔

خلاصہ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی حیا کی وجہ سے انہیں رات کے وقت دفن کر دیا تھا اور اس کی اطلاع لوگوں کو نہیں دی تاکہ تشہیر سے اجتناب ہو اور پردہ کا خوب اہتمام رہے۔ باقی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا جنازہ میں شریک ہونا روایات سے ثابت ہے، اس لیے اس روایت سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ صحابہ کرام بالخصوص سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں اچھا ذہن نہیں رکھتے تھے یا یہ نتیجہ نکالنا کہ ان کو جنازہ کا علم نہیں تھا یا وہ جنازہ میں شریک نہیں تھے؛ درست نہیں۔

---

[313] الکامل فی التاریخ لابن الاثیر: ج2 ص341 ذکر اخبار الاسود العنسی بالیمن

اعتراض نمبر 9

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے: ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو جھوٹا اور خائن سمجھا

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ: أَنَّ مَالِكَ بْنَ أَوْسٍ حَدَّثَهُ، قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، فَجِئْتُهُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ، قَالَ: فَوَجَدْتُهُ فِي بَيْتِهِ جَالِسًا عَلَى سَرِيرٍ مُفْضِيًا إِلَى رِمَالِهِ مُتَّكِئًا عَلَى وِسَادَةٍ مِنْ أَدَمٍ، فَقَالَ لِي: يَا مَالُ! إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ وَقَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِرَضْخٍ فَخُذْهُ، فَاقْسِمْهُ بَيْنَهُمْ، قَالَ: قُلْتُ: لَوْ أَمَرْتَ بِهٰذَا غَيْرِي، قَالَ: فَخُذْهُ يَا مَالُ! قَالَ: فَجَاءَهُ يَرْفَأُ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ فِي عُثْمَانَ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرِ، وَسَعْدٍ؟، فَقَالَ عُمَرُ: نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ، فَدَخَلُوا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَبَّاسٍ، وَعَلِيٍّ؟، قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمَا، فَقَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا الْكَاذِبِ الْآثِمِ الْغَادِرِ الْخَائِنِ، قَالَ: فَقَالَ الْقَوْمُ: أَجَلْ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! فَاقْضِ بَيْنَهُمْ وَأَرِحْهُمْ، فَقَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ: يُخَيَّلُ إِلَيَّ أَنَّهُمْ قَدْ كَانُوا قَدَّمُوهُمْ لِذٰلِكَ، فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدَا أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، أَتَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ، وَعَلِيٍّ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ أَتَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، قَالَا: نَعَمْ، فَقَالَ عُمَرُ: إِنَّ اللّٰهَ تَعَالَى وَعَزَّ كَانَ خَصَّ رَسُولَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَاصَّةٍ لَمْ يُخَصِّصْ بِهَا أَحَدًا غَيْرَهُ، قَالَ: ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ﴾، مَا أَدْرِي أَهَلْ قَرَأَ الْآيَةَ الَّتِي قَبْلَهَا أَمْ لَا، قَالَ: فَقَسَمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَكُمْ أَمْوَالَ بَنِي النَّضِيرِ، فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَأْثَرَ عَلَيْكُمْ وَلَا أَخَذَهَا دُونَكُمْ حَتّٰى بَقِيَ هٰذَا الْمَالُ، فَكَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَأْخُذُ مِنْهُ نَفَقَتَهُ سَنَةً ثُمَّ يَجْعَلُ مَا بَقِيَ أُسْوَةَ الْمَالِ، ثُمَّ قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ أَتَعْلَمُونَ ذٰلِكَ؟، قَالُوا: نَعَمْ، ثُمَّ نَشَدَ عَبَّاسًا، وَعَلِيًّا بِمِثْلِ مَا نَشَدَ بِهِ الْقَوْمَ أَتَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، قَالَ: فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجِئْتُمَا تَطْلُبُ مِيْرَاثَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ وَيَطْلُبُ هٰذَا مِيْرَاثَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيْهَا، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللهُ يَعْلَمُ إِنَّهُ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، ثُمَّ تُوُفِّيَ أَبُوْ بَكْرٍ وَأَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلِيُّ أَبِيْ بَكْرٍ، فَرَأَيْتُمَانِي كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا وَاللهُ يَعْلَمُ إِنِّيْ لَصَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ، فَوَلِيْتُهَا ثُمَّ جِئْتَنِيْ أَنْتَ وَهٰذَا وَأَنْتُمَا جَمِيْعٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ، فَقُلْتُمَا: اِدْفَعْهَا إِلَيْنَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمْ دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللهِ أَنْ تَعْمَلَا فِيْهَا بِالَّذِيْ كَانَ يَعْمَلُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذْتُمَاهَا بِذٰلِكَ، قَالَ: أَكَذٰلِكَ؟، قَالَا: نَعَمْ، قَالَ: ثُمَّ جِئْتُمَانِي لِأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا وَلَا وَاللهِ لَا أَقْضِيْ بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ، فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ. [314]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے بلایا۔ میں دن چڑھے آپ کی خدمت میں آگیا۔ میں نے آپ رضی اللہ عنہ کو آپ کے گھر میں اپنی چارپائی پر بیٹھے ہوئے اس حال میں پایا کہ آپ نے خود کو کھجور سے بنے ہوئے بان کے ساتھ لگایا ہوا تھا (بستر کے بغیر کھجور کے بان پر بیٹھے ہوئے تھے) اور چمڑے کا تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ فرمایا: اے مالک! تیری قوم کے کچھ آدمی جلدی جلدی میں آئے تھے، میں نے ان کو کچھ سامان دینے کا حکم کر دیا ہے، اب تم وہ مال لے کر ان کے درمیان تقسیم کر دو۔ میں نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! آپ میرے علاوہ کسی اور کو اس کام پر مقرر فرمادیں۔ آپ نے فرمایا: اے مالک! تم ہی لے لو۔ اسی دوران (آپ کا غلام) یرفا اندر آیا اور اس نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! حضرت عثمان، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف، حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ عنہم حاضرِ خدمت ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کے لیے اجازت ہے۔ وہ اندر تشریف لائے۔ پھر وہ غلام دوبارہ آیا اور

---

[314] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1757

عرض کی کہ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما بھی تشریف لائے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اچھا، انہیں بھی اجازت دے دو۔ (یہ دونوں حضرات بھی اندر آگئے۔) تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے: اے امیر المؤمنین! میرے اور اس جھوٹے، گناہگار، دھوکے باز اور خائن کے درمیان فیصلہ کر دیجیے۔ لوگوں نے کہا: ہاں! اے امیر المؤمنین! ان کے درمیان فیصلہ کر دیں اور ان کو ان سے راحت دلائیں۔ حضرت مالک بن اوس رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ میرا خیال ہے کہ ان دونوں حضرات (یعنی حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما) نے ان حضرات کو اسی کام کے لیے پہلے بھیجا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تمہیں اس ذات کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں، کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہم (پیغمبروں) کے مال میں سے ان کے وارثوں کو کچھ نہیں ملتا، ہم جو کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔ سب کہنے لگے کہ جی ہاں! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ؛ حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے: میں تم دونوں کو قسم دیتا ہوں اس ذات کی جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا تم دونوں جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: "ہم پیغمبروں کا کوئی وارث نہیں بنایا جاتا، ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔" انہوں نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خاص چیز عطا کی تھی کہ جو آپ کے علاوہ کسی کے لیے مخصوص نہیں کی تھی، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا: جو مال اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو بطور فئے (وہ مال جو بغیر لڑائی کے حاصل ہو) کے دلوایا ہے وہ خدا کے لیے ہے اور پیغمبر کے لیے ہے۔ (راوی کہتے ہیں) مجھے نہیں معلوم کہ اس سے پہلے کی آیت بھی انہوں نے پڑھی ہے یا نہیں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنی ذات کو) تم لوگوں پر ترجیح نہیں دی اور نہ تم کو چھوڑ کر وہ مال لیا یہاں تک کہ یہ مال بچ گیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس مال میں سے اپنے سال بھر کا خرچ نکال لیتے۔ پھر جو باقی بچ جاتا وہ بیت المال میں جمع ہو جاتا (جو عام لوگوں کے فائدے کے لیے استعمال ہوتا تھا)۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تم کو اس اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا تم کو یہ بات معلوم ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کو بھی قسم دے کر پوچھا تو انہوں نے بھی اسی طرح کا جواب دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

فرمایا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ولی ہوں اور تم دونوں (اپنی وراثت لینے) آئے ہو۔ (اے) عباس! آپ اپنے بھتیجے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم) کا حصہ اور یہ (حضرت علی) اپنی بیوی (فاطمہ رضی اللہ عنہ) کا حصہ ان کے والد کے مال سے مانگتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمارے مال کا کوئی وارث نہیں ہوتا، جو کچھ ہم (پیغمبر) چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے، اور تم ان کو جھوٹا، گناہگار، دھوکے باز اور خائن سمجھتے ہو؟ اور اللہ جانتا ہے کہ وہ سچے، نیک اور ہدایت یافتہ تھے اور حق کے تابع تھے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ولی بنا اور تم نے مجھے بھی جھوٹا، گناہگار، دھوکے باز اور خائن خیال کیا اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں سچا، نیک، ہدایت یافتہ اور حق کا تابع ہوں اور میں اس مال کا بھی ولی ہوں۔ پھر تم میرے پاس آئے۔ تم دونوں اکٹھے ہو اور تمہارا معاملہ بھی ایک ہے۔ تم نے کہا کہ یہ مال ہمارے حوالے کرو۔ تو میں نے کہا کہ میں یہ مال اس شرط پر تم دونوں کے حوالے کرتا ہوں کہ تم دونوں پر اللہ کے عہد کی پاسداری لازم ہوگی اور تم اس مال میں وہی کچھ کروگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ تو تم نے اس شرط پر یہ مال مجھ سے لے لیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: کیا ایسا ہی ہے؟ ان دونوں حضرات نے کہا: جی ہاں، ایسا ہی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم دونوں اپنے درمیان فیصلہ کرانے کے لیے میرے پاس آئے ہو، اللہ کی قسم! میں قیامت تک اس کے علاوہ اور کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔ اگر تم سے اس کا انتظام نہیں ہو سکتا تو پھر یہ مال مجھے لوٹا دو۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے؛ حضرت ابو بکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کو جھوٹا، گنہگار، دھوکے باز اور خائن سمجھا تھا، حالانکہ شیخین کریمین رضی اللہ عنہما کا صادق ہونا، امانت دار ہونا اور دیگر کئی فضائل کا حامل ہونا صحیح روایات سے ثابت ہے۔

جواب نمبر 1: امام زہری رحمۃ اللہ علیہ کا ادراج ہے

روایت بالا میں قابلِ اعتراض جملہ "فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا" امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے۔

اس پر قرینہ یہ ہے کہ مذکورہ واقعہ کئی محدثین کرام رحمہم اللہ نے اسی تفصیل کے ساتھ اپنی اپنی کتبِ احادیث میں ذکر کیا ہے مگر مذکورہ اعتراض والے الفاظ نقل نہیں کیے۔ ذیل میں چند کبار محدثین سے یہی واقعہ ذکر کیا جاتا ہے جس میں یہ الفاظ نہیں ہیں بلکہ "كَذَا وَ كَذَا" (اس طرح اور اس طرح) کے الفاظ ہیں۔

(1) امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ: أَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِيْ ذِكْرًا مِنْ حَدِيْثِهِ ذٰلِكَ، فَانْطَلَقْتُ حَتّٰى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: انْطَلَقْتُ حَتّٰى أَدْخُلَ عَلٰى عُمَرَ، فَأَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِيْ عَلِيٍّ، وَعَبَّاسٍ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا. قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" يُرِيْدُ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ. فَقَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ، فَأَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ، وَعَبَّاسٍ، فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ ؟ قَالَا: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ. قَالَ عُمَرُ: فَإِنِّيْ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ هٰذَا الْأَمْرِ، إِنَّ اللهَ قَدْ كَانَ خَصَّ لِرَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْفَيْءِ بِشَيْءٍ لَمْ يُعْطِهٖ أَحَدًا غَيْرَهُ، فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ: ﴿وَمَآ اَفَآءَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَتْ خَالِصَةً لِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاللهِ مَا احْتَازَهَا دُوْنَكُمْ، وَلَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ، لَقَدْ أَعْطَاكُمُوْهُ، وَبَثَّهَا فِيْكُمْ حَتّٰى بَقِيَ مِنْهَا هٰذَا الْمَالُ، فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنْفِقُ عَلٰى أَهْلِهٖ مِنْ هٰذَا الْمَالِ نَفَقَةَ سَنَتِهٖ، ثُمَّ يَأْخُذُ مَا بَقِيَ فَيَجْعَلُهُ مَجْعَلَ مَالِ اللهِ، فَعَمِلَ بِذَاكَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيَاتَهُ، أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، ثُمَّ قَالَ لِعَلِيٍّ، وَعَبَّاسٍ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَتَوَفَّى اللهُ نَبِيَّهُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَهَا فَعَمِلَ بِمَا عَمِلَ بِهٖ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ تَوَفَّى اللهُ أَبَا بَكْرٍ، فَقُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ وَلِيِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضْتُهَا سَنَتَيْنِ أَعْمَلُ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُوْ بَكْرٍ، ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ وَكَلِمَتُكُمَا وَاحِدَةٌ، وَأَمْرُكُمَا جَمِيْعٌ جِئْتَنِيْ تَسْأَلُنِيْ نَصِيْبَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ، وَأَتَانِيْ هٰذَا

يَسْأَلُنِي نَصِيبَ امْرَأَتِهِ مِنْ أَبِيهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا دَفَعْتُهَا إِلَيْكُمَا، بِذٰلِكَ فَتَلْتَمِسَانِ مِنِّي قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ، فَوَاللّٰهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ لَا أَقْضِي فِيهَا قَضَاءً غَيْرَ ذٰلِكَ، حَتّٰى تَقُومَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا فَادْفَعَاهَا إِلَيَّ فَأَنَا أَكْفِيكُمَاهَا. [315]

تنبیہ: مکمل وہی واقعہ مذکور ہے لیکن اس طرح کے الفاظ "فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا" نہیں ہیں۔

(2) امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ الْعَنْبَرِيُّ أَبُو غَسَّانَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ أَبِي الْبَخْتَرِيِّ أَنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِيًّا جَاءَا إِلٰى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ يَقُولُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَنْتَ كَذَا أَنْتَ كَذَا، فَقَالَ عُمَرُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَسَعْدٍ: نَشَدْتُكُمْ بِاللّٰهِ أَسَمِعْتُمْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: كُلُّ مَالِ نَبِيٍّ صَدَقَةٌ إِلَّا مَا أَطْعَمَهُ، إِنَّا لَا نُورَثُ وَفِي الْحَدِيثِ قِصَّةٌ. [316]

تنبیہ: یہاں بھی "كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا" کے بجائے "أَنْتَ كَذَا أَنْتَ كَذَا" کے الفاظ ہیں۔

(3) امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث سجستانی رحمہ اللہ (ت 275ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ، قَالَ: أَرْسَلَ إِلَيَّ عُمَرُ حِينَ تَعَالَى النَّهَارُ فَجِئْتُهُ فَوَجَدْتُهُ جَالِسًا عَلٰى سَرِيرٍ مُفْضِيًا إِلٰى رِمَالِهِ، فَقَالَ حِينَ دَخَلْتُ عَلَيْهِ: يَا مَالُ! إِنَّهُ قَدْ دَفَّ أَهْلُ أَبْيَاتٍ مِنْ قَوْمِكَ وَإِنِّي قَدْ أَمَرْتُ فِيهِمْ بِشَيْءٍ فَاقْسِمْ فِيهِمْ، قُلْتُ: لَوْ أَمَرْتَ غَيْرِي بِذٰلِكَ، فَقَالَ: خُذْهُ، فَجَاءَهُ يَرْفَأُ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ، وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ، وَالزُّبَيْرِ بْنِ الْعَوَّامِ، وَسَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ؟ قَالَ: نَعَمْ فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، ثُمَّ جَاءَهُ يَرْفَأُ فَقَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! هَلْ لَكَ فِي الْعَبَّاسِ وَعَلِيٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ فَدَخَلُوا، قَالَ الْعَبَّاسُ: يَا أَمِيرَ

---

[315] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6728

[316] شمائل الترمذی: رقم الحدیث 384

الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا يَعْنِيْ عَلِيًّا فَقَالَ بَعْضُهُمْ: أَجَلْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْهُمَا، قَالَ مَالِكُ بْنُ أَوْسٍ: خُيِّلَ إِلَيَّ أَنَّهُمَا قَدَّمَا أُولٰئِكَ النَّفَرَ لِذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اتَّئِدَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أُولٰئِكَ الرَّهْطِ، فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، قَالُوْا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى عَلِيٍّ، وَالْعَبَّاسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، فَقَالَا: نَعَمْ قَالَ: فَإِنَّ اللّٰهَ خَصَّ رَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِخَاصَّةٍ لَمْ يَخُصَّ بِهَا أَحَدًا مِنَ النَّاسِ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَ مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْهُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَيْهِ مِنْ خَيْلٍ وَّ لَا رِكَابٍ وَّ لٰكِنَّ اللّٰهَ يُسَلِّطُ رُسُلَهٗ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ﴾ فَكَانَ اللّٰهُ أَفَاءَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ بَنِي النَّضِيْرِ فَوَاللّٰهِ مَا اسْتَأْثَرَ بِهَا عَلَيْكُمْ وَلَا أَخَذَهَا دُوْنَكُمْ، فَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُ مِنْهَا نَفَقَةَ سَنَةٍ أَوْ نَفَقَتَهٗ وَنَفَقَةَ أَهْلِهٖ سَنَةً وَيَجْعَلُ مَا بَقِيَ أُسْوَةَ الْمَالِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلٰى أُولٰئِكَ الرَّهْطِ فَقَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ ذٰلِكَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى الْعَبَّاسِ، وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللّٰهِ الَّذِيْ بِإِذْنِهٖ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمَانِ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتَ أَنْتَ وَهٰذَا إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ تَطْلُبُ أَنْتَ مِيْرَاثَكَ مِنَ ابْنِ أَخِيْكَ وَيَطْلُبُ هٰذَا مِيْرَاثَ امْرَأَتِهٖ مِنْ أَبِيْهَا، فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، وَاللّٰهُ يَعْلَمُ أَنَّهٗ صَادِقٌ بَارٌّ رَاشِدٌ تَابِعٌ لِلْحَقِّ فَوَلِيَهَا أَبُوْ بَكْرٍ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ، قُلْتُ: أَنَا وَلِيُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَلِيُّ أَبِيْ بَكْرٍ فَوَلِيْتُهَا مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ أَلِيَهَا فَجِئْتَ أَنْتَ وَهٰذَا وَأَنْتُمَا جَمِيْعٌ وَأَمْرُكُمَا وَاحِدٌ فَسَأَلْتُمَانِيْهَا، فَقُلْتُ: إِنْ شِئْتُمَا أَنْ أَدْفَعَهَا إِلَيْكُمَا عَلٰى أَنَّ عَلَيْكُمَا عَهْدَ اللّٰهِ أَنْ تَلِيَاهَا بِالَّذِيْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلِيْهَا فَأَخَذْتُمَاهَا مِنِّيْ عَلٰى ذٰلِكَ، ثُمَّ جِئْتُمَانِيْ لِأَقْضِيَ بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ وَاللّٰهِ لَا أَقْضِيْ بَيْنَكُمَا بِغَيْرِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ فَإِنْ عَجَزْتُمَا عَنْهَا فَرُدَّاهَا إِلَيَّ.

قَالَ أَبُوْ دَاوٗدَ: إِنَّمَا سَأَلَاهُ أَنْ يَكُوْنَ يُصَيِّرُهٗ بَيْنَهُمَا نِصْفَيْنِ لَا أَنَّهُمَا جَهِلَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ"، فَإِنَّهُمَا كَانَا لَا يَطْلُبَانِ إِلَّا الصَّوَابَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا أُوْقِعُ عَلَيْهِ اسْمَ الْقَسْمِ أَدَعُهُ عَلٰى مَا هُوَ عَلَيْهِ. [317]

تنبیہ: مکمل وہی واقعہ مذکور ہے لیکن اس طرح کے الفاظ "فَرَأَيْتُمَاهُ كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا" نہیں ہیں۔

(4) امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ، حَدَّثَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مَالِكِ بْنِ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ قَالَ: جَاءَ الْعَبَّاسُ وَعَلِيٌّ إِلٰى عُمَرَ يَخْتَصِمَانِ، فَقَالَ الْعَبَّاسُ: اقْضِ بَيْنِيْ وَبَيْنَ هٰذَا الْكَذَا كَذَا، فَقَالَ النَّاسُ: افْصِلْ بَيْنَهُمَا، افْصِلْ بَيْنَهُمَا، قَالَ: لَا أَفْصِلُ بَيْنَهُمَا، قَدْ عَلِمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ، مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ." [318]

تنبیہ: یہاں بھی "كَاذِبًا آثِمًا غَادِرًا خَائِنًا" کے بجائے "اَلْكَذَا كَذَا" کے الفاظ ہیں۔

فائدہ نمبر 1: اِدراج کی تعریف

مَا أُدْرِجَ فِي الْحَدِيْثِ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الرُّوَاةِ فَيُظَنُّ أَنَّهُ مِنَ الْحَدِيْثِ. [319]

ترجمہ: اِدراج سے مراد راوی کا ایسا کلام ہے جو حدیث میں اس طرح شامل کر دیا جائے کہ وہ حدیث ہی معلوم ہو۔

فائدہ نمبر 2: امام ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب زہری رحمہ اللہ (ت 123ھ) بعض مرتبہ احادیث میں ادراج کرتے تھے۔ ان کے اس طرز کے متعلق امام حافظ محمد بن عبد الرحمٰن سخاوی شافعی رحمہ اللہ (ت 902ھ) فرماتے ہیں:

وَكَذَا كَانَ الزُّهْرِيُّ يُفَسِّرُ الْأَحَادِيْثَ كَثِيْرًا وَرُبَّمَا أَسْقَطَ أَدَاةَ التَّفْسِيْرِ. [320]

---

[317] سنن ابی داؤد: رقم الحدیث 2963

[318] مسند احمد: ج 1 ص 312 رقم الحدیث 349

[319] قواعد فی علوم الحدیث: ص 39 تحت المدرج

[320] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث: ج 1 ص 268 تحت المدرج

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ اکثر اوقات روایات کی تشریح (وتوضیح) فرمادیتے ہیں، پھر اس تشریحی کلام میں بسا اوقات حروف تشریح کو گرادیتے ہیں۔

اعتراض:

بعض روایات میں "أَنْتَ كَذَا وَكَذَا" کے الفاظ موجود ہیں جس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی وعباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے کو سَبّ وشتم کیا۔

جواب نمبر 1: تولیت کا حقدار ہونا:

بعض روایات میں موجود الفاظ (أَنْتَ كَذَا وَكَذَا) میں فریقین نے ایک دوسرے کو "أَنْتَ كَذَا وَكَذَا" کے الفاظ سے پکارا تو اس سے مراد سَبّ وشتم نہیں ہے بلکہ ان کلمات سے مراد یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے فریق سے یہ کہنا چاہتا ہے کہ باغِ فدک جو کہ ایک صدقہ ہے، اس پر ولایت اور تصرف کے تم مستحق نہیں ہو بلکہ اس کی تولیت کا میں زیادہ حقدار ہوں۔

ملا علی بن سلطان محمد القاری ہروی حنفی رحمہ اللہ (ت1014ھ) لکھتے ہیں:

(أَنَّ الْعَبَّاسَ وَعَلِيًّا جَاءَا إِلَى عُمَرَ) أَيْ: أَيَّامَ خِلَافَتِهِ (يَخْتَصِمَانِ, يَقُوْلُ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا لِصَاحِبِهِ: أَنْتَ كَذَا أَنْتَ كَذَا) أَيْ: أَنْتَ لَا تَسْتَحِقُّ الْوِلَايَةَ عَلٰى هٰذِهِ الصَّدَقَةِ أَوْ أَنَا أَوْلٰى مِنْكَ بِهَا وَنَحْوَ ذٰلِكَ. [321]

ترجمہ: حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما؛ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے دورِ خلافت میں آئے۔ وہ دونوں ایک دوسرے سے مباحثہ کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: "أَنْتَ كَذَا أَنْتَ كَذَا" (مطلب یہ ہے کہ) آپ اس صدقہ کی ولایت کے مستحق نہیں ہیں یا میں آپ سے زیادہ اس کی ولایت کا حقدار ہوں۔

---

[321] جَمْعُ الْوَسَائِلِ فِي شَرْحِ الشَّمَائِلِ لعلی القاری: ج2 ص285 باب ماجاء فی میراث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جواب نمبر2: باہمی محبت والفت

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں باہمی محبت و الفت کے کئی واقعات ہیں۔ کئی مقامات پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف کی ہے، انہیں اپنے سے افضل کہا ہے، تو وہ کیسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خائن، کاذب اور گناہ گار کہہ سکتے ہیں؟

ذیل میں باہمی محبت والفت پر چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں۔

1: امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل رحمہ اللہ (ت 241ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي جُحَيْفَةَ رَحِمَهُ اللهُ قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيًّا يَقُوْلُ : أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا؟ ؛ أَبُوْ بَكْرٍ . ثُمَّ قَالَ: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ ؛ عُمَرُ. [322]

ترجمہ: ابو جحیفہ (وہب بن عبد اللہ) رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے سنا، آپ فرما رہے تھے کہ کیا میں تمہیں اس امت میں پیغمبر کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں اس امت میں حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے بعد سب سے بہترین انسان کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (پھر آپ نے خود ہی فرمایا کہ) وہ انسان حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) ہیں۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ قُلْتُ لِأَبِي: أَيُّ النَّاسِ خَيْرٌ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ أَبُوْ بَكْرٍ : قُلْتُ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ثُمَّ عُمَرُ. [323]

ترجمہ: محمد ابن حنفیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں نے اپنے والد (حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْہَہ) سے

---

[322] مسند احمد: ج1 ص528 رقم الحدیث 833

[323] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3671

پوچھا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں سب سے بہتر انسان کون ہے؟ تو میرے والد نے فرمایا: ابو بکر (رضی اللہ عنہ)۔ میں نے پھر پوچھا کہ ان کے بعد کون؟ جواب دیا کہ عمر (رضی اللہ عنہ)۔

3: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: إِنِّيْ لَوَاقِفٌ فِيْ قَوْمٍ يَدْعُوْنَ اللهَ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَقَدْ وُضِعَ عَلٰى سَرِيْرِهٖ إِذَا رَجُلٌ مِنْ خَلْفِيْ قَدْ وَضَعَ مِرْفَقَهٗ عَلٰى مَنْكِبِيْ يَقُوْلُ: يَرْحَمُكَ اللهُ! إِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَ صَاحِبَيْكَ لِأَنِّيْ كَثِيْرًا مِمَّا كُنْتُ أَسْمَعُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: كُنْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَفَعَلْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، وَانْطَلَقْتُ وَأَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرُ، فَإِنْ كُنْتُ لَأَرْجُوْ أَنْ يَجْعَلَكَ اللهُ مَعَهُمَا فَالْتَفَتُّ فَإِذَا هُوَ عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ. [324]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں ان لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوا تھا جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے دعائیں کر رہے تھے، اس وقت آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ رکھا گیا تھا۔ اتنے میں ایک شخص نے میرے پیچھے سے آکر میرے کندھوں پر کہنیاں رکھ دیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے کہنے لگے: اللہ آپ پر رحم کرے! مجھے تو یہی امید تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ جمع کرے گا۔ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوں فرماتے ہوئے سنا کرتا تھا کہ میں اور ابو بکر و عمر تھے، میں نے اور ابو بکر و عمر نے یہ کام کیا، میں اور ابو بکر و عمر گئے۔ اس لیے مجھے امید یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ان ہی دونوں بزرگوں کے ساتھ رکھے گا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔

تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس محبت و الفت کے ہوتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کذاب، گناہ گار اور خائن کہیں؟!

---

[324] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3677

جواب نمبر 3: تنبیہ میں مبالغہ کرنا

بالفرض اعتراض والے الفاظ تسلیم کر بھی لیے جائیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ کہے تھے تو بھی اس سے معترض کا استدلال درست نہیں ہے اور نہ ہی اس وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر طعن ہو سکتا ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ الفاظ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ بات سمجھانے کے لیے کہے تھے کہ آپ حضرات کے (فدک کی تولیت) مانگنے کا لب ولہجہ یہ بتا رہا ہے کہ میں (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں نے (فدک کی تولیت آپ کو نہ دے کر) فیصلہ درست نہیں کیا تھا۔ تو گویا ہم اس فیصلے میں خائن ہوئے حالانکہ حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ ہم دونوں نے تو صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک پر عمل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ کے مال کو آپ کے ورثاء میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا اور آپ دونوں (حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) بھی اس بات کے معترف ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی وارث نہیں بن سکتا۔

امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

وَمَا ذٰلِكَ إِلَّا لِأَنَّهُمْ فَهِمُوْا بِقَرِيْنَةِ الْحَالِ أَنَّهٗ تَكَلَّمَ بِمَا لَا يَعْتَقِدُ ظَاهِرَهٗ مُبَالَغَةً فِي الزَّجْرِ. [325]

ترجمہ: اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ آپ (حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ) قرینہ حال سے یہ سمجھے ہوں کہ یہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) ایسی گفتگو کر رہے ہیں جو ان کے اعتقاد کے مطابق نہیں ہے، تو زجر و تنبیہ میں مبالغہ کرتے ہوئے آپ رضی اللہ عنہ نے یہ بات فرمائی ہے۔

خلاصہ کلام:

یہ اعتراض کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو کاذب اور خائن سمجھا تھا، درست نہیں ہے۔ حدیث میں موجود سخت الفاظ دراصل امام زہری رحمہ اللہ کا اِدراج ہیں، اس لیے کہ دیگر محدثین

---

[325] شرح صحیح مسلم للنووی: ج2 ص90 کتاب الجھاد، باب حکم الفئ

کرام رحمہم اللہ نے یہی واقعہ ان الفاظ کے بغیر نقل کیا ہے۔ مزید یہ کہ "أنت کذا و کذ" جیسے الفاظ سَبّ و شتم نہیں، بلکہ فدک کی تولّیت کے حق کے اختلاف کو ظاہر کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ محبت و فضیلت کے کئی واقعات بھی اس اعتراض کی تردید کرتے ہیں۔ لہٰذا یہ روایت کسی بھی طرح باہمی عداوت یا گستاخی پر دلالت نہیں کرتی۔

اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ. اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

اعتراض نمبر 10

سیدنا علی رضی اللہ عنہ؛ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت پر آمادہ نہ تھے

1: امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلٰى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ" وَإِنِّيْ وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيْهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبٰى أَبُوْ بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلٰى فَاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلٰى أَبِيْ بَكْرٍ فِيْ ذٰلِكَ قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ لَيْلًا ، وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ جِهَةٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ ، فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِيْ بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْأَشْهُرَ. [326]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں عطا فرمایا تھا اور فدک و خیبر کے خمس میں سے باقی ماندہ حصہ بطور میراث طلب کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: "ہم وارث نہیں

[326] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1759

چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے، البتہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی مال میں سے کھاتے رہیں گے"، اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقات کے طریقہ کار میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا، بلکہ اسی طریقے پر عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رہا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اُن سے خفا ہوئیں اور اُن سے بات نہ کی یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ جب وہ انتقال کر گئیں تو اُن کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت ان کی تدفین کی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہ دی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لوگوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زمانۂ حیات تک ایک خاص حیثیت تھی؛ لیکن جب وہ وفات پا گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے رویّے میں فرق دیکھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مصالحت اور بیعت کی کوشش کی، حالانکہ انہوں نے ان مہینوں میں اب تک بیعت نہیں کی تھی۔

2: امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ مَعْمَرٌ: قُلْتُ لِلزُّهْرِيِّ: كَمْ مَكَثَتْ فَاطِمَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَقَالَ رَجُلٌ لِلزُّهْرِيِّ: فَلَمْ يُبَايِعْهُ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَتَّى مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا؟ قَالَ: وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِي هَاشِمٍ. [327]

ترجمہ: معمر کہتے ہیں کہ میں نے امام زہری سے پوچھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کتنا عرصہ تک زندہ رہیں؟ تو امام زہری نے کہا کہ چھ مہینے۔ پھر ایک آدمی نے امام زہری سے پوچھا کہ کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت نہیں کی تھی؟ تو امام زہری نے کہا: نہیں، بلکہ بنی ہاشم کے کسی آدمی نے بھی بیعت نہیں کی تھی۔

[327] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص300 کتاب قسم الفئی والغنیمۃ باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

اعتراض:

مذکورہ بالا دونوں روایات کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی، یا کم از کم چھ ماہ تاخیر سے کی۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس اجماعی بیعت سے انکار کیا، یا اس میں تاخیر کر کے جمہور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ایک الگ راہ اختیار کی ہے۔

جواب نمبر 1: راوی کا ادراج ہے

حدیث مبارک میں موجود یہ الفاظ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نہیں بلکہ ابن شہاب زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے۔ اس وجہ سے یہ حدیث منقطع ہے۔ اس پر مندرجہ ذیل قرائن موجود ہیں:

1: صحیح مسلم میں ان الفاظ سے پہلے لفظ "قَالَ" کی تصریح، اگر یہ راویہ کا کلام ہوتا تو "قَالَتْ" ہوتا کیونکہ یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔

2: امام بیہقی رحمہ اللہ کا اس روایت کے متصل بعد اس (امام زہری رحمہ اللہ کے) کلام کے منقطع ہونے کی صراحت کرنا۔

3: امام بیہقی رحمہ اللہ کا اپنی دوسری کتاب "الاعتقاد" میں مذکورہ بالا کلام کے منقطع ہونے کی صراحت کرنا۔

ابن شہاب زہری کے ادراج پر قرائن:

قرینہ نمبر 1: لفظ "قَالَ" کی تصریح:

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلَتْ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ تَسْأَلُهُ مِيْرَاثَهَا مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِمَّا أَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ بِالْمَدِيْنَةِ وَفَدَكٍ وَمَا بَقِيَ مِنْ خُمُسِ خَيْبَرَ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ، إِنَّمَا يَأْكُلُ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَالِ"، وَإِنِّي وَاللهِ لَا أُغَيِّرُ شَيْئًا مِنْ صَدَقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ حَالِهَا الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهَا فِيْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَأَعْمَلَنَّ فِيهَا بِمَا عَمِلَ بِهِ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَبَى أَبُو بَكْرٍ أَنْ يَدْفَعَ إِلَى فَاطِمَةَ شَيْئًا فَوَجَدَتْ فَاطِمَةُ عَلَى أَبِي بَكْرٍ فِي ذٰلِكَ قَالَ: فَهَجَرَتْهُ فَلَمْ تُكَلِّمْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ وَعَاشَتْ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ دَفَنَهَا زَوْجُهَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ لَيْلًا وَلَمْ يُؤْذِنْ بِهَا أَبَا بَكْرٍ وَصَلّٰى عَلَيْهَا عَلِيٌّ وَكَانَ لِعَلِيٍّ مِنَ النَّاسِ جِهَةٌ حَيَاةَ فَاطِمَةَ فَلَمَّا تُوُفِّيَتْ اسْتَنْكَرَ عَلِيٌّ وُجُوْهَ النَّاسِ فَالْتَمَسَ مُصَالَحَةَ أَبِي بَكْرٍ وَمُبَايَعَتَهُ وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْأَشْهُرَ. [328]

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مال میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ میں عطا فرمایا تھا اور فدک و خیبر کے خمس میں سے باقی ماندہ حصہ بطور میراث طلب کیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: "ہم وارث نہیں چھوڑتے، ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے، البتہ آل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی مال میں سے کھاتے رہیں گے"، اللہ کی قسم! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقات کے طریقہ کار میں کوئی تبدیلی نہیں کروں گا، بلکہ اسی طریقے پر عمل کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں رہا۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس میں سے کچھ نہ دیا۔ اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اُن سے خفا ہوئیں اور اُن سے بات نہ کی یہاں تک کہ اُن کا انتقال ہو گیا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ ماہ زندہ رہیں۔ جب وہ انتقال کر گئیں تو اُن کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رات کے وقت ان کی تدفین کی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع نہ دی، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی لوگوں میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے زمانۂ حیات تک ایک خاص حیثیت تھی؛ لیکن جب وہ وفات پا گئیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے رویّے میں فرق دیکھا۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مصالحت اور بیعت کی کوشش

---

[328] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1759

کی، حالانکہ انہوں نے ان مہینوں میں اب تک بیعت نہیں کی تھی۔

صحیح مسلم میں ان الفاظ "وَلَمْ يَكُنْ بَايَعَ تِلْكَ الْأَشْهُرَ " سے پہلے لفظ "قَالَ " موجود ہے جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ یہ امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے، یہ کلام راویہ حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہیں ہے۔ اگر یہ راویہ کا کلام ہوتا تو صیغہ تانیث "قَالَتْ" ہوتا، اس لیے کہ یہ روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ اسی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا کلام ہوتا تو بھی صیغہ تانیث "قَالَتْ" ہوتا۔

قرینہ نمبر2: انقطاع کلام کی صراحت:

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُ الزُّهْرِيِّ فِي قُعُوْدِ عَلِيٍّ عَنْ بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا مُنْقَطِعٌ، وَحَدِيْثُ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ مُبَايَعَتِهِ إِيَّاهُ حِيْنَ بُوْيِعَ بَيْعَةَ الْعَامَّةِ بَعْدَ السَّقِيْفَةِ أَصَحُّ. [329]

ترجمہ: امام زہری کا قول کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک حضرت ابو بکر کی بیعت سے رکے رہے" یہ منقطع ہے اور اس کے مقابلے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا تذکرہ ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔

قرینہ نمبر3: غیر متصل ہونا:

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْ رَوٰى أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يُبَايِعْ أَبَا بَكْرٍ سِتَّةَ أَشْهُرٍ لَيْسَ مِنْ قَوْلِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ فَأَدْرَجَهُ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِي الْحَدِيْثِ فِيْ قِصَّةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، وَحَفِظَهُ مَعْمَرُ

[329] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص300 کتاب قسم الفئی والغنیمۃ باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

بْنُ رَاشِدٍ فَرَوَاهُ مُفَصَّلًا وَجَعَلَهُ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ مُنْقَطِعًا مِنَ الْحَدِيْثِ. [330]

ترجمہ: جس شخص نے یہ روایت نقل کی کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر چھ ماہ تک بیعت نہیں کی" یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نہیں ہے بلکہ یہ امام زہری کا اپنا قول ہے، اور بعض راویوں نے اسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ کے ساتھ ملا کر حدیث میں شامل کر دیا (درج کر دیا)، لیکن معمر بن راشد رحمہ اللہ نے اسے صحیح طور پر محفوظ رکھا، اور اس کو مفصل طور پر نقل کیا اور واضح کر دیا کہ یہ قول زہری کا ہے اور اصل حدیث سے منقطع (یعنی غیر متصل) ہے۔

فائدہ: امام ابو بکر محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن شہاب الزہری رحمہ اللہ (ت 123ھ) بعض مرتبہ احادیث میں ادراج کرتے تھے۔

ان کے اس طرز کے متعلق امام حافظ محمد بن عبد الرحمٰن السخاوی شافعی رحمہ اللہ (ت 902ھ) فرماتے ہیں:

وَكَذَا كَانَ الزُّهْرِيُّ يُفَسِّرُ الْأَحَادِيْثَ كَثِيْرًا وَرُبَمَا أَسْقَطَ أَدَاةَ التَّفْسِيْرِ. [331]

ترجمہ: امام زہری رحمہ اللہ اکثر اوقات روایات کی تشریح (وتوضیح) فرما دیتے ہیں، پھر اس تشریحی کلام میں بسا اوقات حروف تشریح کو گرا دیتے ہیں۔

جواب نمبر 2: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا بیعت کر لینا

صحیح اور مستند روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ تمام صحابہ کرام؛ انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے بھی تجہیز و تکفین سے فارغ ہونے کے بعد ایک یا دو دن کے اندر اندر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی اور ان کی افضلیت اور خلافت کے حقدار ہونے کو بھی تسلیم کر لیا تھا یہاں

[330] الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد علی مذھب السلف: ص 352 باب اجتماع المسلمین علی بیعۃ ابی بکر

[331] فتح المغیث شرح الفیۃ الحدیث: ج 1 ص 267، 268 تحت المدرج

تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ؛ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات تک خلافت کے امور میں آپ کی معاونت بھی کرتے رہے اور فتنہ اِرتداد کے تعاقب میں بھی آپ کے ساتھ شریک رہے۔

چند تصریحات حسبِ ذیل ہیں:

1: ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد البلاذری رحمہ اللہ (ت 279ھ) لکھتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ نَضْرَةَ قَالَ: لَمَّا بَايَعَ النَّاسُ أَبَا بَكْرٍ اعْتَزَلَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ. فَبَعَثَ إِلَيْهِمَا عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ وَزَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَأَتَيَا مَنْزِلَ عَلِيٍّ، فَقَرَعَا الْبَابَ. فَنَظَرَ الزُّبَيْرُ مِنْ قُتْرَةٍ، ثُمَّ رَجَعَ إِلَى عَلِيٍّ، فَقَالَ: هٰذَانِ رَجُلَانِ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَلَيْسَ لَنَا أَنْ نُقَاتِلَهُمَا. قَالَ: افْتَحْ لَهُمَا. ثُمَّ خَرَجَا مَعَهُمَا حَتّٰى أَتَيَا أَبَا بَكْرٍ. فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ: يَا عَلِيُّ! أَنْتَ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصِهْرُهٗ فَتَقُوْلُ: إِنِّيْ أَحَقُّ بِهٰذَا الْأَمْرِ. لَا هَا اللّٰهِ، لَأَنَا أَحَقُّ بِه مِنْكَ. قَالَ: لَا تَثْرِيْبَ، يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! ابْسُطْ يَدَكَ أُبَايِعْكَ. فَبَسَطَ يَدَهٗ فَبَايَعَهٗ. ثُمَّ قَالَ لِلزُّبَيْرِ: تَقُوْلُ: أَنَا ابْنُ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَحَوَارِيُّهٗ، وَفَارِسُهٗ، وَأَنَا أَحَقُّ بِالْأَمْرِ؛ لَا هَا اللّٰهِ، لَأَنَا أَحَقُّ بِهٖ مِنْكَ. فَقَالَ: لَا تَثْرِيْبَ، يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ، اُبْسُطْ يَدَكَ. فَبَسَطَ يَدَهٗ فَبَايَعَهٗ. [332]

ترجمہ: ابو نضرہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: جب لوگوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے بیعت میں تاخیر کی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو ان دونوں حضرات کے پاس بھیجا۔ ان دونوں حضرات نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر دستک دی، تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے دروازے کی درز سے جھانکا اور واپس حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا: یہ دونوں جنتی لوگوں میں سے ہیں، اور ہمیں (بیعت نہ کر کے) ان سے لڑنے کا حق نہیں ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: دروازہ کھول دو۔ پھر دونوں

[332] انساب الاشراف للبلاذری: ج1 ص585 تحت امر السقیفة

(علی اور زبیر رضی اللہ عنہما) ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے علی! تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی اور داماد ہو، اور تمہارا خیال ہے کہ تم خلافت کے زیادہ حقدار ہو؟ خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ اس کا حقدار ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے رسول اللہ کے خلیفہ! اپنا ہاتھ بڑھائیے، میں آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ پھر انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور بیعت کی۔ پھر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے کہا: تم کہتے ہو کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پھوپھی زاد ہوں، ان کا حواری اور گھوڑے پر سوار ہونے والا (سپہ سالار) ہوں، اور میں اس خلافت کا زیادہ حق دار ہوں؟ خدا کی قسم! میں تم سے زیادہ اس کا حق دار ہوں۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے رسول اللہ کے خلیفہ! اپنا ہاتھ بڑھائیے، میں آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور بیعت کی۔

2: امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: جَزَاكُمُ اللهُ خَيْرًا يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ ثُمَّ قَالَ: أَمَا لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذٰلِكَ لَمَا صَالَحْنَاكُمْ ثُمَّ أَخَذَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ بِيَدِ أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ: هٰذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوْهُ. ثُمَّ انْطَلَقُوْا فَلَمَّا قَعَدَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَامَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْا بِهٖ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهٗ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! فَبَايَعَهٗ ثُمَّ لَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْهُ حَتّٰى جَاءُوْا بِهٖ فَقَالَ: ابْنَ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيَّهٗ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهٖ: لَا

تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ فَبَايَعَاهُ. [333]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا .... (درمیان میں طویل کلام جسے حذف کیا گیا ہے) تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انصار سے فرمایا: اے گروہِ انصار! اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اور تمہارے کہنے والے کو ثابت قدم رکھے۔ اگر تم اس کے خلاف کوئی اور طریقہ اختیار کرتے تو ہم تم سے صلح نہ کرتے۔ پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر کا ہاتھ پکڑ کر کہا: (اے لوگو!) یہ تمہارے امیر ہیں، ان کی بیعت کرو۔ چنانچہ لوگ بیعت کرنے لگے۔ پھر جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو آپ نے لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے۔ آپ نے ان کے بارے میں پوچھا۔ کچھ انصاری حضرات گئے اور انہیں لے آئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول کے چچا زاد اور داماد! کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے خلیفہ رسول اللہ! پھر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو ان کے بارے میں پوچھا یہاں تک کہ لوگ انہیں بھی لے آئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور ان کے حواری! کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف ڈالنا چاہتے تھے؟ انہوں نے بھی کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے خلیفہ رسول اللہ! پھر دونوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی۔

3: امام ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر مالکی رحمہ اللہ (ت 463ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ، قَالَ: قَالَ لِي عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرِضَ لَيَالِيَ وَأَيَّامًا يُنَادِي بِالصَّلَاةِ فَيَقُوْلُ : مُرُوْا أَبَا بَكْرٍ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، فَلَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى

[333] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج8 ص143 کتاب قتال أهل البغي باب الائمة من قريش

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَظَرْتُ فَإِذَا الصَّلَاةُ عَلَمُ الْإِسْلَامِ ، وَقِوَامُ الدِّيْنِ، فَرَضِيْنَا لِدُنْيَانَا مَنْ رَضِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِدِيْنِنَا، فَبَايَعْنَا أَبَا بَكْرٍ .[334]

ترجمہ: قیس بن عبادہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کئی دن بیمار رہے، اور اس دوران جب نماز کے لیے آواز دیتے تو فرماتے: ابو بکر کو کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا، تو میں نے غور کیا کہ نماز؛ اسلام کی علامت اور دین کی بنیاد ہے۔ تو ہم نے اپنی دنیا کے لیے اس شخص کو پسند کیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے لیے پسند فرمایا۔ چنانچہ ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

4: حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) لکھتے ہیں:

فَصَعِدَ أَبُوْ بَكْرٍ الْمِنْبَرَ. فَنَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ. قَالَ: فَدَعَا بِالزُّبَيْرِ فَجَاءَ، فَقَالَ: قُلْتُ: ابْنَ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيَّهُ، أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ! فَقَامَ فَبَايَعَهُ ثُمَّ نَظَرَ فِيْ وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا فَدَعَا بِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ فَجَاءَ. فَقَالَ: قُلْتُ: ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهُ عَلَى ابْنَتِهِ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ قَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ! فَبَايَعَهُ.[335]

ترجمہ: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ آپ نے لوگوں پر نگاہ دوڑائی تو آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو ان میں موجود نہ پایا۔ آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور قریبی دوست! کیا آپ مسلمانوں کی وحدت میں ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں نہیں! ہماری طرف سے آپ کے بارے ایسی کوئی بات نہیں۔ اے رسول اللہ کے (پہلے) خلیفہ! چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے

[334] الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب لابن عبد البر: ج3 ص971 رقم الترجمۃ 1633 عبد اللہ بن ابی قحافۃ رضی اللہ عنہما

[335] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص261 اعتراف سعد بن عبادۃ بصحۃ ما قالہ الصدیق یوم السقیفۃ

لوگوں پر نگاہ دوڑائی تو ان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی وہاں موجود نہ پایا۔ آپ نے انہیں بلوایا، وہ تشریف لائے۔ آپ نے ان فرمایا: اے رسول اللہ کے چچازاد اور داماد! کیا آپ مسلمانوں کی وحدت میں ساتھ دینے کے لیے تیار نہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ نہیں نہیں! ہماری طرف سے آپ کے بارے ایسی کوئی بات نہیں اے رسول اللہ کے (پہلے) خلیفہ! چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی۔

5: حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَهٰذَا إِسْنَادٌ صَحِيحٌ ... وَفِيهِ فَائِدَةٌ جَلِيلَةٌ وَهِيَ مُبَايَعَةُ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ، إِمَّا فِي أَوَّلِ يَوْمٍ أَوْ فِي الْيَوْمِ الثَّانِي مِنَ الْوَفَاةِ، وَهٰذَا حَقٌّ فَإِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ لَمْ يُفَارِقِ الصِّدِّيقَ فِي وَقْتٍ مِنَ الْأَوْقَاتِ وَلَمْ يَنْقَطِعْ فِي صَلَاةٍ مِنَ الصَّلَوَاتِ خَلْفَهُ. [336]

ترجمہ: مذکورہ واقعات کی سند صحیح ہے .... (اس کے بعد فرماتے ہیں کہ) اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیعت کرنے کا پتہ چل رہا ہے کہ یا تو پہلے ہی دن بیعت کر لی تھی یا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دوسرے دن۔ یہ بات بالکل برحق ہے، اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کسی وقت بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے جدا نہیں ہوئے اور نہ ہی ان کی اقتداء میں کبھی نماز پڑھنا چھوڑی۔

مذکورہ بالا روایات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع ہی میں بیعت کر لی تھی اور پھر تمام عرصہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امارت میں رہے اور تمام معاملات میں ان کا ساتھ دیتے رہے اور نمازیں بھی ان کی اقتداء میں ادا کرتے رہے۔

جواب نمبر 3: صحیح و متصل روایات کو ترجیح دینا

ایسی تمام روایات جن میں چھ ماہ یا چند ماہ تک بیعت نہ کرنے کا ذکر ہے وہ روایات امام زہری رحمہ اللہ سے مروی ہیں۔ بالفرض ان کو اصل روایت کا حصہ بھی تسلیم کر لیا جائے تو ان کے مقابلے میں وہ روایات جو فی الفور

---

[336] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص262 اعتراف سعد بن عبادة بصحة ما قاله الصديق يوم السقيفة

بیعت کو ثابت کرتی ہیں وہ سند کے اعتبار سے صحیح و متصل ہیں۔ لہٰذا تعارض کی صورت میں صحیح و متصل روایات کو ترجیح حاصل ہو گی۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .... فَقَامَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَالَ: جَزَاكُمُ اللهُ خَيْرًا يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ! وَثَبَّتَ قَائِلَكُمْ ثُمَّ قَالَ: أَمَا لَوْ فَعَلْتُمْ غَيْرَ ذٰلِكَ لَمَا صَالَحْنَاكُمْ ثُمَّ أَخَذَ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ بِيَدِ أَبِي بَكْرٍ فَقَالَ: هٰذَا صَاحِبُكُمْ فَبَايِعُوْهُ. ثُمَّ انْطَلَقُوْا فَلَمَّا قَعَدَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْمِنْبَرِ نَظَرَ فِي وُجُوْهِ الْقَوْمِ فَلَمْ يَرَ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَامَ نَاسٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَوْا بِهٖ فَقَالَ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنَهٗ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ! فَبَايَعَهٗ ثُمَّ لَمْ يَرَ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَسَأَلَ عَنْهُ حَتّٰى جَاءُوْا بِهٖ فَقَالَ: ابْنَ عَمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَحَوَارِيَّهٗ! أَرَدْتَ أَنْ تَشُقَّ عَصَا الْمُسْلِمِيْنَ؟ فَقَالَ مِثْلَ قَوْلِهٖ: لَا تَثْرِيْبَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللهِ فَبَايَعَاهُ.[337]

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ....(درمیان میں طویل کلام جسے حذف کیا گیا ہے) تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انصار سے فرمایا: اے گروہِ انصار! اللہ تمہیں جزائے خیر دے، اور تمہارے کہنے والے کو ثابت قدم رکھے۔ اگر تم اس کے خلاف کوئی اور طریقہ اختیار کرتے تو ہم تم سے صلح نہ کرتے۔ پھر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر کا ہاتھ پکڑ کر کہا: (اے لوگو!) یہ تمہارے امیر ہیں، ان کی بیعت کرو۔ چنانچہ لوگ بیعت کرنے لگے۔ پھر جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ منبر پر بیٹھے تو آپ نے لوگوں کے چہروں کی طرف دیکھا لیکن حضرت علی رضی

[337] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج8 ص143 کتاب قتال أهل البغی باب الائمة من قریش

اللہ عنہ نظر نہ آئے۔ آپ نے ان کے بارے میں پوچھا۔ کچھ انصاری حضرات گئے اور انہیں لے آئے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول کے چچا زاد اور داماد! کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں تفرقہ ڈالنا چاہتے تھے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر انہوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ کو نہ پایا تو ان کے بارے میں پوچھا یہاں تک کہ لوگ انہیں بھی لے آئے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور ان کے حواری! کیا تم مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف ڈالنا چاہتے تھے؟ انہوں نے بھی کہا: (آپ سے) کوئی ناراضگی نہیں، اے خلیفۂ رسول اللہ! پھر دونوں نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی۔

حضرت ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی اس روایت کی ترجیح پر محققین کی تصریحات ملاحظہ ہوں:

[1]: حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَمَسَّكَ الرَّافِضَةُ بِتَأَخُّرِ عَلِيٍّ عَنْ بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى أَنْ مَاتَتْ فَاطِمَةُ وَهَذَيَانُهُمْ فِي ذٰلِكَ مَشْهُوْرٌ وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ مَا يُدْفَعُ فِي حُجَّتِهِمْ وَقَدْ صَحَّحَ ابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ وَغَيْرِهِ أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَ أَبَا بَكْرٍ فِيْ أَوَّلِ الْأَمْرِ وَأَمَّا مَا وَقَعَ فِيْ مُسْلِمٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ: لَمْ يُبَايِعْ عَلِيٌّ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى مَاتَتْ فَاطِمَةُ؟ قَالَ: لَا وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ فَقَدْ ضَعَّفَهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يُسْنِدْهُ وَأَنَّ الرِّوَايَةَ الْمَوْصُوْلَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَصَحُّ. [338]

ترجمہ: روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کو (اپنی طرف سے) ایک دلیل بنایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک بیعت نہیں کی تھی، اور اس بارے میں ان کی طرف سے بے سروپا باتیں مشہور ہے۔ مگر اسی حدیث میں ان کے اس استدلال کو رد

---

[338] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7ص620 کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر

کرنے والی بات موجود ہے۔ امام ابنِ حبان اور دیگر محدثین نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایت سے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتداء ہی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی تھی۔ رہی بات صحیح مسلم میں امام زہری رحمہ اللہ کی اس روایت کی جس میں آیا ہے کہ کسی شخص نے امام زہری رحمہ اللہ سے کہا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک نہیں کی؟ تو انہوں نے کہا: ہاں (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک بیعت نہیں کی) اور نہ ہی بنی ہاشم میں سے کسی نے بیعت کی۔ اس روایت کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس وجہ سے ضعیف قرار دیا ہے کہ امام زہری نے اسے سند کے ساتھ بیان نہیں کیا، اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کی متصل سند والی روایت زیادہ صحیح ہے۔

[2]: امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابو بکر قسطلانی رحمہ اللہ (ت 923ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدْ صَحَّحَ ابْنُ حِبَّانَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ عَلِيًّا بَايَعَ أَبَا بَكْرٍ فِيْ أَوَّلِ الْأَمْرِ. وَأَمَّا مَا فِيْ مُسْلِمٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لَهُ: لَمْ يُبَايِعْ عَلِيٌّ أَبَا بَكْرٍ حَتّٰى مَاتَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَ: وَلَا أَحَدٌ مِنْ بَنِيْ هَاشِمٍ. فَقَدْ ضَعَّفَهُ الْبَيْهَقِيُّ بِأَنَّ الزُّهْرِيَّ لَمْ يُسْنِدْهُ، وَأَنَّ الرِّوَايَةَ الْمَوْصُوْلَةَ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَصَحُّ.[339]

ترجمہ: امام ابنِ حبان اور دیگر محدثین نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ روایت صحیح قرار دی ہے جس میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شروع ہی میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی تھی۔ رہی وہ روایت جو صحیح مسلم میں زہری سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے کہا: کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ کے انتقال تک بیعت نہیں کی؟ تو زہری نے کہا: ہاں اور بنی ہاشم میں سے بھی کسی نے بیعت نہیں کی۔ اس روایت کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے ضعیف قرار دیا ہے، کیونکہ یہ روایت امام

[339] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری للقسطلانی: ج13 ص615 کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر

زہری نے بغیر سند کے بیان کی ہے، اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی متصل روایت زیادہ صحیح ہے۔

فائدہ:

امام شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابو بکر قسطلانی رحمہ اللہ (ت923ھ) نے امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) کے جس قول کا حوالہ دیا وہ یہ ہے:

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) فرماتے ہیں:

قَوْلُ الزُّهْرِيِّ فِيْ قُعُوْدِ عَلِيٍّ عَنْ بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ "حَتّٰى تُوُفِّيَتْ فَاطِمَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا" مُنْقَطِعٌ، وَحَدِيْثُ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فِيْ مُبَايَعَتِهٖ إِيَّاهُ حِيْنَ بُوْيِعَ بَيْعَةَ الْعَامَّةِ بَعْدَ السَّقِيْفَةِ أَصَحُّ. [340]

ترجمہ: امام زہری کا یہ قول کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک حضرت ابو بکر کی بیعت سے رکے رہے؛ منقطع ہے اور اس کے مقابلے میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جس میں باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کا تذکرہ ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔

امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت458ھ) ایک اور جگہ نقل کرتے ہیں:

وَالَّذِيْ رَوٰى "أَنَّ عَلِيًّا لَمْ يُبَايِعْ أَبَا بَكْرٍ سِتَّةَ أَشْهُرٍ" لَيْسَ مِنْ قَوْلِ عَائِشَةَ إِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ فَأَدْرَجَهٗ بَعْضُ الرُّوَاةِ فِي الْحَدِيْثِ فِيْ قِصَّةِ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، وَحَفِظَهٗ مَعْمَرُ بْنُ رَاشِدٍ فَرَوَاهُ مُفَصَّلًا وَجَعَلَهٗ مِنْ قَوْلِ الزُّهْرِيِّ مُنْقَطِعًا مِنَ الْحَدِيْثِ. [341]

ترجمہ: جس شخص نے یہ روایت نقل کی کہ "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر

[340] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج6 ص300 کتاب قسم الفئ والغنیمۃ باب بَيَانِ مَصْرِفِ أَرْبَعَةِ أَخْمَاسِ الْفَيْءِ

[341] الاعتقاد والھدایۃ الی سبیل الرشاد علی مذھب السلف: ص352 باب اجتماع المسلمین علی بیعۃ ابی بکر

چھ ماہ تک بیعت نہیں کی" یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول نہیں ہے بلکہ یہ امام زہری (رحمہ اللہ) کا اپنا قول ہے، اور بعض راویوں نے اسے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واقعے کے ساتھ ملا کر حدیث میں شامل (درج) کر دیا لیکن امام معمر بن راشد رحمہ اللہ نے اسے صحیح طور پر محفوظ رکھا، اور اس کو مفصل طور پر نقل کیا اور واضح کر دیا کہ یہ قول زہری کا ہے اور اصل حدیث سے منقطع (یعنی غیر متصل) ہے۔

جواب نمبر 4: بطورِ تاکید کے بیعت کرنا:

بالفرض ان روایات (جن میں چھ ماہ تک بیعت نہ کرنے کا ذکر ہے) کو صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو دونوں طرح کی روایات میں یوں تطبیق دی جائے گی کہ پہلی مرتبہ بیعت کر لی تھی (جس کا سب کو علم نہیں ہو سکا تھا) اور دوسری مرتبہ بطورِ تاکید کے بیعت کی تھی تاکہ سب کو اس کا علم ہو جائے اور شبہات ختم ہو جائیں۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ تَمَسَّكَ الرَّافِضَةُ بِتَأَخُّرِ عَلِيٍّ عَنْ بَيْعَةِ أَبِي بَكْرٍ إِلَى أَنْ مَاتَتْ فَاطِمَةُ وَهَذَيَانُهُمْ فِي ذٰلِكَ مَشْهُورٌ... وَجَمَعَ غَيْرُهُ بِأَنَّهُ بَايَعَهُ بَيْعَةً ثَانِيَةً مُؤَكِّدَةً لِلْأُولٰى لِإِزَالَةِ مَا كَانَ وَقَعَ بِسَبَبِ الْمِيرَاثِ. [342]

ترجمہ: روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر کو (اپنی طرف سے) ایک دلیل بنایا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات تک بیعت نہیں کی تھی، اور اس بارے میں ان کی طرف سے بے سروپا باتیں مشہور ہے..... (محدثین کرام نے دونوں روایتوں میں اس طرح) تطبیق دی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتدائی بیعت کے بعد دوبارہ (علانیہ) بیعت بھی کی تھی، جو پہلی بیعت کی تاکید اور وراثت کے معاملے میں پیدا ہونے والی ممکنہ غلط فہمی کے ازالے کے لیے تھی۔

جواب نمبر 5: کتبِ روافض میں بیعت کی تصریح

روافض؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیعت نہ کرنے کو بنیاد بنا کر اعتراض کرتے ہیں، جبکہ ان کی اپنی کتب

[342] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص620 کتاب المغازی باب غزوۃ خیبر

میں اس بات کی صراحت موجود ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فی الفور بیعت کر لی تھی۔

(شیعہ مصنف) ابن ابی الحدید (ت656ھ) لکھتے ہیں:

وَقَالَ عَلِيٌّ وَالزُّبَيْرُ: مَا غَضِبْنَا إِلَّا فِي الْمَشْوَرَةِ، وَإِنَّا لَنَرَى أَبَا بَكْرٍ أَحَقَّ النَّاسِ بِهَا، إِنَّهُ لَصَاحِبُ الْغَارِ، وَإِنَّا لَنَعْرِفُ لَهُ سِنَّهُ، وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّلَاةِ بِالنَّاسِ وَهُوَ حَيٌّ. [343]

ترجمہ: حضرت علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: ہم صرف مشورے میں شامل نہ کیے جانے پر ناراض ہوئے تھے، اور ہم یقیناً حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہی خلافت کا سب سے زیادہ حقدار سمجھتے ہیں، وہی غار کے ساتھی ہیں، اور ہم ان کی شخصیت (مقام و عظمت) کو پہچانتے ہیں، اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔

جواب نمبر 6: خلافتِ صدیق پر اجماع

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع تھا اور یہ اجماع اسی وقت ممکن ہے جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رضامندی کے ساتھ بیعت کی ہو۔ لہٰذا اس سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی باقی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر بیعت کی تھی۔

1: امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری رحمہ اللہ (ت405ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: قَالَ أَجْمَعَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَخْلَفُوا أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ. [344]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ

---

[343] شرح نہج البلاغۃ لابن ابی الحدید: ج2 ص50

[344] المستدرک علی الصحیحین للحاکم: ج4 ص31 رقم الحدیث 4532

عنہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کرنے پر اجماع کر لیا۔

2: حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمَشقی رحمہ اللہ (ت774ھ) لکھتے ہیں:

وَقَدِ اتَّفَقَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ عَلٰى بَيْعَةِ الصِّدِّيْقِ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ، حَتّٰى عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ وَالزُّبَيْرُ بْنُ الْعَوَّامِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا، وَالدَّلِيْلُ عَلٰى ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ.[345]

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس وقت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت پر متفق ہو گئے تھے، حتی کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ بھی اس بیعت میں شامل تھے، اور اس پر دلیل امام بیہقی رحمہ اللہ کی روایت ہے۔

خلاصہ کلام:

صحیح مسلم کی روایت سے بظاہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت میں تاخیر معلوم ہوتی ہے، لیکن بعض محدثین کرام رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حصہ امام زہری رحمہ اللہ کا ادراج ہے، بہر حال اس پر اتفاق ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت کر لی اور ان کی خلافت کو عملاً تسلیم کیا ہے، اس لیے بالفرض اختلاف تسلیم کر بھی لیا جائے تو صرف تاخیر کے مسئلے میں ہے ہو سکتا ہے؛ نہ کہ بیعت کے انکار میں۔

[345] البدایۃ والنہایۃ لابن کثیر: ج3 ص693 خلافۃ ابی بکر الصدیق وما فیہا من الحوادث

اعتراض نمبر 11

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت: خلافتِ راشدہ نہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـًٔا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾[346]

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے نیک اعمال کیے ہیں ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں ضرور زمین میں اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو بنایا تھا اور ان کے لیے اس دین کو ضرور اقتدار بخشے گا جسے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کو جو خوف لاحق رہا ہے اس کے بدلے انہیں ضرور امن عطا کرے گا۔ وہ میری عبادت کریں، میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں، اور جو لوگ اس کے بعد بھی ناشکری کریں گے تو ایسے لوگ نافرمان شمار ہوں گے۔

اعتراض:

اس آیت کو بنیاد بناکر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت "خلافت راشدہ" نہیں کیونکہ آپ کے دورِ خلافت میں مسلمانوں کی باہمی جنگیں ہوئی ہیں جبکہ خلافت راشدہ کے لیے امن شرط ہے۔

جواب نمبر 1: سیدنا علی رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت "خلافت راشدہ" اور آپ رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد ہیں۔

[346] سورۃالنور:55

مفسرین کرام رحمہم اللہ نے آیتِ استخلاف کے مصداق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بھی شامل کیا ہے۔ چند تفسیری حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں:

تفسیر نمبر 1:

امام ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن ابی بکر الخزرجی قرطبی رحمہ اللہ (ت 671ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ عُلَمَاؤُنَا هٰذِهِ الْآيَةُ دَلِيْلٌ عَلٰى خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. وَأَنَّ اللهَ اسْتَخْلَفَهُمْ وَرَضِيَ أَمَانَتَهُمْ، وَكَانُوْا عَلَى الدِّيْنِ الَّذِيْ ارْتَضٰى لَهُمْ، لِأَنَّهُمْ لَمْ يَتَقَدَّمْهُمْ أَحَدٌ فِي الْفَضِيلَةِ إِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا، فَاسْتَقَرَّ الْأَمْرُ لَهُمْ. [347]

ترجمہ: ہمارے علماء فرماتے ہیں: یہ آیت خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کی دلیل ہے، اور اس بات کی بھی (دلیل ہے) کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خلافت عطا فرمائی، ان کی امانت کو پسند فرمایا، اور وہ اسی دین پر قائم رہے جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کیا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فضیلت میں آج کے دن تک کوئی بھی ان پر سبقت نہیں لے سکا، لہٰذا خلافت وقیادت کا معاملہ انہی کے لیے مستحکم اور طے شدہ ہو گیا۔

تفسیر نمبر 2:

امام نظام الدین حسن بن محمد بن حسین نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 780ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ أَهْلُ السُّنَّةِ: فِي الْآيَةِ دَلَالَةٌ عَلٰى إِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ، لِأَنَّ قَوْلَهٗ مِنْكُمْ لِلتَّبْعِيضِ، وَذٰلِكَ الْبَعْضُ يَجِبُ أَنْ يَكُوْنَ مِنَ الْحَاضِرِيْنَ فِيْ وَقْتِ الْخِطَابِ وَمَعْلُوْمٌ أَنَّ الْأَئِمَّةَ الْأَرْبَعَةَ كَانُوْا مِنْ أَهْلِ الْإِيْمَانِ وَالْعَمَلِ الصَّالِحِ، وَكَانُوْا حَاضِرِيْنَ وَقْتَئِذٍ، وَقَدْ حَصَلَ لَهُمُ الِاسْتِخْلَافُ وَالْفُتُوْحُ فَوَجَبَ أَنْ يَكُوْنُوْا مُرَادِيْنَ مِنَ الْآيَةِ. [348]

---

[347] الجامع لاحکام القران للقرطبی، ج2ص2216، تحت سورۃ النور، رقم الآیۃ55

[348] تفسیر غرائب القرآن للنیشابوری: ج5ص209 تحت سورۃ النور، رقم الآیۃ55

ترجمہ: ترجمہ: اہل السنۃ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی امامت کی دلیل ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد {مِنْكُمْ} تبعیض کے لیے ہے، اور وہ بعض افراد ضرور اُن لوگوں میں سے ہونے چاہییں جو خطاب کے وقت موجود تھے۔ یہ بات معلوم ہے کہ چاروں خلفاء ایمان اور نیک عمل والوں میں سے تھے، اور اس وقت موجود بھی تھے، اور انہی کے لیے خلافت، فتوحات اور غلبہ کا وعدہ پورا ہوا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ یہ حضرات اسی آیت کا مصداق ہوں۔

تفسیر نمبر 3:

علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی حنفی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) فرماتے ہیں:

وَاسْتَدَلَّ كَثِيْرٌ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰى صِحَّةِ خِلَافَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ ,لِأَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَعَدَ فِيْهَا مَنْ فِيْ حَضْرَةِ الرِّسَالَةِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِالْاِسْتِخْلَافِ وَتَمْكِيْنِ الدِّيْنِ وَالْأَمْنِ الْعَظِيْمِ مِنَ الْأَعْدَاءِ ، وَلَا بُدَّ مِنْ وُقُوْعِ مَا وَعَدَ بِهٖ ضَرُوْرَةً لِامْتِنَاعِ الْخُلْفِ فِيْ وَعْدِهٖ تَعَالٰى ,وَلَمْ يَقَعْ ذٰلِكَ الْمَجْمُوْعُ إِلَّا فِيْ عَهْدِهِمْ ، فَكَانَ كُلٌّ مِنْهُمْ خَلِيْفَةً حَقًّا بِاسْتِخْلَافِ اللّٰهِ تَعَالٰى إِيَّاهُ حَسْبَمَا وَعَدَ جَلَّ وَعَلَا .[349]

ترجمہ: بہت سے علماء کرام نے اس آیتِ کریمہ سے خلفائے اربعہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کی صحت پر دلیل لی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس میں زمانۂ رسالت میں موجود اہلِ ایمان سے خلافت، دین کے استحکام، اور دشمنوں کے مقابلے میں بڑے امن کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے وعدے میں خلاف ہونا محال ہے، اس لیے اس وعدے کا وقوع ضروری تھا۔ پھر یہ تمام اُمور مجموعی طور پر صرف انہی (چاروں خلفاء) کے عہد میں ظاہر ہوئے، لہٰذا ہر ایک خلیفہ برحق تھا اور اسے اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق خلیفہ بنایا گیا۔

---

[349] تفسیر روح المعانی: ج10 ص205 تحت سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

تفسیر نمبر 4:

قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ (ت 1296ھ) فرماتے ہیں:

(الف): اس (النور: آیت نمبر 55) سے یہ ثابت ہوا کہ تسلط اہل اسلام اور تمکین دینِ پسندیدہ اور ازالۂ خوف اور تبدیل امن جو کچھ تھا سب کا سب اصل میں انہی چار یار کے لیے تھا۔[350]

(ب): سو اس نعمت عظمیٰ خلافت کا حال بھی یہی ہوا کہ ہر چند خلفاء اربعہ کے صدقہ میں اِس زمانہ تک کے اہل اسلام کامیاب ہیں، جس قدر دین کو وسعت اور شوکت ہوئی یا اب ہے حقیقت میں سب انہی کے خلافت کا پھول پھل ہے۔[351]

(ج): کچھ خداوند کریم نے (النور: 55 میں) ارشاد فرمایا وہ سب خلفائے اربعہ میں بوجہ اتم ظہور میں آیا۔[352]

تفسیر نمبر 5:

حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ (ت 1362ھ) فرماتے ہیں:

وَفِيْهِ الدَّلَالَةُ عَلٰى صِحَّةِ إِمَامَةِ الْخُلَفَاءِ الْأَرْبَعَةِ أَيْضًا لِأَنَّ اللهَ اسْتَخْلَفَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَمَكَّنَ لَهُمْ كَمَا جَاءَ الْوَعْدُ. [353]

ترجمہ: اس میں خلفائے اربعہ کی امامت کے درست ہونے کی بھی دلیل ہے، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں خلیفہ بنایا اور انہیں اقتدار و تمکنت عطا فرمائی، جیسا کہ (قرآن کریم میں) وعدہ آیا ہے۔

---

[350] ھدیۃ الشیعہ: ص 75

[351] ھدیۃ الشیعہ: ص 75

[352] ھدیۃ الشیعہ: ص 75

[353] احکام القرآن للتھانوی: ج 16 ص 260، سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

تفسیر نمبر 6:

شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ (ت 1394ھ) فرماتے ہیں:

حق یہ ہے کہ چاروں خلفاء کی خلافت، خلافتِ نبوت تھی اور بلاشبہ ان چاروں حضرات کی خلافت علیٰ منہاج النبوت تھی اور اسی خلافتِ حقہ وراشدہ کی مصداق تھی جس کا اس آیت میں وعدہ کیا گیا ہے۔ فرق اتنا ہے کہ خلفاء ثلاثہ کا جہاد و قتال تنزیل قرآن پر تھا یعنی ان لوگوں سے تھا جو نزول قرآن کے منکر تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قتال تاویل قرآن پر تھا یعنی ان لوگوں سے تھا جو بظاہر نزول قرآن کو تو مانتے تھے مگر تاویلات فاسدہ کر کے اصل مقصد کو فنا کر دیتے تھے۔[354]

حضرت کاندھلوی رحمہ اللہ مزید فرماتے ہیں:

یہ ہے عقیدہ اہل سنت والجماعت کا کہ خلفاء ثلاثہ کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی خلافت راشدہ تھی اور ان کو تمکین دین حاصل تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جو اختلاف تھا وہ ایک بھائی کی دوسرے بھائی سے برادرانہ شکر رنجی تھی کفر کے مقابلہ میں سب ایک تھے۔[355]

2: دلیل از حدیث مبارک:

امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ حَدَّثَنِي سَفِينَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْخِلَافَةُ فِيْ أُمَّتِيْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ" ثُمَّ قَالَ لِي سَفِينَةُ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ أَبِي بَكْرٍ ثُمَّ قَالَ: وَخِلَافَةَ عُمَرَ وَخِلَافَةَ عُثْمَانَ ثُمَّ قَالَ لِيْ: أَمْسِكْ خِلَافَةَ عَلِيٍّ فَوَجَدْنَاهَا ثَلَاثِيْنَ سَنَةً.[356]

---

[354] معارف القرآن کاندھلوی: ج5 ص457 سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

[355] معارف القرآن کاندھلوی: ج5 ص462: سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

[356] جامع الترمذی: رقم الحدیث 2226

ترجمہ: سعید بن جُمھان کہتے ہیں کہ مجھے حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: ”خلافت میری امت میں تیس سال تک رہے گی، پھر اس کے بعد بادشاہت آجائے گی۔“ پھر حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا: حضرت ابو بکر کی خلافت کو گنو! اور حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی خلافت کو گنو! پھر مجھے فرمایا: حضرت علی کی خلافت کو گنو! پس ہم نے گننے کے بعد خلافت کو تیس سال پایا۔

فائدہ: اس حدیث مبارک میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ذکر کیا گیا ہے اور اسے شمار کر کے مدتِ خلافت کُل تیس سال بنتے ہیں۔

3: تصریحات از سلف

اکابر واسلاف رحمہم اللہ نے آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تصریح کی ہے۔ ذیل میں چند تصریحات پیش کی جاتی ہیں:

1: امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ طحاوی رحمہ اللہ (ت 321ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَنُثْبِتُ الْخِلَافَةَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلًا لِأَبِي بَكْرِ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَفْضِيلًا لَهُ وَتَقْدِيمًا عَلٰى جَمِيعِ الْأُمَّةِ ثُمَّ لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ لِعُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ لِعَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُمُ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ وَالْأَئِمَّةُ الْمُهْتَدُونَ الَّذِيْنَ قَضَوْا بِالْحَقِّ وَكَانُوْا بِهٖ يَعْدِلُوْنَ. [357]

ترجمہ: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت مانتے ہیں کیونکہ آپ ہی پوری امت میں سب سے افضل اور مقدم ہیں۔ پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے لیے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے، پھر حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے لیے مانتے ہیں۔ یہی چار خلفاء راشدین اور ہدایت یافتہ امام ہیں جنہوں نے برحق فیصلے کیے اور حق وراستی سے اپنی ذمہ داریاں نبھائی۔

---

[357] العقیدۃ الطحاویۃ: ص32

2: امام محمد بن محمد بن محمد غزالی رحمہ اللہ (ت 505ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰی تَقْدِيْمِ أَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ أَبُوْ بَكْرٍ نَصَّ عَلٰی عُمَرَ ثُمَّ أَجْمَعُوْا بَعْدَهٗ عَلٰی عُثْمَانَ ثُمَّ عَلٰی عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ. [358]

ترجمہ: صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ بنانے پر اجماع کیا، پھر حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو نامزد کیا پھر ان کے بعد حضرت عثمان کی خلافت پر اجماع ہوا اور پھر حضرت علی کی خلافت پر بھی اجماع ہوا۔

3: امام نجم الدین ابو حفص عمر بن محمد بن احمد النسفی الحنفی رحمہ اللہ (ت 537ھ) لکھتے ہیں:

وَأَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ نَبِيِّنَا أَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عُمَرُ الْفَارُوْقُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عُثْمَانُ ذُو النُّوْرَيْنِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ عَلِيٌّ الْمُرْتَضٰی رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَخِلَافَتُهُمْ ثَابِتَةٌ عَلٰی هٰذَا التَّرْتِيْبِ أَيْضًا. [359]

ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمام انسانوں میں سب سے افضل حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں، ان کے بعد سب سے افضل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ ان چار حضرات کی خلافت کی بھی یہی ترتیب ہے۔

4: شیخ ابو محمد محی الدین عبد القادر بن ابی صالح عبد اللہ جیلانی رحمہ اللہ (ت 561ھ) لکھتے ہیں:

وَأَفْضَلُ الْأَرْبَعَةِ؛ أَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمْ وَلِهٰؤُلَاءِ الْأَرْبَعَةِ الْخِلَافَةُ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً وَلِيَ مِنْهُمْ أَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سَنَتَيْنِ وَشَيْئًا، وَعُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَشْرًا وَعُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ سِتًّا. [360]

---

[358] الاقتصاد فی الاعتقاد: ص 406 الطرف الثالث فی شرح عقیدۃ اہل السنۃ فی الصحابۃ والخلفاء الراشدین

[359] العقائد النسفیۃ: ص 25

[360] الغنیۃ لطالبی طریق الحق: ج 1 ص 110

ترجمہ: ان چاروں خلفائے راشدین میں سب سے افضل حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں، پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ خلافت تیس سال رہی۔ ان میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ دو سال اور کچھ مہینے خلیفہ رہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دس سال، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چھ سال رہی۔

5: شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین محدث دہلوی رحمہ اللہ (ت 1176ھ) لکھتے ہیں:

وَأَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ إِمَامٌ حَقٌّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ. [361]

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق (رضی اللہ عنہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق ہیں، پھر حضرت عمر پھر حضرت عثمان، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہم۔

جواب نمبر 2: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں "خلافتِ راشدہ" کی جھلک

آیت کریمہ میں امن سے مراد "دشمن سے امن" ہے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں کسی کافر کا کوئی ڈر نہیں تھا۔

علامہ سید ابو الثناء محمود آلوسی آفندی بغدادی حنفی رحمہ اللہ (ت 1270ھ) فرماتے ہیں:

وَكَذَا لَا يُنَافِيْهِ مَا وَقَعَ فِيْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ وَعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا مِنَ الْفِتَنِ لِأَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْأَمْنِ: الْأَمْنُ مِنْ أَعْدَاءِ الدِّيْنِ وَهُمُ الْكُفَّارُ. [362]

ترجمہ: حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت میں جو فتنوں کا وقوع ہوا وہ اس وعدہ خلافت کے خلاف نہیں کیونکہ یہاں "امن" سے مراد دین کے دشمنوں یعنی کافروں سے امن ہے۔

---

[361] العقیدۃ الحسنۃ: ص 24

[362] تفسیر روح المعانی: ج 10 ص 205 سورۃ النور، رقم الآیۃ 55

خلاصہ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت بلا شبہ "خلافتِ راشدہ" میں شامل ہے، اور آپ رضی اللہ عنہ کا شمار خلفاءِ راشدین میں ہوتا ہے، جیسا کہ آیت کریمہ اور اس کی تفسیر، حدیثِ مبارک اور ائمہ اہلِ سنت کی تصریحات سے ثابت ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جو داخلی قتال پیش آیا، وہ اس حقیقت کے منافی نہیں، کیونکہ اس سے مراد وہ امن نہیں جو باہمی اختلافات سے خالی ہو، بلکہ اصل مراد دین کے دشمنوں یعنی کفار کی طرف سے غلبہ اور خوف کا نہ ہونا ہے۔ چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں اگرچہ بعض داخلی نزاعات ہوئے، تاہم اسلامی شوکت برقرار رہی اور کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کو کوئی ایسا خوف لاحق نہ تھا جو خلافتِ راشدہ کے وصفِ امن کے خلاف ہو۔ لہٰذا آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت، خلافتِ راشدہ ہی ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ إِبْرَاھِیْمَ فِی الْعٰلَمِیْنَ إِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

اعتراض نمبر 12

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خلافت اجماعی واتفاقی نہ تھی

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

وَكَانَتْ بَيْعَةُ عَلِيٍّ بِالْخِلَافَةِ عَقِبَ قَتْلِ عُثْمَانَ فِيْ أَوَائِلِ ذِي الْحِجَّةِ سَنَةَ خَمْسٍ وَثَلَاثِيْنَ، فَبَايَعَهُ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ وَكُلُّ مَنْ حَضَرَ وَكَتَبَ بَيْعَتَهُ إِلَى الْآفَاقِ فَأَذْعَنُوْا كُلُّهُمْ إِلَّا مُعَاوِيَةَ فِيْ أَهْلِ الشَّامِ فَكَانَ بَيْنَهُمْ بَعْدَ مَا كَانَ. [363]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کی بیعت، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے فوراً بعد، سن 35 ہجری کے اوائل ذی الحجہ میں ہوئی۔ مہاجرین، انصار اور جو بھی اس وقت موجود تھے، سب نے آپ کی بیعت کی۔ اور آپ نے اپنی بیعت کی اطلاع دیگر علاقوں میں بھی بھیجی، تو سب نے اسے قبول کر لیا سوائے اہلِ شام میں حضرت معاویہ کے، پھر اس کے بعد ان کے درمیان وہ حالات پیش آئے جو پیش آئے۔

اعتراض:

روایتِ بالا کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت اجماعی اور اتفاقی نہیں تھی۔

جواب نمبر 1: خلافت علی رضی اللہ عنہ اجماعی ہے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر تمام مسلمانوں کا اجماع تھا۔

امام محمد بن محمد الغزالی رحمہ اللہ (ت505ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَدْ أَجْمَعُوْا عَلٰى تَقْدِيْمِ أَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ أَبُوْ بَكْرٍ نَصَّ عَلٰى عُمَرَ ثُمَّ أَجْمَعُوْا بَعْدَهُ عَلٰى عُثْمَانَ ثُمَّ

[363] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج7 ص88 باب مناقب علی رضی اللہ عنہ

أَجْمَعُوْا بَعْدَهٗ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ. [364]

ترجمہ: صحابہ کرام نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو پہلا خلیفہ بنانے پر اجماع کیا پھر حضرت ابو بکر نے حضرت عمر کو نامزد کیا پھر ان کے بعد حضرت عثمان کی خلافت پر اجماع ہوا اور پھر حضرت علی کی خلافت پر بھی اجماع ہوا۔

جواب نمبر 2: اصل اختلاف "نفسِ خلافت" میں نہیں، "بیعتِ خلافت" میں تھا

سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور اہل شام کا اختلاف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خلافت میں نہیں تھا حضرت امیر معاویہ اور آپ کے ساتھی اس بات کے قائل تھے کہ خلافت کے حقدار حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں۔ البتہ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ پہلے قاتلین عثمان سے قصاص لیا جائے اور اس کے بعد ہم بیعت کریں گے گویا کہ خلافت پر اجماع تھا البتہ بیعت اجماعی نہیں ہوئی۔

ذیل میں چند تصریحات ملاحظہ ہوں:

1: حافظ تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام ابن تیمیہ حرانی حنبلی رحمہ اللہ (ت 728ھ) فرماتے ہیں:

وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمْ يُقَاتِلْ أَحَدًا عَلٰى إِمَامَتِهٖ مَنْ قَاتَلَهٗ وَلَا قَاتَلَهٗ أَحَدٌ عَلٰى إِمَامَتِهٖ نَفْسِهٖ وَلَا ادَّعٰى أَحَدٌ قَطُّ فِيْ زَمَنِ خِلَافَتِهٖ أَنَّهٗ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ مِنْهُ لَا عَائِشَةُ وَلَا طَلْحَةُ وَلَا الزُّبَيْرُ وَلَا مُعَاوِيَةُ وَأَصْحَابُهٗ وَلَا الْخَوَارِجُ بَلْ كُلُّ الْأُمَّةِ كَانُوْا مُعْتَرِفِيْنَ بِفَضْلِ عَلِيٍّ وَسَابِقَتِهٖ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ. [365]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کسی سے اپنی خلافت کے لیے جنگ نہیں کی، اور نہ ہی کسی نے آپ سے اپنی خلافت کی بنیاد پر جنگ کی۔ اور آپ کے زمانۂ خلافت میں کبھی کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ آپ سے زیادہ خلافت کا حق دار ہے نہ حضرت عائشہ، نہ حضرت طلحہ، نہ حضرت زبیر، نہ ہی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم اور ان کے ساتھی، اور نہ ہی خوارج نے۔ بلکہ پوری امت اس بات کو مانتی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت

[364] الاقتصاد فی الاعتقاد: ص406 الطرف الثالث فی شرح عقیدۃ اہل السنۃ فی الصحابۃ والخلفاء الراشدین

[365] منہاج السنۃ النبویۃ: ج3 ص328

علی کو فضیلت اور سبقت حاصل ہے۔ بلکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خود سے افضل اور خلافت کا حقدار سمجھتے تھے۔

2: امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی رحمہ اللہ (ت 748ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُسْلِمٍ الْخَوْلَانِيُّ رَحِمَهُ اللهُ وَجَمَاعَةٌ لِمُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنْتَ تُنَازِعُ عَلِيًّا هَلْ أَنْتَ مِثْلُهُ؟ فَقَالَ: لَا وَاللهِ إِنِّي لَأَعْلَمُ أَنَّ عَلِيًّا أَفْضَلُ مِنِّيْ وَأَحَقُّ بِالْأَمْرِ وَلٰكِنْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ عُثْمَانَ قُتِلَ مَظْلُوْمًا وَأَنَا ابْنُ عَمِّهٖ وَإِنَّمَا أَطْلُبُ بِدَمِهٖ فَأْتُوْا عَلِيًّا فَقُوْلُوْا لَهٗ : فَلْيَدْفَعْ إِلَيَّ قَتَلَةَ عُثْمَانَ وَأَسْلَمُ لَهٗ . [366]

ترجمہ: حضرت ابو مسلم خولانی رحمہ اللہ اور دیگر کچھ لوگوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی: آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلافت کے معاملے میں جھگڑتے ہیں؟ کیا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے ہیں؟ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی بات نہیں۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مجھ سے افضل ہیں اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں لیکن آپ نہیں جانتے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ظلماً قتل کر دیا گیا؟ اور میں اُن کا چچازاد ہوں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہوں آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ وہ قاتلین عثمان کو میرے حوالے کر دیں تو میں ان کی بات مان لوں گا۔

3: امام سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی رحمہ اللہ (ت 792ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ اسْتُشْهِدَ وَتُرِكَ الْأَمْرُ مُهْمَلًا فَاجْمَعَ كِبَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالْتَمَسُوْا مِنْهُ قَبُوْلَ الْخِلَافَةِ وَبَايَعُوْهُ لَمَا كَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ عَصْرِهٖ وَأَوْلَاهُمْ بِالْخِلَافَةِ وَمَا وَقَعَ مِنَ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ لَمْ يَكُنْ مِنْ نِزَاعٍ فِيْ خِلَافَتِهٖ بَلْ عَنْ خَطَإٍ فِي الْاِجْتِهَادِ. [367]

ترجمہ: پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور خلافت کے لیے کسی کو نامزد نہیں کیا گیا تو مہاجرین و

[366] تاریخ الاسلام للذہبی: ج3 ص540

[367] شرح العقائد النسفیۃ: ص152

انصار کے بڑے لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا، اور ان سے خلافت قبول کرنے کی درخواست کی اور ان کے ہاتھ پر مہاجرین وانصار نے بیعت کی۔ اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں سب سے افضل اور خلافت کے سب سے زیادہ حق دار تھے۔ اور جو کچھ اختلافات اور لڑائیاں ہوئیں اس کی وجہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اختلاف نہیں تھا، بلکہ وہ اجتہادی خطا کی بنیاد پر تھا۔

3: مولانا عبد العزیز پرہاڑوی رحمہ اللہ (ت 1239ھ) فرماتے ہیں:

وَمَا وَقَعَ مِنَ الْمُخَالَفَاتِ وَالْمُحَارَبَاتِ مِنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ ثُمَّ مُعَاوِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ لَمْ يَكُنْ عَنْ نِزَاعٍ فِيْ خِلَافَتِهٖ. بَلْ كَانَ الْمُحَارِبُوْنَ يُسَلِّمُوْنَ خِلَافَتَهٗ. [368]

ترجمہ: سیدہ عائشہ، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہم کی طرف سے جو اختلاف اور جنگیں پیش آئیں وہ سب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے بارے میں نزاع کی وجہ سے نہیں تھیں بلکہ لڑنے والے بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کرتے تھے۔

خلاصہ کلام:

حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی خلافت کی طرح حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کی خلافت بھی اجماعی اور اتفاقی تھی، اہلِ اسلام میں سے کوئی ایک شخص بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کا انکار نہیں کرتا تھا، باقی اجتہادی بنیاد پر بعض حضرات کو آپ رضی اللہ عنہ سے اختلاف تھا اور وہ اختلاف قاتلینِ عثمان کے قصاص کے بارے میں تھا جس کی وجہ سے ان حضرات نے آپ رضی اللہ عنہ کی بیعت نہیں کی اور اس بیعت نہ کرنے سے نہ تو آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اثر پڑتا ہے اور نہ ہی خلافتِ علی کے اجماعی اور اتفاقی ہونے پر کوئی اثر پڑتا ہے۔

[368] النبراس: ص 307 تحت الکلام فی الامامۃ

اعتراض نمبر 13

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فتنوں کے امام تھے

1: امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسیٰ البیہقی رحمہ اللہ (ت 458ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عُبَيْدَ اللهِ بْنَ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ أَخْبَرَهُ : أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ الدَّارَ وَهُوَ مَحْصُورٌ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يُصَلِّي لِلنَّاسِ فَقَالَ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي أَتَحَرَّجُ فِي الصَّلاَةِ مَعَ هَؤُلاَءِ وَأَنْتَ مَحْصُورٌ وَأَنْتَ الإِمَامُ فَكَيْفَ تَرَى فِي الصَّلاَةِ مَعَهُمْ ؟ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ إِنَّ الصَّلاَةَ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنُوا فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإِذَا أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ . [369]

ترجمہ: (جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو اس دوران حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں نماز پڑھائی) تو حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محصور ہونے کی حالت میں ان کے پاس گئے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کو نماز پڑھا رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: امیر المؤمنین! میں ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے میں تردّد محسوس کرتا ہوں جبکہ آپ محصور ہیں اور آپ ہی امام ہیں، تو آپ ان کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز لوگوں کے بہترین اعمال میں سے ہے، لہٰذا جب وہ اچھا کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھا کرو، اور جب وہ برائی کریں تو ان کی برائی سے بچو۔

2: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت ذکر فرماتے ہیں:

عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَدِيِّ بْنِ خِيَارٍ أَنَّهُ دَخَلَ عَلَى عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُورٌ

---

[369] السنن الکبریٰ للبیہقی: ج 3 ص 224 رقم الحدیث 6067 باب مَنْ تَكُونُ خَلْفَهُ الْجُمُعَةُ مِنْ أَمِيرٍ وَمَأْمُورٍ

فَقَالَ: إِنَّكَ إِمَامُ عَامَّةٍ وَنَزَلَ بِكَ مَا نَرَى وَيُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ وَنَتَحَرَّجُ فَقَالَ: الصَّلَاةُ أَحْسَنُ مَا يَعْمَلُ النَّاسُ فَإِذَا أَحْسَنَ النَّاسُ فَأَحْسِنْ مَعَهُمْ وَإِذَا أَسَاءُوا فَاجْتَنِبْ إِسَاءَتَهُمْ . [370]

ترجمہ: حضرت عبید اللہ بن عدی بن خیار بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے جب وہ محصور تھے، اور عرض کیا: آپ پوری امت کے امام ہیں، اور آپ پر جو حالات آئے ہیں ہم دیکھ رہے ہیں، اور ہمیں ایک "امامِ فتنہ" نماز پڑھاتا ہے، اس لیے ہمیں تردد ہوتا ہے۔ تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نماز لوگوں کے بہترین اعمال میں سے ہے، لہٰذا جب لوگ اچھا کریں تو تم بھی ان کے ساتھ اچھا کرو، اور جب وہ برائی کریں تو ان کی برائی سے بچو۔

اعتراض:

اس حدیث مبارک کی بنیاد پر یہ شبہ پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فتنوں کے امام تھے، صحابہ کرام اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اچھا نہیں سمجھتے تھے بلکہ فتنوں کا امام سمجھتے تھے۔

جواب نمبر 1: دورانِ محاصرہ ائمہ میں اختلاف:

اس میں یہ بات متعین نہیں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہی ساری نمازیں پڑھائی ہیں اس لیے کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا گیا تو اس دوران مختلف اوقات میں مختلف لوگوں نے نماز پڑھائی جن میں کچھ صحابہ کرام تھے۔ مثلاً حضرت ابو امامہ، حضرت علی، حضرت سہل بن حنیف، حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم اور کچھ نمازیں محاصرہ کرنے والے بلوائیوں نے پڑھائی ہیں۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت852ھ) فرماتے ہیں:

وَقَدْ صَلَّى بِالنَّاسِ يَوْمَ حَصْرِ عُثْمَانَ أَبُو أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ الْأَنْصَارِيُّ لٰكِنْ بِإِذْنِ

[370] صحیح البخاری: رقم الحدیث 695

عُثْمَانَ وَرَوَاهُ عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ وَرَوَاهُ ابْنُ الْمَدِينِيِّ مِنْ طَرِيقِ أَبِي هُرَيْرَةَ.

وَكَذٰلِكَ صَلّٰى بِهِمْ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فِيمَا رَوَاهُ إِسْمَاعِيلُ الْخَطِّيُّ فِي تَارِيخِ بَغْدَادَ مِنْ رِوَايَةِ ثَعْلَبَةَ بْنِ يَزِيدَ الْحِمَّانِيِّ، قَالَ: فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عِيدِ الْأَضْحٰى جَاءَ عَلِيٌّ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ.

وَقَالَ ابْنُ الْمُبَارَكِ فِيمَا رَوَاهُ الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ: لَمْ يُصَلِّ بِهِمْ غَيْرُهَا وَقَالَ غَيْرُهُ: صَلّٰى بِهِمْ عِدَّةَ صَلَوَاتٍ وَصَلّٰى بِهِمْ أَيْضًا سَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، رَوَاهُ عُمَرُ بْنُ شَبَّةَ بِإِسْنَادٍ قَوِيٍّ.

وَقِيلَ: صَلّٰى بِهِمْ أَيْضًا أَبُو أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيُّ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ. [371]

ترجمہ: محاصرۂ عثمان کے دنوں میں ابو امامہ بن سہل بن حنیف انصاری نے حضرت عثمان کی اجازت سے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ اس کو عمر بن شبّہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا، اور ابن المدینی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے طریق سے بھی روایت کیا ہے۔

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی لوگوں کو نماز پڑھائی جیسا کہ تاریخ بغداد میں اسماعیل الخطی نے ثعلبہ بن یزید حمانی کے حوالہ سے نقل کیا کہ عید الاضحیٰ کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور لوگوں کو نماز عید پڑھائی۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک کا فرمان حسن حلوانی نے نقل کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس نماز کے علاوہ کوئی نماز نہیں پڑھائی، جبکہ دوسرے کہتے ہیں کہ انہوں نے کئی نمازیں پڑھائیں۔ اسی طرح حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ نے بھی امامت کرائی۔

اور یہ بھی کہا گیا کہ ابو ایوب انصاری اور طلحہ بن عبید اللہ نے بھی نماز پڑھائی۔

امامِ فتنہ صحابہ نہیں:

اس حدیث مبارک میں امام فتنہ کسے کہا گیا؟ حدیث مبارک میں اس کا نام مذکور نہیں شُرّاحِ حدیث کے

[371] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج2 ص245 باب امامۃ المفتون والمبتدع

مطابق اس امام فتنہ سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نہیں۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام تحریر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وَلَيْسَ وَاحِدٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ مُرَادًا بِقَوْلِهِ: إِمَامُ فِتْنَةٍ. [372]

ترجمہ: ان صحابہ کرام میں سے کوئی ایک بھی "امامِ فتنہ" سے مراد نہیں ہے۔

حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ عینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

(فَإِنْ قُلْتَ) صَلّٰى بِهِمْ أَبُوْ أُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ وَعَلِيُّ بْنُ أَبِيْ طَالِبٍ، وَسَهْلُ بْنُ حُنَيْفٍ، وَأَبُوْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيُّ، وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ، فَكَيْفَ يُقَالُ فِيْ حَقِّهِمْ: إِمَامُ فِتْنَةٍ؟

(قُلْتُ): وَلَيْسَ وَاحِدٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ مُرَادًا بِقَوْلِهِ: إِمَامُ فِتْنَةٍ، دَلَّ عَلٰى ذٰلِكَ تَفْسِيْرُ الدَّاوُدِيِّ بِقَوْلِهِ: أَيْ وَقْتِ فِتْنَةٍ، أَوْ يَقُوْلُ: إِنَّهُمْ اسْتَأْذَنُوْهُ فِي الصَّلَاةِ فَأَذِنَ لَهُمْ؛ لِعِلْمِهِ أَنَّ الْمِصْرِيِّيْنَ لَا يَصِلُوْنَ إِلَيْهِمْ بِشَرٍّ. [373]

ترجمہ: اگر تم یہ کہو کہ محاصرہ کے دوران حضرت ابو امامہ بن سہل بن حنیف، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت سہل بن حنیف، حضرت ابو ایوب انصاری اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہم نے نماز پڑھائی تو پھر ان کے بارے میں "فتنے کا امام" کیسے کہا جا سکتا ہے؟

میں کہتا ہوں: ان میں سے کوئی بھی "امامِ فتنہ" کا مصداق نہیں ہے۔ اس پر دلیل امام داؤدی کی یہ تفسیر ہے کہ: اس سے مراد "فتنے کے زمانے میں امام" ہے، یا یہ کہ: انہوں نے نماز پڑھانے کی اجازت طلب کی اور حضرت عثمان نے اجازت دے دی، کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ مصری ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

---

[372] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج2 ص245 باب امامۃ المفتون والمبتدع

[373] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج4 ص322 رقم الحدیث 695، باب امامۃ المفتون والمبتدع

امامِ فتنہ کا مصداق:

اس فتنہ کے پیشوا سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے والے تھے۔ ان میں بطور خاص کنانہ بن بشر کا نام راجح ہے۔

1: علامہ حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَاخْتُلِفَ فِي الْمُشَارِ إِلَيْهِ بِذٰلِكَ ... إِنَّ كِنَانَةَ بْنَ بِشْرٍ أَحَدُ رُؤُوسِهِمْ صَلّٰى بِالنَّاسِ أَيْضًا. قُلْتُ: وَهُوَ الْمُرَادُ هُنَا فَإِنَّ سَيْفَ بْنَ عُمَرَ رَوٰى حَدِيْثَ الْبَابِ فِيْ "كِتَابِ الْفُتُوْحِ" مِنْ طَرِيْقٍ أُخْرٰى عَنِ الزُّهْرِيِّ بِسَنَدِهٖ فَقَالَ فِيْهِ: دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَهُوَ مَحْصُوْرٌ وَكِنَانَةُ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ [374]

ترجمہ: اس بات میں اختلاف ہے کہ یہاں جس شخص کی طرف اشارہ کیا گیا (یعنی جسے امام فتنہ کہا گیا) ہے وہ کون ہے؟.... (ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں): کنانہ بن بشر بلوائیوں کے سرداروں میں سے تھا اور اس نے بھی لوگوں کو نماز پڑھائی۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں کہ اس حدیث میں یہی کنانہ بن بشر مراد ہے، کیونکہ سیف بن عمر نے "کتاب الفتوح" میں زہری کے طریق سے ایک اور سند کے ساتھ روایت کیا ہے: میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس داخل ہوا جبکہ آپ محصور تھے، اور کنانہ لوگوں کو نماز پڑھاتا رہا۔

2: حافظ بدر الدین محمود بن احمد بن موسیٰ عینی حنفی رحمہ اللہ (ت 855ھ) فرماتے ہیں:

وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ: وَقَدْ صَلّٰى كِنَانَةُ بْنُ بِشْرٍ أَحَدُ رُءُوْسِ الْخَوَارِجِ بِالنَّاسِ أَيْضًا. [375]

ترجمہ: ابن الجوزی کہتے ہیں: کنانہ بن بشر جو خوارج کے سرداروں میں سے تھا اس نے بھی لوگوں کو نماز پڑھائی۔

جواب نمبر 2: فتنوں کے زمانہ کے امام مراد ہیں

اگر اس امام سے مراد صحابہ کرام یا بالخصوص سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ ہوں تو پھر "امامِ فتنہ" سے مراد فتنہ

---

[374] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج2 ص245 باب امامۃ المفتون والمبتدع

[375] عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری: ج4 ص322 رقم الحدیث 695 باب امامۃ المفتون والمبتدع تحت

کے پیشوا نہیں بلکہ فتنے کے زمانہ میں امامت کرانے والے نماز پڑھانے والے ہوں گے۔

علامہ ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک بن بطال قرطبی رحمہ اللہ (ت 449ھ) فرماتے ہیں:

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ الدَّاوُدِيُّ: مَعْنٰى قَوْلِهٖ: (يُصَلِّي لَنَا إِمَامُ فِتْنَةٍ) أَنَّ غَيْرَ إِمَامِهِمْ يُصَلِّي لَهُمْ فِي حِيْنِ فِتْنَةٍ لَيْسَ أَنَّ ذٰلِكَ الْإِمَامَ يَدْعُوْ إِلٰى فِتْنَةٍ وَيَسْعٰى فِيهَا [376]

ترجمہ: ابو جعفر داؤدی فرماتے ہیں: اس قول (ہمیں ایک امامِ فتنہ نماز پڑھاتا ہے) کا مطلب یہ ہے کہ ان کے اصل امام کے علاوہ کوئی اور شخص فتنے کے زمانے میں انہیں نماز پڑھا رہا تھا یہ مطلب نہیں کہ وہ امام خود فتنے کی دعوت دیتا ہے یا اس میں کوشش کرتا ہے۔

خلاصہ کلام:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ؛ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام اور مرتبہ کو مانتے تھے اور صحابہ کرام بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ کی فضیلت اور مقام و مرتبہ کے قائل تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے ایام میں نماز پڑھائی ہے، لیکن ان میں سے کوئی بھی "امامِ فتنہ" کا مصداق نہیں ہے، یا تو اس سے مراد وہ بلوائی ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کرنے والے تھے یا پھر "امامِ فتنہ" سے مراد فتنوں کے زمانے میں نماز پڑھانے والے ہیں، لہٰذا اس روایت کی بنیاد پر حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنا یا آپ کو فتنوں کا امام سمجھنا درست نہیں ہے۔

[376] شرح صحیح البخاری لابن بطال: ج2 ص324 باب امامۃ المفتون والمبتدع

اعتراض نمبر 14

سیدنا عثمان؛ سیدنا علی کے بجائے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہم کو خلافت کا اہل سمجھتے تھے

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِيْ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ قَالَ أَصَابَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رُعَافٌ شَدِيْدٌ سَنَةَ الرُّعَافِ حَتّٰى حَبَسَهُ عَنِ الْحَجِّ وَأَوْصٰى فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ مِنْ قُرَيْشٍ، قَالَ: اسْتَخْلِفْ، قَالَ: وَقَالُوْهُ، قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ؟ فَسَكَتَ فَدَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلٌ آخَرُ أَحْسِبُهُ الْحَارِثَ، فَقَالَ: اسْتَخْلِفْ فَقَالَ عُثْمَانُ: وَقَالُوْا، فَقَالَ: نَعَمْ، قَالَ: وَمَنْ هُوَ؟ فَسَكَتَ قَالَ: فَلَعَلَّهُمْ قَالُوْا: إِنَّهُ الزُّبَيْرُ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: أَمَا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ إِنَّهٗ لَخَيْرُهُمْ مَا عَلِمْتُ وَإِنْ كَانَ لَأَحَبَّهُمْ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.[377]

ترجمہ: مروان بن حکم کہتے ہیں کہ جس سال نکسیر کی وبا آئی تو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو بھی شدید نکسیر ہوئی یہاں تک کہ اس بیماری نے آپ کو حج کرنے سے روک دیا اور آپ نے وصیت بھی کر دی۔ آپ کے پاس قریش کا ایک آدمی آیا اور کہا آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا لوگوں نے یہ کہا ہے؟ اس نے کہا: جی، آپ نے فرمایا: کسے مقرر کروں؟ تو وہ خاموش ہو گیا۔ پھر ایک اور شخص آیا۔ راوی کہتے ہیں: میرا خیال ہے وہ حارث تھا اور اس نے بھی یہی کہا: آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کیا لوگوں نے یہ کہا ہے؟ اس نے کہا: جی، آپ نے فرمایا: کسے مقررر کروں؟ تو وہ بھی خاموش ہو گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: شاید لوگ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں، تو حارث نے کہا: جی ہاں اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے میرے علم کے مطابق حضرت زبیر رضی اللہ عنہ ان میں سب سے بہتر ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سب سے

[377] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3717

زیادہ محبوب تھے۔

اعتراض:

اس روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے اور مسلمان بھی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے ہی خواہشمند تھے مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ زبردستی خلیفہ بن گئے۔

جواب نمبر 1: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کسی کو خلیفہ نامزد نہیں کیا:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد کسی کو خلافت کے لیے نامزد اور متعین نہیں کیا تھا اس لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں فرمایا: کہ میں نے فلاں کو خلیفہ بنادیا، یا میرے بعد فلاں صحابی خلیفہ ہو گا۔ آپ نے خلیفہ کا تعین اہل اسلام کی صوابدید پر چھوڑ دیا اور اہل اسلام نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیفہ اور امیر المومنین مقرر کیا۔

امام سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی رحمہ اللہ (ت 792ھ) فرماتے ہیں:

ثُمَّ اسْتُشْهِدَ وَتُرِكَ الْأَمْرُ مُهْمَلًا فَاجْمَعَ كِبَارُ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ عَلٰى عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْتَمَسُوْا مِنْهُ قَبُوْلَ الْخِلَافَةِ وَبَايَعُوْهُ لَمَّا كَانَ أَفْضَلَ أَهْلِ عَصْرِهٖ وَأَوْلَاهُمْ بِالْخِلَافَةِ. [378]

ترجمہ: پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا اور خلافت کے لیے کسی کو نامزد نہیں کیا گیا تو مہاجرین و انصار کے بڑے لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اتفاق کیا، اور ان سے خلافت قبول کرنے کی درخواست کی اور مہاجرین وانصار نے بیعت کی۔ اس لیے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے زمانے میں سب سے افضل اور خلافت کے سب سے زیادہ حق دار تھے۔

---

[378] شرح العقائد النسفیۃ: ص152

جواب نمبر 2: مقصد سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار تھا، نہ کہ خلافت کا تعین

یہ بات بھی یاد رہے کہ یہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی صرف رائے تھی جس سے مقصود حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار تھا نہ کہ آپ کو خلیفہ متعین کرنا۔ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت زبیر کو خلیفہ بنانا چاہتے تو آپ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی تعیین فرما دیتے، ان کے بارے میں وصیت فرما دیتے اور مسلمانوں سے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے خلافت پر بیعت لے لیتے جس طرح سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی زندگی کے آخر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ متعین کر دیا تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت پر بیعت بھی لے لی تھی۔

جواب نمبر 3: سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلافت کا مطالبہ نہیں کیا، زبردستی خلیفہ نہیں بنے، چھپ کر خلیفہ نہیں بنے بلکہ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ سے خلافت قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی جس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بنالیں، لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصرار پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے اس مطالبے کو تسلیم کیا اور تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بیعت کی گئی۔

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَنَفِيَّةِ قَالَ: كُنْتُ مَعَ أَبِي حِيْنَ قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَقَامَ فَدَخَلَ مَنْزِلَهُ فَأَتَاهُ أَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا: إِنَّ هٰذَا الرَّجُلَ قَدْ قُتِلَ، وَلَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ إِمَامٍ وَلَا نَجِدُ الْيَوْمَ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ. لَا أَقْدَمَ سَابِقَةً، وَلَا أَقْرَبَ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: لَا تَفْعَلُوْا، فَإِنِّيْ أَكُوْنُ وَزِيْرًا خَيْرٌ مِنْ أَنْ أَكُوْنَ أَمِيْرًا فَقَالُوْا: لَا وَاللهِ مَا نَحْنُ بِفَاعِلِيْنَ حَتّٰى نُبَايِعَكَ قَالَ: فَفِي الْمَسْجِدِ فَإِنَّ بَيْعَتِيْ لَا تَكُوْنُ خَفِيًّا وَلَا تَكُوْنُ إِلَّا عَنْ رِضَا الْمُسْلِمِيْنَ قَالَ سَالِمُ بْنُ أَبِي الْجَعْدِ: فَقَالَ عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ: فَلَقَدْ كَرِهْتُ أَنْ يَأْتِيَ الْمَسْجِدَ مَخَافَةَ أَنْ يُشْغَبَ عَلَيْهِ، وَأَبٰى هُوَ إِلَّا الْمَسْجِدَ. فَلَمَّا دَخَلَ دَخَلَ الْمُهَاجِرُوْنَ وَالْأَنْصَارُ فَبَايَعُوْهُ ثُمَّ

بَايَعَهُ النَّاسُ. [379]

ترجمہ: حضرت محمد بن حنفیہ فرماتے ہیں: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو میں اس وقت اپنے والد کے ساتھ تھا حضرت علی رضی اللہ عنہ اٹھے اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے پاس آئے اور کہا: حضرت عثمان رضی اللہ شہید ہو گئے ہیں اور لوگوں کے لیے امام اور خلیفہ ہونا ضروری ہے اور آج ہم آپ سے زیادہ اس منصب کا حقدار کسی کو نہیں سمجھتے نہ آپ سے بڑھ کر کوئی فضیلت والا ہے اور نہ ہی آپ سے زیادہ کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قرب رکھتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسا نہ کرو میں امیر بننے سے زیادہ وزیر بننا پسند کرتا ہوں۔ صحابہ کرام نے کہا: اللہ کی قسم! ہم ایسا نہیں کریں گے جب تک آپ کی بیعت نہ کرلیں۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پھر میری بیعت پوشیدہ اور مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر نہیں بلکہ مسجد میں (عَلانیہ طور پر) ہو گی۔ سالم بن ابی الجعد کہتے ہیں: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ مسجد میں جائیں مجھے خدشہ تھا کہ کہیں کوئی ہنگامہ نہ ہو جائے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صرف مسجد میں بیعت پر ہی پر اصرار کیا۔ چنانچہ جب آپ مسجد میں داخل ہوئے تو مہاجرین اور انصار نے ان کی بیعت کی، پھر عام لوگوں نے بھی بیعت کی۔

فائدہ:

اس روایت کے جملوں پر غور کریں:

فَأَتَاهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اس سے معلوم ہوتا ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے خلافت کا مطالبہ نہیں کیا بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کے سامنے خلافت پیش کی ہے۔

وَلَا نَجِدُ الْيَوْمَ أَحَدًا أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْكَ:

[379] تاریخ الطبری: ج4 ص427 خلافة امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

اس سے معلوم ہوتا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت کا حقدار سمجھتے تھے اور آپ کے ہوتے ہوئے کسی اور کو خلیفہ نامزد کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

لَا تَفْعَلُوْا:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابتداءً خلافت قبول کرنے سے انکار کیا۔

حَتّٰی نُبَایِعَكَ:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر صحابہ کرام کا اصرار تھا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے علاوہ کسی کی خلافت کو قبول کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔

وَلَا تَكُوْنُ اِلَّا عَنْ رِضَا الْمُسْلِمِیْنَ:

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اہلِ اسلام کی رضامندی تھی۔

خلاصہ کلام:

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد کسی کو خلافت کے لیے نامزد نہیں کیا، کسی کے بارے میں وصیت بھی نہیں کی، اپنی موجودگی میں کسی کے لیے بیعتِ خلافت نہیں لی۔ البتہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اظہار فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خلیفہ بننے کا اصرار کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابتدا ًانکار فرمایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اصرار پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر رضامندی ظاہر فرمائی اور تمام اہلِ اسلام کے موجودگی میں مسجد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کر دیا گیا۔

اعتراض نمبر 15

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو گالی دی

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ النَّصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ دَعَاهُ إِذْ جَاءَهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ فَقَالَ لَهُ: هَلْ لَكَ رَغْبَةٌ فِي دُخُولِ عُثْمَانَ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَالزُّبَيْرِ وَسَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ يَسْتَأْذِنُونَ فَقَالَ: نَعَمْ، فَأَدْخِلْهُمْ فَلَبِثَ قَلِيلًا ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ رَغْبَةٌ فِي عَبَّاسٍ وَّعَلِيٍّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا يَسْتَأْذِنَانِ، قَالَ: نَعَمْ فَلَمَّا دَخَلَا وَسَلَّمَا قَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هٰذَا وَهُمَا يَخْتَصِمَانِ فِي الَّذِي أَفَاءَ اللهُ عَلٰى رَسُوْلِهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَالِ بَنِي النَّضِيرِ فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ، فَقَالَ الرَّهْطُ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! اقْضِ بَيْنَهُمَا وَأَرِحْ أَحَدَهُمَا مِنَ الْآخَرِ فَقَالَ عُمَرُ: اتَّئِدُوا أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُوْمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ هَلْ تَعْلَمُوْنَ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "لَا نُوْرَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ" يُرِيْدُ بِذٰلِكَ نَفْسَهُ قَالُوْا: قَدْ قَالَ ذٰلِكَ فَأَقْبَلَ عُمَرُ عَلٰى عَلِيٍّ وَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا فَقَالَ: أَنْشُدُكُمَا بِاللهِ هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ قَالَ ذٰلِكَ؟ قَالَا: نَعَمْ. [380]

ترجمہ: حضرت مالک بن اوس بن حدثان نصری نے خبر دی کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں بلایا تھا۔ وہ بھی امیر المؤمنین کی خدمت میں موجود تھے کہ امیر المؤمنین کے چوکیدار "یرفاء" آئے اور عرض کیا کہ حضرت عثمان بن عفان اور عبد الرحمٰن بن عوف، زبیر بن عوام اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم اجمعین اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ امیر المؤمنین نے فرمایا کہ انہیں اندر بلالو۔ تھوڑی دیر بعد یرفاء پھر آئے اور عرض کیا عباس اور

[380] صحیح البخاری: رقم الحدیث 4033

علی رضی اللہ عنہما بھی اندر آنے کی اجازت چاہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں انہیں بھی بلالو، جب یہ دونوں حضرات اندر تشریف لے آئے تو ان دونوں نے سلام کیا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: امیر المؤمنین! میرا اور ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کا فیصلہ فرمادیں۔ وہ دونوں مباحثہ کر رہے تھے اس مال کے بارے میں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو نضیر سے مالِ فئے کے طور پر دیا تھا۔ وہاں پر حضرت علی اور عباس رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے سے سخت الفاظ میں بات کی۔ تو ایک جماعت نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ ان دونوں حضرات کا فیصلہ فرمادیں تاکہ دونوں میں کوئی نزاع باقی نہ رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ذرا ٹھہریے۔ میں آپ لوگوں سے اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں، کیا آپ کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہوتا ہے اور ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی اس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنی ذات تھی۔ وہاں موجود لوگوں نے کہا: جی ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ علی اور عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا، میں آپ دونوں سے بھی اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کو بھی معلوم ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث ارشاد فرمائی تھی؟ ان دونوں حضرات نے بھی کہا: جی بالکل۔

اعتراض:

روایت بالا میں موجود الفاظ " فَاسْتَبَّ عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ" کی بنیاد پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گالی دی۔

جواب نمبر 1: سبّ کا معنی صرف گالی نہیں

معترض نے اعتراض اس لیے کیا کہ اس نے لفظ "سبّ" کا صرف کا ایک ہی معنی "گالی دینا" سمجھا، جبکہ لفظ "سبّ" کا ایک اور معنی بھی ہے وہ ہے "کسی آدمی کو غلطی پر ٹوکنا، تنقید کرنا، دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کرنا"۔ یہاں "سبّ" کا پہلا معنی (گالی دینا) مراد نہیں ہے بلکہ دوسرا معنی (کسی آدمی کو غلطی پر ٹوکنا، تنقید کرنا، دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کرنا) مراد ہے۔ "سبّ" کا معنی ہر جگہ گالی دینا نہیں ہوتا۔

اس پر بطورِ تائید کتبِ حدیث سے چند دلائل پیش کیے جاتے ہیں:

دلیل نمبر 1:

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) سفرِ تبوک سے متعلق ایک حدیث نقل کرتے ہیں:

أَنَّ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ غَزْوَةِ تَبُوْكَ فَكَانَ يَجْمَعُ الصَّلَاةَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا وَالْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمًا أَخَّرَ الصَّلَاةَ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ جَمِيْعًا ثُمَّ دَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ جَمِيْعًا ثُمَّ قَالَ: "إِنَّكُمْ سَتَأْتُوْنَ غَدًا، إِنْ شَاءَ اللهُ، عَيْنَ تَبُوْكَ، وَإِنَّكُمْ لَنْ تَأْتُوْهَا حَتّٰى يُضْحِيَ النَّهَارُ، فَمَنْ جَاءَهَا مِنْكُمْ فَلَا يَمَسَّ مِنْ مَائِهَا شَيْئًا حَتّٰى آتِيَ" فَجِئْنَاهَا وَقَدْ سَبَقَنَا إِلَيْهَا رَجُلَانِ، وَالْعَيْنُ مِثْلُ الشِّرَاكِ تَبِضُّ بِشَيْءٍ مِنْ مَاءٍ، قَالَ فَسَأَلَهُمَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ مَسَسْتُمَا مِنْ مَائِهَا شَيْئًا؟" قَالَا: نَعَمْ، فَسَبَّهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ لَهُمَا مَا شَاءَ اللهُ أَنْ يَقُوْلَ. قَالَ: ثُمَّ غَرَفُوْا بِأَيْدِيْهِمْ مِنَ الْعَيْنِ قَلِيْلًا قَلِيْلًا، حَتّٰى اجْتَمَعَ فِيْ شَيْءٍ، قَالَ وَغَسَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ، ثُمَّ أَعَادَهُ فِيْهَا، "فَجَرَتِ الْعَيْنُ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ" ـ أَوْ قَالَ: غَزِيْرٍ شَكَّ أَبُوْ عَلِيٍّ أَيُّهُمَا قَالَ ـ فَاسْتَقَى النَّاسُ، ثُمَّ قَالَ "يُوْشِكُ، يَا مُعَاذُ! إِنْ طَالَتْ بِكَ حَيَاةٌ، أَنْ تَرٰى مَا هٰهُنَا قَدْ مُلِئَ جِنَانًا. [381]

ترجمہ: حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں کہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تبوک والے سال نکلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو (صورتاً) جمع کیا، ظہر اور عصر کو (صورتاً) اکٹھے اور مغرب وعشاء (صورتاً) اکٹھے پڑھی، یہاں تک کہ ایک دن نماز کو مؤخر کیا پھر آپ (نماز پڑھنے کے لیے) نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر اور عصر اکٹھے پڑھی، پھر داخل ہوئے اس کے بعد پھر نکلے، مغرب اور عشاء کو صورتاً اکٹھا پڑھا، پھر

[381] صحیح مسلم: رقم الحدیث 706

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ کل تم لوگ تبوک کے چشمے پر پہنچو گے ان شاء اللہ۔ اور دن نکلنے سے پہلے نہیں پہنچ سکو گے اور جو کوئی تم میں سے اس چشمے کے پاس جائے، تو جب تک میں نہ آؤں اس چشمہ کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے۔ سیدنا مُعاذ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ پھر ہم اس چشمے پر پہنچے اور ہم سے پہلے وہاں دو آدمی پہنچ گئے تھے۔ چشمہ کے پانی کا یہ حال تھا کہ جوتی کے تسمہ کے برابر ہو گا، وہ بھی آہستہ آہستہ بہہ رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں آدمیوں سے پوچھا کہ کیا تم نے اس کے پانی میں ہاتھ لگایا؟ انہوں نے کہا کہ ہاں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ڈانٹا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنایا۔ پھر لوگوں نے چلوؤں سے تھوڑا تھوڑا پانی ایک برتن میں جمع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ اور منہ اس میں دھویا، پھر وہ پانی اس چشمہ میں ڈال دیا تو وہ چشمہ جوش مار کر بہنے لگا (روایت میں "منھمر" یا "غزیر" کے الفاظ ہیں، ابو علی راوی کو شک ہے) اور لوگوں نے (اپنے جانوروں اور آدمیوں کو) پانی پلانا شروع کیا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے مُعاذ! اگر تیری زندگی رہی تو تو دیکھے گا کہ یہاں جو جگہ ہے وہ گھنے باغات سے لہلہا اٹھے گی۔

فائدہ: اس روایت میں الفاظ ہیں جلدی کرنے والے دو افراد کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سبّ) کیا، اب ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ تصور ہی نہیں کیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں گالیاں دی ہوں گی (اعاذنا اللہ) بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں تنبیہ فرمائی اور ان کی غلطی پر ٹوکا۔

دلیل نمبر 2:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ فَأَيُّمَا مُؤْمِنٍ سَبَبْتُهُ، فَاجْعَلْ ذٰلِكَ لَهُ قُرْبَةً إِلَيْكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ." [382]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، نبی اکرم

[382] صحیح البخاری: رقم الحدیث 6361

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ! میں نے جس مؤمن کو بھی میں نے ڈانٹ ڈپٹ کی ہو تو اس کے لئے (میری یہ ڈانٹ ڈپٹ) قیامت کے دن اپنے تقرّب کا ذریعہ بنادے۔

فائدہ: اس حدیث پاک میں بھی لفظ "سبّ" کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو رہی ہے، اب کیا کوئی شخص گمان کر سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو گالی دی ہو گی؟ العیاذ باللہ، تو یہاں پر سَبّ سے "تنبیہ کرنا اور ڈانٹنا" مراد ہے۔

دلیل نمبر 3:

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قَالَ: "اسْتَبَّ رَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَرَجُلٌ مِنَ الْيَهُوْدِ، فَقَالَ الْمُسْلِمُ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ، فَرَفَعَ الْمُسْلِمُ يَدَهٗ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَطَمَ وَجْهَ الْيَهُوْدِيِّ، فَذَهَبَ الْيَهُوْدِيُّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهٗ بِمَا كَانَ مِنْ أَمْرِهٖ وَأَمْرِ الْمُسْلِمِ، فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُسْلِمَ، فَسَأَلَهٗ عَنْ ذٰلِكَ، فَأَخْبَرَهٗ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: لَا تُخَيِّرُوْنِيْ عَلٰى مُوْسٰى، فَإِنَّ النَّاسَ يَصْعَقُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَأَصْعَقُ مَعَهُمْ، فَأَكُوْنُ أَوَّلَ مَنْ يُفِيْقُ، فَإِذَا مُوْسٰى بَاطِشٌ جَانِبَ الْعَرْشِ، فَلَا أَدْرِيْ أَكَانَ فِيْمَنْ صَعِقَ فَأَفَاقَ قَبْلِيْ، أَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللهُ. [383]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دو شخص جن میں ایک مسلمان تھا اور دوسرا یہودی، ان دونوں نے ایک دوسرے پر سبّ (تنقید کی) کیا۔ مسلمان نے کہا: اس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام جہان والوں پر فضیلت دی۔ اور یہودی نے کہا، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام جہاں والوں پر فضیلت دی۔ اس پر مسلمان نے یہودی کو طمانچہ مارا۔ وہ یہودی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

[383] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2411

اور مسلمان کے ساتھ اپنے واقعہ کو بیان کیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسلمان کو بلایا اور اس سے واقعہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تفصیل بتا دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد فرمایا: مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دو۔ لوگ قیامت کے دن بیہوش کر دیئے جائیں گے۔ میں بھی بیہوش ہو جاؤں گا۔ سب سے پہلا شخص بے ہوشی سے ہوش میں آنے والا میں ہوں گا، لیکن میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا کنارہ پکڑے ہوئے دیکھوں گا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ کیا موسیٰ علیہ السلام بھی بیہوش ہونے والوں میں تھے اور انہیں مجھ سے پہلے ہوش آ گیا؟ یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ان لوگوں میں سے رکھا ہے جن پر بے ہوشی طاری نہیں ہوئی۔

فائدہ: اس روایت میں ان دو جملوں " وَالَّذِي اصْطَفٰى مُحَمَّدًا عَلَى الْعَالَمِيْنَ. فَقَالَ الْيَهُوْدِيُّ: وَالَّذِي اصْطَفٰى مُوْسٰى عَلَى الْعَالَمِيْنَ "کو "سبّ" سے تعبیر کیا گیا ہے، حالانکہ یہ دلائل کے اعتبار سے ایک دوسرے پر رد کیا جا رہا تھا یا تنقید کی جا رہی تھی نہ کہ ایک دوسرے کو گالیاں دی جا رہی تھی۔

جواب نمبر 2: سبّ کا معنیٰ "وہ کلام جو عار دلائے":

لفظ "سَبّ" کو ہر مقام اور ہر موقع پر صرف گالی گلوچ یا نازیبا کلام کے معنی میں محدود کرنا درست نہیں ہے۔ اس میں ہر وہ طرزِ کلام شامل ہو سکتا ہے جو مخاطب کے لیے باعثِ اذیت ہو، اسے شرمندگی یا جھجک میں مبتلا کرے، یا کسی پہلو سے اسے عار دلائے۔

احمد بن اسماعیل بن عثمان بن محمد کورانی شافعی ثم حنفی رحمہ اللہ (ت 893ھ) لکھتے ہیں:

اَلسَّبَبُ [لَعَلَّ هٰذَا اللَّفْظ السَّبُّ] نِسبَةُ الشَّخْصِ إِلٰى مَا فِيْهِ عَارٌ وَلَا يَلْزَمُ أَنْ يَكُوْنَ بِمَا يُوْجِبُ حَدًّا أَوْ تَعْزِيْرًا. [384]

ترجمہ: سَبّ یہ ہے کہ کسی شخص کو ایسی چیز کی طرف منسوب کیا جائے جس میں اس کے لیے عیب یا رسوائی ہو اور یہ ضروری نہیں کہ وہ ایسی بات ہو جو حد یا تعزیر کو لازم کرے۔

---

[384] الکوثر الجاری الیٰ ریاض احادیث البخاری: ج 7 ص 163 تحت رقم الحدیث 4033

جواب نمبر 3: اختلاف رائے مراد ہے:

حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے درمیان ہونے والی گفتگو میں کوئی ناشائستہ یا حرام بات شامل نہیں تھی۔ بلکہ یہ ایک سنجیدہ اور اہم معاملے پر گفتگو تھی جس میں صرف آواز کچھ بلند ہو گئی تھی جیسا کہ کبھی کبھی اختلاف رائے کے وقت ہو جاتا ہے۔

شہاب الدین ابو العباس امام احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی المصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) فرماتے ہیں:

(فَاسْتَبَّ) بِتَشْدِيْدِ الْمُوَحَّدَةِ (عَلِيٌّ وَعَبَّاسٌ) فِيْ غَيْرِ مُحَرَّمٍ، بَلْ مِنْ قَبِيْلِ الْعَتْبِ وَنَحْوِهٖ. [385]

ترجمہ: "(فَاسْتَبَّ)" باء مشدد کے ساتھ ہے (حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما) نے ایک دوسرے سے ایسی بات کی جو حرام میں سے نہیں تھی بلکہ وہ عتاب (شکوہ یا گلہ) اور اس جیسی باتوں میں سے تھی۔

جواب نمبر 4: یہاں "سبّ" سے مراد ہجرت سے پیچھے رہ جانے کو یاد دلانا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو اس موقع پر صرف ہجرت سے پیچھے رہ جانے والی بات یاد دلائی تھی، جسے "سَبّ" سے تعبیر کر دیا۔

شیخ ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن یوسف الحنفی رحمہ اللہ المعروف یوسف آفندی زادہ (ت 1167ھ) نقل کرتے ہیں:

قَالَ الْعَيْنِيُّ رَحِمَهُ اللهُ: وَلَعَلَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذَكَرَ تَأَخُّرَ عَبَّاسٍ عَنِ الْهِجْرَةِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ. [386]

ترجمہ: علامہ عینی رحمہ اللہ نے کہا: ممکن ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس کے ہجرت سے پیچھے رہ جانے والے عمل کو اور اس کے علاوہ دیگر کسی بات کا ذکر کیا ہو۔

---

[385] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری: ج13 ص355 تحت رقم الحدیث 4033

[386] نجاح القاری شرح صحیح البخاری: ج20 ص188 باب حدیث بنی النضیر

خلاصہ کلام:

حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کے واقعہ میں "اِسۡتَبَّ" سے مراد گالی دینا نہیں بلکہ باہمی بحث و اختلاف اور دلائل کے ساتھ گفتگو کرنا ہے، کیونکہ لفظ "سبّ" عربی میں صرف گالی کے معنیٰ ہی میں محدود نہیں ہے بلکہ ٹوکنے، تنقید کرنے اور اختلافِ رائے کے اظہار پر بھی آتا ہے، جیسا کہ احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے۔ محدثین کرام رحمہم اللہ کے مطابق دونوں کے درمیان کوئی حرام یا ناشائستہ بات نہیں تھی بلکہ صرف علمی و انتظامی اختلاف تھا جس میں آواز قدرے بلند ہوگئی۔ لہٰذا اس روایت سے ہرگز یہ مراد نہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو گالی دی تھی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ عَبۡدِكَ وَرَسُوۡلِكَ كَمَا صَلَّيۡتَ عَلٰۤى اِبۡرَاهِيۡمَ
وَ بَارِكۡ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰۤى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكۡتَ عَلٰۤى اِبۡرَاهِيۡمَ

اعتراض نمبر 16

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے چند افراد کو جلایا

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ حَرَّقَ قَوْمًا، فَبَلَغَ ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: لَوْ كُنْتُ أَنَا لَمْ أُحَرِّقْهُمْ، لِأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَا تُعَذِّبُوا بِعَذَابِ اللهِ، وَلَقَتَلْتُهُمْ كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ بَدَّلَ دِينَهُ فَاقْتُلُوهُ. [387]

ترجمہ: حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کچھ لوگوں کو جلا دیا۔ یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما تک پہنچی تو انہوں نے فرمایا: اگر میں ہوتا تو انہیں نہ جلاتا، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کے عذاب (جلانے) کے ذریعے عذاب نہ دو، اور میں انہیں قتل کر دیتا، جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنا دین بدل دے اسے قتل کر دو۔

اعتراض:

حدیث بالا کو بنیاد بنا پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کی مخالفت کی اور لوگوں کو آگ میں جلا دیا۔

جواب نمبر 1: ممانعت والی حدیث کا علم نہ ہونا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مذکورہ نہی والی حدیث نہیں پہنچی تھی۔

1: امام احمد بن اسماعیل بن عثمان بن محمد الکورانی شافعی ثم حنفی رحمہ اللہ (ت 893) فرماتے ہیں:

---

[387] صحیح البخاری: رقم الحدیث 3017

وَاَشَرْنَا اِلٰى اَنَّ اِحْرَاقَ عَلِيٍّ مَنِ ادَّعٰى فِيْهِ الْاُلُوْهِيَّةَ. بِنَاءً عَلٰى عَدَمِ بُلُوْغِهِ الْحَدِيْثَ. [388]

ترجمہ: ہم نے اشارہ کیا اس بات کی طرف کہ بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جلانا اُن لوگوں کے بارے میں تھا جنہوں نے ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے) میں الوہیت (خدائی) کا دعویٰ کیا، اور یہ اس بنا پر تھا کہ ان (حضرت علی رضی اللہ عنہ) تک یہ جلانے سے منع والی حدیث نہیں پہنچی تھی۔

2: امام ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی المصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) فرماتے ہیں:

وَكَاَنَّهٗ لَمْ يَقِفْ عَلَى النَّصِّ فِيْ ذٰلِكَ قَبْلُ. [389]

ترجمہ: گویا کہ وہ اس بارے میں پہلے نص (صریح حدیث) سے واقف نہیں تھے۔

جواب نمبر2: ممانعتِ تنزیہی نہ کہ تحریمی

یہ ممانعت حرمتِ قطعی کے درجے میں نہ تھی، بلکہ محض تواضع اور انکساری کے اظہار کے طور پر ارشاد فرمایا گیا تھا۔ لہٰذا اس کو قطعی حکم پر محمول نہیں کیا جائے گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس ممانعت کو تنزیہی سمجھتے تھے۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ هٰذَا النَّهْيُ عَلَى التَّحْرِيْمِ. بَلْ عَلٰى سَبِيْلِ التَّوَاضُعِ. [390]

ترجمہ: یہ ممانعت حرمت (قطعی حرام ہونے) پر محمول نہیں، بلکہ تواضع (انکساری) کے طور پر ہے۔

جواب نمبر3 مجتہد ہونے کی حیثیت سے عمل

حضرت علی رضی اللہ عنہ خود مجتہد تھے، اور یہ جلانے کا فیصلہ محض عبرت کے لیے فرمایا تھا کیونکہ اس وقت

---

[388] الکوثر الجاری شرح صحیح البخاری: ج6 ص33 تحت رقم الحدیث 3017

[389] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری: ج11 ص326

[390] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج6 ص182 لا یعذب بعذاب اللہ

سبائی اپنی حرکتوں سے باز نہ آرہے تھے۔

امام ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القطلانی المصری رحمہ اللہ (ت 923ھ) فرماتے ہیں:

وَإِنَّمَا حَرَّقَهُمْ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ بِالرَّأْيِ وَالِاجْتِهَادِ. فَجَوَّزَ ذٰلِكَ لِلتَّشْدِيدِ بِالْكُفَّارِ، وَالْمُبَالَغَةِ فِي النِّكَايَةِ وَالنَّكَالِ. [391]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنی رائے اور اجتہاد سے جلایا، اور اس کو کفار پر سختی، عبرت دلانے اور سزا میں مبالغہ کے طور پر جائز سمجھا۔

جواب نمبر 4: حقیقی جلانا ثابت نہیں ہے

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جلایا نہیں تھا، محض ڈرایا تھا۔

حافظ ابو الفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

عَنْ سُفْيَانَ قَالَ: رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ دِينَارٍ، وَأَيُّوبَ، وَعَمَّارًا الدُّهْنِيَّ اجْتَمَعُوا، فَتَذَاكَرُوا الَّذِينَ حَرَّقَهُمْ عَلِيٌّ، فَقَالَ أَيُّوبُ: فَذَكَرَ الْحَدِيثَ، فَقَالَ عَمَّارٌ: لَمْ يُحَرِّقْهُمْ، وَلٰكِنْ حَفَرَ لَهُمْ حَفَائِرَ، وَخَرَقَ بَعْضَهَا إِلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ دَخَّنَ عَلَيْهِمْ. [392]

ترجمہ: سفیان کہتے ہیں: میں نے عمرو بن دینار، ایوب اور عمار الدُّہنی کو دیکھا کہ وہ جمع ہوئے اور ان لوگوں کا تذکرہ کرنے لگے جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جلایا تھا۔ تو ایوب نے حدیث ذکر کی، اس پر عمار نے کہا: حضرت علی نے انہیں جلایا نہیں بلکہ ان کے لیے گڑھے کھودے اور گڑھوں کو ایک دوسرے سے ملا دیا، پھر ان لوگوں پر دھواں چھوڑ دیا۔

فائدہ: دھواں چونکہ آگ کا اثر ہے اس لیے اس کو جلانے سے تعبیر کیا گیا ہے۔

---

[391] ارشاد الساری شرح صحیح البخاری: ج 11 ص 326 تحت رقم الحدیث 3017

[392] فتح الباری شرح صحیح البخاری: ج 6 ص 182 لا یعذب بعذاب اللہ

خلاصہ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض افراد کو جلانے کے واقعہ میں "نہی" والی حدیث تک اُن کی رسائی نہ ہونا ممکن ہے، محدثین کرام رحمہم اللہ کے مطابق یہ ممانعت حرمتِ قطعی کے لیے نہیں بلکہ تواضع اور رہنمائی کے طور پر تھی، اس لیے اس سے گناہ لازم نہیں آتا۔ مزید یہ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ اقدام اپنے اجتہاد اور اس دور کے حالات کے مطابق فتنہ و فساد کو روکنے کے لیے کیا تھا۔ بعض روایات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر جلایا نہیں گیا بلکہ صرف سزا یا دھوئیں کے ذریعے تنبیہ کی گئی تھی۔ اس لیے اس واقعہ کو مخالفتِ حدیث یا غلط عمل پر محمول کرنا درست نہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ وَأَزْوَاجِهٖ أُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَأَهْلِ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اعتراض نمبر 17

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مدینہ منورہ کو چھوڑنا اُن کے بُرا ہونے کی دلیل ہے

1: امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الْحُبَابِ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يَقُوْلُ: سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أُمِرْتُ بِقَرْيَةٍ تَأْكُلُ الْقُرٰى يَقُوْلُوْنَ يَثْرِبُ وَهِيَ الْمَدِيْنَةُ تَنْفِي النَّاسَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ. [393]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے ایک ایسی بستی (کی طرف ہجرت) کا حکم دیا گیا ہے جو دوسری بستیوں کو کھا جائے گی (غالب آجائے گی)۔ لوگ اسے یثرب کہتے ہیں حالانکہ وہ مدینہ ہے۔ وہ لوگوں (میں سے برے لوگوں) کو اس طرح نکال دیتی ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ کو نکال دیتی ہے۔

2: امام ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

فَلَقِيَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ سَلَامٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَأَخَذَ بِعِنَانِهِ وَقَالَ: يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! لَا تَخْرُجْ مِنْهَا فَوَاللهِ لَئِنْ خَرَجْتَ مِنْهَا لَا تَرْجِعْ إِلَيْهَا وَلَا يَعُوْدُ إِلَيْهَا سُلْطَانُ الْمُسْلِمِيْنَ أَبَدًا فَسَبُّوْهُ فَقَالَ: دَعُوا الرَّجُلَ فَنِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَارَ حَتّٰى انْتَهٰى إِلَى الرَّبَذَةِ. [394]

ترجمہ: (راستے میں) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ملاقات حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے آپ کی سواری کی لگام کو پکڑا اور عرض کیا: اے امیر المؤمنین! یہاں سے نہ نکلیں اللہ کی قسم! اگر آپ یہاں سے

[393] صحیح بخاری: رقم الحدیث 1871

[394] تاریخ الطبری: ج4 ص455 تحت سنۃ ست وثلاثین، خروج علی الی الربذۃ یرید البصرۃ

نکل گئے تو پھر کبھی واپس نہیں آئیں گے اور نہ ہی مسلمانوں کی حکومت دوبارہ یہاں قائم ہو سکے گی۔ لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس شخص کو چھوڑ دو یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بہترین صحابہ میں سے ہے۔ پھر آپ چلتے رہے یہاں تک کہ ربذہ پہنچے۔

اعتراض:

مذکورہ روایت کی بنیاد پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ جیسا مقدس شہر چھوڑ کر کوفہ چلے گئے اور وہیں دارالخلافہ بنالیا، حالانکہ حدیث مبارک میں مدینہ منورہ کو ایک بھٹی کی طرح قرار دیا گیا ہے کہ جس طرح بھٹی لوہے میں سے زنگ نکال دیتی ہے، اسی طرح مدینہ منورہ بھی بُرے لوگوں کو اپنے اندر سے نکال دیتا ہے۔ لہٰذا حضرت علی رضی اللہ کا مدینہ منورہ سے نکلنا آپ کے بُرے ہونے کی دلیل ہے۔ العیاذ باللہ

جواب نمبر 1: بے رغبتی نہیں، حکمتِ عملی:

مذکورہ بالا حدیث مبارک اس شخص کے بارے میں ہے جو مدینہ منورہ کو ناپسندیدگی اور بے رغبتی کی وجہ سے چھوڑ دے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس لیے نہیں چھوڑا۔ آپ کے دل میں مدینہ منورہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بے پناہ محبت تھی۔ آپ نے مدینہ منورہ کو چھوڑا نہیں اور نہ ہی اس سے بے رغبتی کا اظہار کیا بلکہ صرف دار السلطنت مدینہ کی بجائے کوفہ کو بنایا وہ بھی حالات، حکمتِ عملی اور مجبوریوں کے پیش نظر، مدینہ منورہ جو کہ مذہبی عقیدت کا مرکز ہے وہ سیاسی کشیدگیوں کا مرکز نہ بن جائے۔

امام ابو الحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ أَحَدٌ رَغْبَةً عَنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللهُ فِيْهَا خَيْرًا مِنْهُ أَلَا إِنَّ الْمَدِيْنَةَ كَالْكِيْرِ تُخْرِجُ الْخَبِيْثَ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَنْفِيَ الْمَدِيْنَةُ شِرَارَهَا كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ. [395]

---

[395] صحیح مسلم: رقم الحدیث 1381

ترجمہ: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! جو شخص بھی مدینہ سے بے رغبتی کی وجہ سے نکل جائے گا اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اس سے بہتر شخص لے آئے گا۔ خبردار! مدینہ بھٹی (لوہار کی بھٹی) کی طرح ہے جو میل کچیل (زنگ) کو نکال دیتی ہے۔ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک مدینہ اپنی برائیوں (اپنے اندر بسنے والے شریروں کو) کو اس طرح باہر نہ نکال دے جیسے بھٹی لوہے کی میل کچیل کو نکال دیتی ہے۔

جواب نمبر 2: تحفظِ مدینہ کی حکمت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ مدینہ کے حالات سیاسی طور پر پہلے ہی اتنے اچھے نہیں ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے اور اب مزید اگر حکمتِ عملی اختیار نہ کی گئی تو مدینہ منورہ کا تقدّس پامال ہونے کا خطرہ ہے اور یہاں پر مزید خون خرابہ ہو سکتا ہے، اس لئے آپ نے نہ چاہتے ہوئے بھی دار الخلافہ کوفہ منتقل کیا۔

حافظ عماد الدین اسماعیل بن خطیب عمر بن کثیر دِمشقی رحمہ اللہ (ت 774ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

فَقَالَ: أُجَهِّزُ لَكَ جَيْشًا مِنَ الشَّامِ يَكُوْنُوْنَ عِنْدَكَ يَنْصُرُوْنَكَ . فَقَالَ: إِنِّيْ أَخْشٰى أَنْ أُضَيِّقَ بِهِمْ بَلَدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى أَصْحَابِهٖ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ .[396]

ترجمہ: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے) عرض کیا کہ میں آپ کی حفاظت کے لیے ایک دستہ شام سے روانہ کرتا ہوں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح اس دستے کو سنبھالنے کا شہر رسول کے مہاجرین وانصار پر بوجھ پڑے گا (جو مجھے پسند نہیں)۔

یہ تو مدینۃ الرسول سے محبت اور اس کا ادب واحترام ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی اس کے تقدس اور حرمت کی وجہ سے مجبور ہو کر دار الخلافہ کوفہ کو بنایا۔

---

[396] البدایہ والنہایہ لابن کثیر: ج4ص182 ثم دخلت سنة اربع و ثلاثين

جواب نمبر3: مدینہ میں طویل عرصہ قیام کرنا

عقلاً بھی یہ اعتراض درست نہیں ہے، اس لیے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ بُرے لوگوں کو اپنے اندر سے نکال دیتا ہے تو اُس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ میں موجود تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک مدینہ میں ہی مقیم رہے اور اس کے بعد بھی خلفاء ثلاثہ حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور میں بھی مدینہ میں مقیم رہے۔ اگر واقعی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذات عیب دار ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ اس وقت ہی مدینہ چھوڑ جاتے۔

جواب نمبر4: دینی مقاصد کے لیے مدینہ چھوڑنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مختلف اہم دینی امور کے لیے جیسے تعلیم دین، جہاد اور تبلیغ دین وغیرہ کے لیے مدینہ منورہ سے باہر گئے ہیں اور وہیں ان کا انتقال ہوا اور وہی جگہ ان کا مدفن بنی، تو کیا ان تمام حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں بھی یہ کہا جائے گا کہ وہ بُرے تھے، اس لیے مدینہ نے انہیں نکال دیا؟ العیاذ باللہ۔ ہر گز نہیں، اس لیے کہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے مدینہ منورہ سے باہر گئے تھے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی ایک اہم دینی مجبوری حرمتِ مدینہ کے لیے کوفہ میں گئے۔

جواب نمبر5: کوفہ میں کثیر صحابہ رضی اللہ عنہم کا رہائش پذیر ہونا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کوفہ میں منتقل ہوئے اور کوفہ وہ اسلامی شہر ہے جسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آباد کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دار الخلافہ بنایا تھا۔ اس میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک بڑی تعداد آکر قیام پذیر ہوئی۔ مؤرخین نے ان کی تعداد تقریباً 1500 بیان کی ہے۔

امام احمد بن عبد اللہ بن صالح عجلی کوفی رحمہ اللہ (ت 261ھ) فرماتے ہیں:

نَزَلَ الْكُوْفَةَ أَلْفٌ وَخَمْسُ مِائَةٍ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [397]

---

[397] تاریخ الثقات للعجلی: ص517 باب فیمن نزل الکوفۃ وغیرھا من الصحابۃ

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک ہزار پانچ سو افراد کوفہ میں آکر مقیم ہوئے۔

خلاصہ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مدینہ چھوڑنے سے یہ مراد نہیں کہ وہ مدینہ سے بے رغبتی کی وجہ سے نکلے تھے، کیونکہ حدیث میں مذکور وعید صرف اس شخص کے لیے ہے جو مدینہ منورہ کو ناپسند کر کے چھوڑے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے حالاتِ فتنہ اور مسلمانوں کے سیاسی تحفظ کی حکمت کے تحت دارالخلافہ کوفہ منتقل کیا، نہ کہ مدینہ کی بے ادبی کی وجہ سے۔ مدینہ منورہ کی حرمت اور محبت ان کے دل میں برقرار تھی، اور اس کی حفاظت ان کے مدّ نظر تھی۔ تاریخی روایات سے واضح ہے کہ بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دینی و انتظامی ضروریات کے تحت مدینہ منورہ سے باہر گئے اور یہ ان کے عیب دار ہونے کی دلیل نہیں بنتا۔ اس لیے اس کو حدیث کے خلاف یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تنقیص پر محمول کرنا درست نہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ وَ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى أَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اٰلِ إِبْرَاهِيْمَ إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اعتراض نمبر 18

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے بجائے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم مقرر کیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ [398]

ترجمہ: حاکمیت صرف اللہ کی ہے۔

اعتراض:

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے جنگ صفین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنا حکم مقرر کیا جب کہ قرآن کریم کی اس آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو حکم بنانا جائز نہیں ہے، لہٰذا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ عمل قرآن کریم کے خلاف تھا۔

جواب نمبر 1: قرآن کریم سے امورِ دنیا میں ثالثی کا جواز:

دنیاوی معاملات میں کسی کو اپنا فیصل یا حکم بنانا قرآنِ کریم سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے جھگڑے کے بارے میں فرمایا کہ ایک ثالث مرد کی طرف سے اور ایک عورت کی طرف سے مقرر کیا جائے تاکہ معاملہ حل ہو سکے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ثالث اور حکم مقرر کرنا قرآن کی تعلیم ہے۔

لہٰذا اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنا فیصل اور حکم مقرر کیا ہے تو یہ قرآن کریم پر عمل کرنا ہے۔

1: ﴿وَاِنۡ خِفۡتُمۡ شِقَاقَ بَیۡنِهِمَا فَابۡعَثُوۡا حَکَمًا مِّنۡ اَهۡلِهٖ وَ حَکَمًا مِّنۡ اَهۡلِهَا﴾ [399]

---

[398] سورۃ یوسف:40

[399] سورۃ النساء:35

ترجمہ: اور اگر تمہیں میاں بیوی میں جھگڑے کا ڈر ہو تو ایک منصف مرد کے خاندان سے اور ایک منصف عورت کے خاندان سے مقرر کردو۔

امام فخر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عمر رازی الشافعی رحمہ اللہ (ت606ھ) فرماتے ہیں:

﴿وَإِنْ خِفْتُمْ﴾ خِطَابًا لِجَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ. ثُمَّ قَالَ: ﴿فَابْعَثُوا﴾ فَوَجَبَ أَنْ يَكُونَ هٰذَا أَمْرًا لِآحَادِ الْأُمَّةِ بِهٰذَا الْمَعْنٰى. فَثَبَتَ أَنَّهُ سَوَاءٌ وُجِدَ الْإِمَامُ أَوْ لَمْ يُوجَدْ. فَلِلصَّالِحِينَ أَنْ يَبْعَثُوا حَكَمًا مِنْ أَهْلِهِ وَحَكَمًا مِنْ أَهْلِهَا لِلْإِصْلَاحِ. وَأَيْضًا فَهٰذَا يَجْرِي مَجْرَى دَفْعِ الضَّرَرِ. وَلِكُلِّ أَحَدٍ أَنْ يَقُومَ بِهِ.[400]

ترجمہ: ﴿وَإِنْ خِفْتُمْ﴾ اس میں تمام ایمان والوں کو خطاب ہے اس کے بعد فرمایا: ﴿فَابْعَثُوا﴾ اس سے لازم آتا ہے کہ یہ حکم امت کے باقی افراد کے لیے بھی اسی معنی میں ہے۔ پس یہ بات ثابت ہوگئی کہ امام (حاکم) موجود ہو یا موجود نہ ہو نیک لوگوں کے لیے جائز ہے کہ وہ اصلاح کی خاطر ایک حکم مرد کے اہل میں سے اور ایک حکم عورت کے اہل میں سے مقرر کریں۔ اور نیز یہ معاملہ ضرر (نقصان) کو دور کرنے کے قائم مقام ہے، اور ہر شخص کے لیے جائز ہے کہ وہ اس (نقصان کو دور کرنے) کا اقدام کرے۔

جواب نمبر2: حدیث سے امور دنیا میں فیصل بننے کا جواز:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خوارج کے ساتھ گفتگو کی اور ان کے سامنے اس اعتراض کا جواب قرآن وسنت کی روشنی میں پیش کیا جس کے نتیجے میں ان خوارج میں سے اکثر نے اپنی بات سے رجوع کر لیا اور راہِ راست پر آگئے، یہاں اسی جواب کو نقل کیا جارہا ہے۔

امام ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ (ت211ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا ، قَالَ: لَمَّا اعْتَزَلَتِ الْحَرُورَاء فَكَانُوْا فِيْ دَارٍ عَلٰى

---

[400] التفسیر الکبیر للرازی: ج10 ص75 تفسیر سورۃ النساء، رقم الآیۃ35

حِدِّتِهِمْ فَقُلْتُ لِعَلِيٍّ : يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أَبْرِدْ عَنِ الصَّلَاةِ لَعَلِّي آتِي هٰؤُلَاءِ الْقَوْمَ فَأُكَلِّمَهُمْ ، قَالَ: إِنِّي أَتَخَوَّفُهُمْ عَلَيْكَ قُلْتُ: كَلَّا إِنْ شَاءَ اللهُ تَعَالٰى ... قَالَ: فَدَخَلْتُ فَقَالُوْا: مَرْحَبًا بِكَ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ! مَا جَاءَ بِكَ؟ قُلْتُ: جِئْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ نَزَلَ الْوَحْيُ وَهُمْ أَعْلَمُ بِتَأْوِيْلِهٖ قَالَ فَقَالَ بَعْضُهُمْ : لَا تُحَدِّثُوْهُ وَقَالَ بَعْضُهُمْ : وَاللهِ لَنُحَدِّثَنَّهٗ قَالَ: قُلْتُ: أَخْبِرُوْنِيْ مَا تَنْقِمُوْنَ عَلَى ابْنِ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَتَنِهٖ وَأَوَّلِ مَنْ آمَنَ بِهٖ وَأَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَهٗ؟ قَالُوْا: نَنْقِمُ عَلَيْهِ ثَلَاثًا قَالَ: قُلْتُ: وَمَا هُنَّ؟ قَالُوْا: أَوَّلُهُنَّ أَنَّهٗ حَكَّمَ الرِّجَالَ فِيْ دِيْنِ اللهِ وَقَدْ قَالَ اللهُ: ﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ﴾ ... قَالَ: قُلْتُ: أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَرَأْتُ عَلَيْكُمْ مِنْ كِتَابِ اللهِ الْمُحْكَمِ وَحَدَّثْتُكُمْ مِنْ سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَا تُنْكِرُوْنَ أَتَرْجِعُوْنَ؟ قَالُوْا: نَعَمْ ، قَالَ: قُلْتُ: أَمَّا قَوْلُكُمْ : حَكَّمَ الرِّجَالَ فِيْ دِيْنِ اللهِ فَإِنَّ اللهَ تَعَالٰى يَقُوْلُ: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَ اَنْتُمْ حُرُمٌ ... إِلٰى ... يَحْكُمُ بِهٖ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ﴾ وَقَالَ فِي الْمَرْأَةِ وَزَوْجِهَا: ﴿وَ اِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا﴾ أَنْشُدُكُمُ اللهَ أَحُكْمُ الرِّجَالِ فِيْ حَقْنِ دِمَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَإِصْلَاحِ ذَاتِ بَيْنِهِمْ أَحَقُّ أَمْ فِيْ أَرْنَبٍ ثَمَنُهَا رُبُعُ دِرْهَمٍ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلْ فِيْ حَقْنِ دِمَائِهِمْ وَإِصْلَاحِ ذَاتِ بَيْنِهِمْ قَالَ: أَخَرَجْتُ مِنْ هٰذِهٖ؟ قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ نَعَمْ ... فَرَجَعَ مِنْهُمْ عِشْرُوْنَ أَلْفًا وَبَقِيَ مِنْهُمْ أَرْبَعَةُ آلَافٍ فَقُتِلُوْا. [401]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے حروریہ (خوارج) سے علیحدگی اختیار کی حالانکہ اس وقت وہ لوگ ایک مقام پر اپنی سختی اور ضد پر قائم تھے تو میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: اے امیر المؤمنین! ذرا نماز میں تاخیر کیجیے شاید میں ان لوگوں کے پاس جاؤں اور ان سے بات کروں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے آپ کے بارے میں ان سے خطرہ ہے۔ میں نے کہا: ان شاء اللہ مجھے کچھ نہیں ہو گا... جب میں ان لوگوں کے پاس گیا۔ انہوں نے کہا: اے ابن عباس! خوش آمدید آپ کیوں یہاں

[401] مصنف عبد الرزاق: ج9 ص455، رقم الحدیث 18949

تشریف لائے؟ میں نے کہا: میں تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی بات سنانے آیا ہوں جن پر وحی نازل ہوئی اور وہ اس کی تفسیر سب سے بہتر جانتے ہیں۔ اس وقت کچھ لوگوں نے کہا: ان سے بات نہ کرو، جبکہ کچھ نے کہا: ہم ضرور بات کریں گے۔ میں نے کہا: مجھے بتاؤ تمہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی، داماد، (بچوں میں) سب سے پہلے ایمان قبول کرنے والے اور وہ صحابہ جو ان کے ساتھ ہیں ان سے کیا اختلاف ہے؟ تو ان لوگوں نے کہا: ہمیں ان سے تین باتوں پر اعتراض ہے: پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے اللہ کے دین میں انسانوں کو حکم بنایا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "حکم صرف اللہ کا ہے"... ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے ان سے کہا: مجھے بتاؤ اگر میں تمہیں اللہ کی محکم کتاب میں سے پڑھ کر سناؤں اور تمہیں اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں سے وہ باتیں بتاؤں جن کو تم انکار نہ کر سکو، تو کیا تم (اپنی بات سے) رجوع کر لو گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: پھر میں نے کہا: جہاں تک تمہارا یہ اعتراض ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دین میں آدمیوں کو حکم بنایا تو بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "دو عادل آدمی فیصلہ کریں" (شکار کے معاملے میں) اور خاوند و بیوی کے جھگڑے میں فرمایا: "ایک فیصلہ کرنے والا مرد کے گھر سے اور ایک عورت کے گھر سے ہو" تو کیا تمہارے خون اور جانوں کو بچانے کے لیے فیصل مقرر کرنے کا حق زیادہ اہم ہے یا ایک ہرن کیلئے جس کی قیمت چند دراہم ہے؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! اپنے خون کو بچانا اور معاملات کو سلجھانا زیادہ اہم ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: پھر میں نے ان سے پوچھا: کیا میں نے (تمہارے) اس اعتراض کو ختم کر دیا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہاں... پھر ان میں سے بیس ہزار خوارج نے رجوع کیا اور باقی چار ہزار وہ تھے جنہیں بعد میں قتل کر دیا گیا۔

خلاصہ کلام:

﴿اِنِ الۡحُکۡمُ اِلَّا لِلّٰہِ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اصل حاکمیت اللہ کی ہے، یہ مطلب نہیں ہے کہ انسانوں کے ذریعے فیصلہ کروانا ممنوع ہے؛ اس لیے کہ قرآن کریم خود جھگڑوں میں ثالث مقرر کرنے کی اجازت دیتا ہے۔ اسی بنا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حکم بنانا قرآن کے خلاف نہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے خوارج کو یہی جواب دیا کہ جب معمولی معاملات میں بھی انسانوں کو فیصلہ کرنے والا بنایا جا سکتا ہے تو مسلمانوں کے خون بچانے کے لیے بدرجۂ اولیٰ انسانوں کو فیصلہ کرنے والا بنایا جا سکتا ہے۔

اعتراض نمبر 19

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کے بجائے نوجوانوں کو عہدے دیے

امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: أَمَّا مَا ذَكَرْتَ مِنْ إِقْرَارِهِمْ فَوَاللهِ مَا أَشُكُّ أَنَّ ذٰلِكَ خَيْرٌ فِي عَاجِلِ الدُّنْيَا لِإِصْلَاحِهَا وَأَمَّا الَّذِي يَلْزَمُنِي مِنَ الْحَقِّ وَالْمَعْرِفَةِ بِعُمَّالِ عُثْمَانَ فَوَاللهِ لَا أُوَلِّي مِنْهُمْ أَحَدًا أَبَدًا فَإِنْ أَقْبَلُوا فَذٰلِكَ خَيْرٌ لَهُمْ وَإِنْ أَدْبَرُوا بَذَلْتُ لَهُمُ السَّيْفَ. [402]

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (ابن عباس رضی اللہ عنہما سے) فرمایا: جہاں تک اس بات کا تعلق ہے جو آپ نے ان (بنو امیہ کے گورنروں) کو برقرار رکھنے کے بارے میں ذکر کی ہے، تو اللہ کی قسم! مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دنیاوی اعتبار سے تو اصلاحِ احوال کے لیے بہتر ہے۔

لیکن جہاں تک اس حق اور ذمہ داری (خلافت) کا تعلق ہے جو مجھ پر لازم ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عاملوں کے بارے میں میری معرفت کا معاملہ ہے تو اللہ کی قسم! میں ان میں سے کسی ایک کو بھی کبھی منصب نہیں دوں گا۔ پھر اگر وہ اس فیصلے کو قبول کریں تو یہ ان کے لیے بہتر ہے، اور اگر وہ منہ موڑیں تو میں ان کے مقابلے میں تلوار استعمال کروں۔

اعتراض:

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ نے خلیفہ بننے کے بعد اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو معزول کر کے نوجوانوں کو عہدے دینے شروع کر دیے تھے۔

---

[402] تاریخ الطبری: ج4 ص440 اتساق الامر فی البیعة لعلی بن ابی طالب رضی الله عنه

جواب نمبر 1: انتظامی معاملات کی وجہ سے معزول کرنا:

عہدہ دینے کی بنیاد صلاحیت اور معزول کرنے کی وجہ شکایت یا انتظامی معاملات ہوا کرتے ہیں جس میں عمر کو کوئی دخل نہیں ہے اور یہ بات عہد فاروقی سے ثابت ہے۔

حافظ ابوالفضل احمد بن علی ابن حجر عسقلانی شافعی رحمہ اللہ (ت 852ھ) فرماتے ہیں:

وَاسْتَعْمَلَهُ [اَیْ أَبَا مُوْسَی الْأَشْعَرِیَّ] عُمَرُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَلَى الْبَصْرَةِ بَعْدَ الْمُغِيْرَةِ.[403]

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (کو معزول کرنے کے بعد) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو وہاں کا عامل بنایا تھا۔

فائدہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بصرہ سے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ (جب کہ ان کی عمر تقریبا 45 سال تھی) کو معزول کیا تھا اور ان کی جگہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ (جب کہ ان کی عمر راجح قول کے مطابق 35 سال تھی) کو متعین کیا تھا۔

جواب نمبر 2: حاکم کے فیصلوں کی حکمت:

کس شخص کو حاکم بنایا جائے اور کس کو معزول کیا جائے، یہ امور عام افراد کی سمجھ میں نہیں آتے بلکہ اسے خلیفہ ہی جان سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اقدامات بھی اسی قبیل سے ہیں۔

امام ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن محمد معافری ابن العربی المالکی رحمہ اللہ (ت 543ھ) لکھتے ہیں:

اَلْوِلَايَاتُ وَالْعَزْلَاتُ لَهَا مَعَانٍ وَحَقَائِقُ لَا يَعْلَمُهَا كَثِيْرٌ مِنَ النَّاسِ.[404]

ترجمہ: حکام کے متعین کرنے اور معزول کرنے میں کئی مقاصد و حقائق ہوتے ہیں جن کو بہت سے لوگ نہیں سمجھ سکتے (مطلب یہ ہے کہ ان تقاضوں کو خلیفہ وقت ہی صحیح معنوں میں سمجھ سکتا ہے)

---

[403] الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ لابن حجر: ج4ص،119 ترجمۃ عبد اللہ بن قیس بن سُلَیم

[404] العواصم من القواصم: ص243 نکتۃ للولایات والعزلات معان وحقائق

جواب نمبر 3: نوجوان قیادت کا انتظام

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت (35ہجری تا 40ہجری) کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس دور میں اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمر رسیدہ ہو چکے تھے۔ جو صحابی، عہد نبوی میں تیس برس کا ہو گا، وہ اس زمانے میں لازمی طور پر 60-65 سال کا ہو چکا ہو گا۔ اس وقت ضرورت اس چیز کی تھی کہ نوجوان نسل کو آگے لایا جائے تاکہ تیزی سے پھیلتی ہوئی سرحدوں کا مؤثر اور مضبوط انتظام کیا جائے۔ یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنا تجربہ اس نسل تک منتقل کیا اور پھر اس نسل نے ذمہ داریاں سنبھال لیں اور بزرگ صحابہ کرام ان کی نگرانی کرتے رہے، یہ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حسنِ تدبر کی دلیل ہے نہ کہ اعتراض کی بات ہے۔

جواب نمبر 4: انتظامی توازن کی حکمت:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک نازک صورتِ حال کا سامنا تھا کہ ایک جانب خلافت کا استحکام اور عوامی اعتماد ضروری تھا، جبکہ دوسری طرف بعض لوگ سابق گورنروں کی معزولی کا مطالبہ کر رہے تھے۔ چنانچہ آپ نے معتدل حکمتِ عملی اختیار کرتے ہوئے کچھ گورنروں کو معزول کیا اور ان کی جگہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مقرر فرمایا، تاکہ انتظامی استحکام اور عوامی اطمینان دونوں حاصل ہو جائیں۔

خلاصہ کلام:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بعض گورنروں کو معزول کرنا دراصل انتظامی اور اصلاحی ضرورت کے تحت تھا، نہ کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کی تحقیر کے لیے۔ خلافت میں تقرّری و معزولی کا معیار عمر نہیں بلکہ صلاحیت، حالات اور عوامی مصلحت ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی اس کی مثالیں ملتی ہیں۔ مزید یہ کہ اس وقت کے پیچیدہ حالات میں نئی اور متحرک قیادت کی ضرورت تھی جبکہ اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رہنمائی و نگرانی کا کردار ادا کر رہے تھے۔ اس لیے یہ اقدام حکمتِ عملی اور حسنِ تدبیر پر مبنی تھا، نہ کہ قابلِ اعتراض۔

اعتراض نمبر 20

سیدنا علی رضی اللہ عنہ عینِ نبی ہونے کی وجہ سے خلیفہ بلا فصل تھے

امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ رحمہ اللہ (ت 273ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ حُبْشِيِّ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: عَلِيٌّ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ. [405]

ترجمہ: حضرت حُبشی بن جُنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں۔

اعتراض:

اس حدیث مبارک کی بنیاد پر کہا جاتا ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک ہی ذات ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مقام و مرتبہ میں بھی سب سے بڑھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں، اور خلیفہ بلا فصل بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔

جواب نمبر 1: اتحادِ منہج واطاعت:

یہ حدیث مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بلا فصل ہونے کی دلیل نہیں ہے اور نہ ہی نبوت کے بعد افضل ترین ہونے کی دلیل ہے، بلکہ اس جیسی تعبیر کا معنی یہ ہوتا ہے کہ ہمارا راستہ ایک ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں متفق ہیں۔

امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمہ اللہ (ت 676ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: (هٰذَا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ) مَعْنَاهُ الْمُبَالَغَةُ فِي اتِّحَادِ طَرِيْقَتِهِمَا،

---

[405] سنن ابن ماجہ: رقم الحدیث 119

وَاتِّفَاقِهِمَا فِيْ طَاعَةِ اللهِ تَعَالٰى .[406]

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان "یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں" کا معنی اس بات کو مبالغہ کے ساتھ بیان کرنا ہے کہ ہم دونوں کا راستہ ایک ہے اور ہم دونوں اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں متفق ہیں۔

جواب نمبر 2: خاندان کا ایک ہونا:

اس فرمان کا معنیٰ یہ ہے کہ ہمارا خاندان ایک ہے۔ "علی مجھ سے ہیں" یعنی میرے خاندان سے ہیں۔

جواب نمبر 3: علی میرے متبعین میں سے:

اس فرمان کا معنیٰ یہ ہے کہ علی میری اتباع کرنے والوں میں سے ہیں، اس لیے کہ "مِنِّیْ" کا لفظ متبعین کے لیے بھی قرآن میں استعمال ہوا ہے، ذیل میں دو آیات ملاحظہ ہوں:

1: ﴿فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ ۙ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ مُبْتَلِيْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ لَّمْ يَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّيْٓ﴾[407]

ترجمہ: جب طالوت (بادشاہ) فوجیں لے کر نکلا اور کہا کہ یقیناً اللہ تعالیٰ ایک نہر کے ذریعے آپ لوگوں کی آزمائش کرنے والا ہے۔ جس نے اس نہر کا پانی پیا وہ میرا نہیں اور جس نے اسے نہ چکھا یقیناً وہ میرا ہے۔

2: ﴿رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ ۚ فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَ مَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ﴾[408]

ترجمہ: (حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ) اے میرے پروردگار! انہی بتوں نے بہت سارے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے (یعنی گمراہی کا سبب بنے ہوئے ہیں) جو میری بات مانے گا تو وہ مجھ سے ہے اور جو میری نافرمانی

---

[406] شرح صحیح مسلم للنووی: ج2 ص295 باب من فضائل جلیبیب رضی اللہ عنہ

[407] سورۃ البقرۃ:249

[408] سورۃ ابراہیم:36

کرے گا (اس کا معاملہ آپ کے سپرد ہے چاہیں تو عذاب دیں چاہیں تو انہیں ہدایت کی توفیق دے دیں اور آپ سے امید یہی ہے کہ آپ انہیں ہدایت کی توفیق عطا فرمائیں گے کیونکہ) آپ بہت زیادہ بخشنے والے ہیں (بخشنے کی وجہ یہ ہے کہ آپ) بہت زیادہ رحم کرنے والے ہیں۔

فائدہ: مذکورہ آیت کا معنی یہ نہیں کہ میرے متبعین اور میں ایک ہی ذات بن گئے ہیں بلکہ معنیٰ یہ ہے کہ وہ میری بات ماننے والے اور میری اتباع کرنے والے ہیں۔

جواب نمبر 4: دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق انہی الفاظ کی تصریح:

اسی طرح کے الفاظ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے لیے بھی ملتے ہیں۔ تو کیا ان میں سے ہر ایک کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عین (ایک ہی ذات) قرار دے کر افضل ترین اور خلیفہ بلافصل تسلیم کرلیا جائے گا؟

چند حوالہ جات پیش کیے جاتے ہیں:

1: حضرت عباس رضی اللہ عنہ

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "الْعَبَّاسُ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ." [409]

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عباس مجھ سے ہے اور میں عباس سے ہوں۔

2: حضرت حسین رضی اللہ عنہ

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی رحمہ اللہ (ت 279ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

---

[409] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3759

عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حُسَيْنٌ مِنِّيْ وَأَنَا مِنْ حُسَيْنٍ، أَحَبَّ اللهُ مَنْ أَحَبَّ حُسَيْنًا." [410]

ترجمہ: حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حسین مجھ سے ہیں اور میں حسین سے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس شخص سے محبت فرماتے ہیں جو حسین سے محبت کرتا ہے (یعنی جو شخص دعویٰ محبت میں عملاً سچا ہو)۔

3: حضرت جُلَیبیب رضی اللہ عنہ

امام ابوالحجاج مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری رحمہ اللہ (ت 261ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

عَنْ أَبِيْ بَرْزَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَ فِيْ مَغْزًى لَهُ، فَأَفَاءَ اللهُ عَلَيْهِ فَقَالَ لِأَصْحَابِهِ: هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ أَحَدٍ؟

"قَالُوْا: نَعَمْ، فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا،

ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ أَحَدٍ؟

"قَالُوْا: نَعَمْ، فُلَانًا وَفُلَانًا وَفُلَانًا،

ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَفْقِدُوْنَ مِنْ أَحَدٍ؟"

قَالُوْا: لَا،

قَالَ: لٰكِنِّيْ أَفْقِدُ جُلَيْبِيْبًا، فَاطْلُبُوْهُ."

فَطُلِبَ فِي الْقَتْلٰى، فَوَجَدُوْهُ إِلٰى جَنْبِ سَبْعَةٍ قَدْ قَتَلَهُمْ، ثُمَّ قَتَلُوْهُ، فَأَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ عَلَيْهِ،

فَقَالَ: قَتَلَ سَبْعَةً، ثُمَّ قَتَلُوْهُ، هٰذَا مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ، هٰذَا مِنِّيْ وَأَنَا مِنْهُ." [411]

---

[410] جامع الترمذی: رقم الحدیث 3775

[411] صحیح مسلم: رقم الحدیث 2472

ترجمہ: حضرت ابوبَرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں شریک تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس غزوہ میں آپ کو مال عطا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا: کیا تم لوگ اپنے میں سے کسی کو غائب تو نہیں پاتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں! فلاں فلاں فلاں شخص غائب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ (ان کے علاوہ) کوئی اور تو غائب نہیں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پھر جائزہ لیا تو مذکورہ لوگوں کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی غائب تھے) انہوں نے جواب دیا کہ فلاں فلاں غائب ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا کہ (ان کے علاوہ) کوئی اور تو غائب نہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جُلَیْبِیب نظر نہیں آرہا۔ انہیں تلاش کرو!

چنانچہ انہیں مقتولین کے اندر تلاش کیا گیا تو ان کی لاش کو (کفار کی) سات لاشوں کے پاس پایا جنہیں حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہ نے قتل کر دیا تھا۔ ان سات کو قتل کر کے خود بھی شہید ہو چکے تھے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قریب تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو کر فرمایا: اس (جلیبیب رضی اللہ عنہ) نے سات (کافروں) کو قتل کیا، پھر کفار نے انہیں شہید کر دیا۔ یہ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں۔ (یہ جملہ آپ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔)

4: یمنی اشعریین رضی اللہ عنہم

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

قَالَ أَبُوْ مُوسٰى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ." [412]

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (اشعریین اور اہلِ یمن) کے بارے میں فرمایا: وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری رحمہ اللہ (ت 256ھ) روایت نقل کرتے ہیں:

[412] صحیح البخاری: کتاب المغازی، بَابُ قُدُومِ الْأَشْعَرِيِّينَ وَأَهْلِ الْيَمَنِ

عَنْ أَبِي مُوسَى رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "إِنَّ الْأَشْعَرِيِّينَ إِذَا أَرْمَلُوا فِي الْغَزْوِ أَوْ قَلَّ طَعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِينَةِ جَمَعُوا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوهُ بَيْنَهُمْ فِي إِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّي وَأَنَا مِنْهُمْ." [413]

ترجمہ: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قبیلہ اشعر کے لوگ جہاد میں (مشغولیت کی وجہ سے کچھ کما نہیں سکتے اور) ضرورت مند بن جاتے ہیں یا مدینہ منورہ میں ان کے اہل وعیال کے پاس کھانا کم رہ جاتا ہے تو سب لوگ اپنا اپنا موجودہ کھانے پینے کا سامان ایک کپڑے میں اکٹھا کر لیتے ہیں، پھر آپس میں ایک پیمانے سے برابر تقسیم کر لیتے ہیں (ان کے اس جذبہ خیر خواہی اور بوقت حاجت مساوات والے عمل سے میں اتنا خوش ہوں کہ) وہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔

خلاصہ کلام:

یہ اعتراض اس حدیث "علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں" کو غلط معنی بیان کرنے سے ہوتا ہے، حالانکہ اس کا مقصد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی کے برابر یا عینِ ذات قرار دینا نہیں۔ اصل مفہوم یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ، دین اور اطاعت ایک ہے، یعنی کامل قربت اور موافقت بیان کرنا مقصود ہے۔ اسی طرح یہ الفاظ نسبی تعلق (خاندان) اور اتباع (پیروی) کے معنی میں بھی آتے ہیں، نہ کہ حقیقتاً ایک ہی ذات ہونے کے۔ مزید یہ کہ یہی طرزِ بیان دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم جیسے حضرت عباس، حضرت حسین اور حضرت جلیبیب رضی اللہ عنہم اجمعین کے بارے میں بھی آیا ہے، جس سے واضح ہوتا ہے کہ یہ فضیلت اور محبت کا اظہار ہے، نہ کہ مساواتِ نبوت یا خلافتِ بلافصل کی دلیل۔ اس لیے اس حدیث کو عقیدۂ اتحادِ ذات یا خلافت بلافصل کی دلیل بنانا درست نہیں۔

---

[413] صحیح البخاری: رقم الحدیث 2486

اعتراض نمبر 21

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں فتوحات نہیں ہوئیں

اعتراض:

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آپ کے زمانۂ خلافت میں کوئی نیا علاقہ فتح نہیں ہوا، دینِ اسلام مزید علاقوں میں نہیں پھیلا جس سے سیاسی طور پر گویا آپ ناکام ٹھہرے۔

جواب نمبر 1: دورِ خلافت میں فتوحات کا ہونا:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں فتوحات ہوئی ہیں۔

ذیل میں تصریحات پیش کی جاتی ہیں:

1: ابو الحسن احمد بن یحییٰ بن جابر بن داؤد بلاذُری رحمہ اللہ (ت 279ھ) لکھتے ہیں:

فَلَمَّا كَانَ آخِرُ سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَلَاثِيْنَ وَأَوَّلُ سَنَةِ تِسْعٍ وَثَلَاثِيْنَ فِيْ خِلَافَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، تَوَجَّهَ إِلٰى ذٰلِكَ الثَّغْرِ الْحَارِثُ بْنُ مُرَّةَ الْعَبْدِيُّ مُتَطَوِّعًا بِإِذْنِ عَلِيٍّ، فَظَفِرَ وَأَصَابَ مَغْنَمًا وَسَبْيًا وَقَسَمَ فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ أَلْفَ رَأْسٍ. [414]

ترجمہ: جب حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری حصے میں، یعنی سن 38 ہجری کے آخر اور 39 ہجری کے آغاز میں، حارث بن مرہ العبدی حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اجازت سے رضاکارانہ طور پر اس سرحدی محاذ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں انہوں نے کامیابی حاصل کی، مالِ غنیمت اور قیدی حاصل کیے، اور ایک ہی دن میں ایک ہزار قیدی تقسیم کیے۔

2: امام ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید بن کثیر طبری رحمہ اللہ (ت 310ھ) روایت کرتے ہیں:

---

[414] فتوح البلدان: ص 257 تحت فتوح السند

عَنْ عَلِيِّ بْنِ كَثِيْرٍ أَنَّ عَلِيًّا اسْتَشَارَ النَّاسَ فِيْ رَجُلٍ يُوَلِّيْهِ فَارِسَ حِيْنَ امْتَنَعُوْا مِنْ أَدَاءِ الْخَرَاجِ فَقَالَ لَهُ جَارِيَةُ بْنُ قُدَامَةَ: أَلَا أَدُلُّكَ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى رَجُلٍ صَلِيْبِ الرَّأْيِ عَالِمٍ بِالسِّيَاسَةِ كَافٍ لِمَا وُلِّيَ؟ قَالَ: مَنْ هُوَ؟ قَالَ: زِيَادٌ، قَالَ: هُوَ لَهَا فَوَلَّاهُ فَارِسَ وَكِرْمَانَ وَوَجَّهَهُ فِيْ أَرْبَعَةِ آلَافٍ فَدَوَّخَ تِلْكَ الْبِلَادَ حَتّٰى اسْتَقَامُوْا۔ [415]

ترجمہ: حضرت علی بن کثیر روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ فارس کے علاقے میں جہاں لوگوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا ہے کس شخص کو گورنر مقرر کیا جائے۔ تو جاریہ بن قدامہ نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! کیا میں آپ کو ایسے آدمی کے بارے میں نہ بتاؤں جو مضبوط رائے والا، سیاست کا ماہر اور اپنے سپرد کیے گئے کام کو بخوبی انجام دینے والا ہو؟ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا: زیاد۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہی اس کام کے لیے مناسب ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اسے فارس اور کرمان کا گورنر مقرر کر دیا اور چار ہزار کے لشکر کے ساتھ روانہ کیا۔ پھر اس نے ان علاقوں پر اقتدار حاصل کر لیا یہاں تک کہ وہاں کے لوگ درست ہو گئے (اطاعت میں آ گئے)۔

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ آپ کے دورِ خلافت میں بھی کچھ شہر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے ہیں۔

جواب نمبر 2: فتنوں میں استقامتِ خلافت:

خلافت کے آغاز ہی میں سن 36 ہجری میں جنگِ جمل پیش آئی، پھر سن 37 ہجری میں جنگِ صفین ہوئی۔ اس کے بعد خوارج کا فتنہ کھڑا ہوا، جسے نہروان میں ختم کیا گیا۔ ان مسلسل اندرونی مشکلات کے باوجود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بغاوت کرنے والے علاقوں کا مقابلہ کیا اور جہاں لوگوں نے خراج دینے سے انکار کیا وہاں بھی کارروائی کی۔ لہٰذا یہ کہنا درست نہیں کہ ان کے دور میں کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اصل کامیابی یہ تھی کہ اتنے سخت حالات میں بھی وہ ثابت قدم رہے اور امت کو سنبھالتے رہے۔

---

[415] تاریخ الطبری: ج5 ص137 سنة تسع وثلاثين .تفريق معاوية جيوشه فی اطراف علی

امام ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ عَبَسی کوفی رحمہ اللہ (ت 235ھ) نقل کرتے ہیں:

أَنَّ عَلِيًّا سَارَ إِلَيْهِمْ حَتّٰى إِذَا كَانَ حِذَاءَهُمْ عَلٰى شَاطِئِ النَّهْرَوَانِ أَرْسَلَ إِلَيْهِمْ يُنَاشِدُهُمُ اللهَ وَيَأْمُرُهُمْ أَنْ يَرْجِعُوا فَلَمْ تَزَلْ رُسُلُهُ تَخْتَلِفُ إِلَيْهِمْ حَتّٰى قَتَلُوْا رَسُوْلَهُ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ نَهَضَ إِلَيْهِمْ فَقَاتَلَهُمْ حَتّٰى فَرَغَ مِنْهُمْ كُلِّهِمْ. [416]

ترجمہ: بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ اُن (خوارج) کی طرف روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب وہ نہروان کے دریا کے کنارے اُن کے مقابل پہنچے تو اُن کی طرف قاصد بھیجے اور اُنہیں اللہ کا واسطہ دیا اور حکم دیا کہ واپس لوٹ آئیں۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کے قاصد برابر اُن کے پاس آتے جاتے رہے، یہاں تک کہ انہوں نے آپ رضی اللہ عنہ کے ایک قاصد کو بھی قتل کر دیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھا تو اُن کے خلاف کھڑے ہوئے اور اُن سے جنگ کی، یہاں تک کہ اُن سب کو ختم کر دیا۔

جواب نمبر 3: ظاہری نتائج ہی معیار نہیں ہوتے:

بالفرض فتوحات نہ بھی ہوں تب بھی قابلِ اشکال نہیں ہے۔ اس لیے کہ دنیا دار العمل ہے دار الجزاء نہیں، کتنے انبیاء کرام علیہم السلام ایسے گزرے ہیں جنہوں نے تبلیغ کی لیکن اس پر ظاہری فائدہ مرتب نہیں ہوا کہ ایک شخص نے بھی کلمہ نہیں پڑھا۔ تو ظاہری فائدہ نہ ملنا کسی کی ناکامی کی دلیل نہیں ہوتا۔

خلاصہ کلام:

یہ اعتراض درست نہیں، کیونکہ تاریخی روایات سے ثابت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بھی بعض علاقوں میں فتوحات اور حکومتی استحکام حاصل ہوا۔ مزید یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں معرکہ جمل، صفین اور خوارج جیسے معاملات پیش آئے، اس کے باوجود آپ نے خلافت کو سنبھالا اور بغاوتوں کا مقابلہ کیا، جو خود بہت بڑی کامیابی ہے۔ نئی فتوحات ہی کامیابی نہیں ہوتی بلکہ امت کے داخلی انتشار کو روکنا بھی کامیابی ہے۔

---

[416] مصنف ابن ابی شیبۃ: ج 21 ص 454 رقم الحدیث 39082 تحت ماذکر فی الخوارج

یادداشت